آلِ محمدؐ کا دیوانہ

# بہلول دانا

سیدہ عابدہ نرجس

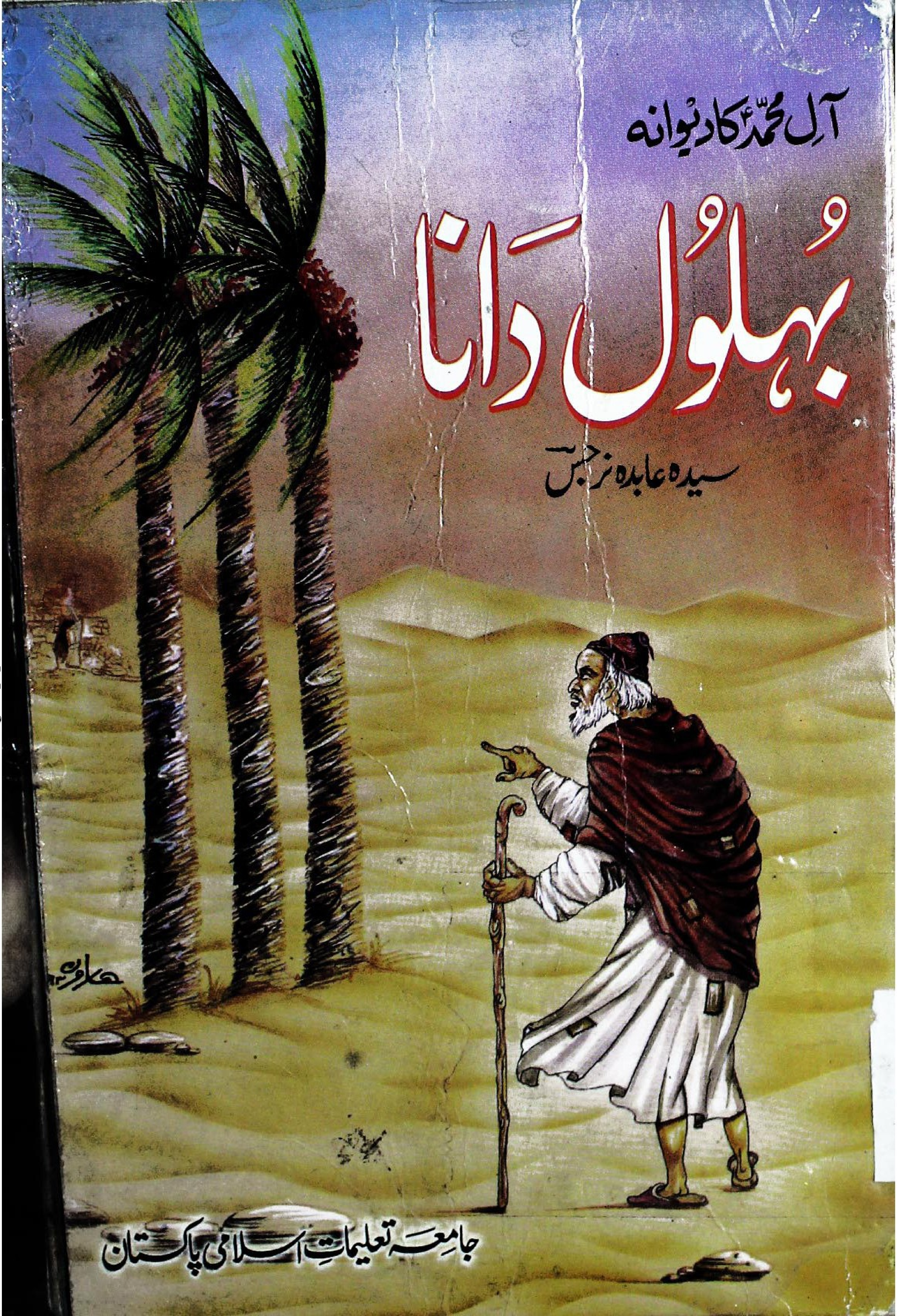

جامعہ تعلیماتِ اسلامی پاکستان

Marfat.com

Marfat.com

# آلِ محمدؐ کا دیوانہ

# بہلول دانا

سیّدہ عابدہ نرجس

جامعہ تعلیماتِ اسلامی پاکستان

پوسٹ بکس ۵۴۲۵ - کراچی - پاکستان

Marfat.com

۲۹۴۶ ۸۲۰۹۴

ب ۹۸۸ ن

۲۲۲۶۵

جملہ حقوق
دائمی طور پر بحق ناشر محفوظ ہیں!

نگران ——— رضا حسین رضوانی
سرورق ——— محمد ہارون آرٹسٹ
مطبع ——— پراتما پرنٹرز کراچی

Marfat.com

قومی مُلوک طبع کہ از رُوئے سلطنت
گوئی کز احترام سلاطین کشورند

شاہانِ دلق پوش کہ گاہ حمایتی
زیرِ گلیمشان جم و خاقان کشورند

امروز از نعیمِ جہان چشم دوختہ اند
فردا خود از کرشمہ بفردوس ننگرند

منگر بہ چشم خوار در این پا برہنگان
نزد خرد عزیز تر از دیدہ ترند

آدم بہشت را بدو گندم اگر فروخت
حقّا کہ این گروہ بیک جَو نمی خرند

## ترجمہ

یہ بادشاہوں کا سا مزاج رکھنے والے لوگ گویا بادشاہوں جیسے اِحترام کے مُستحِق ہیں۔

اِن گُدڑی پوش بادشاہوں کے غُلام بھی اپنی گُدڑیوں میں جمشید اور اور خاقان کا سا وَقار چُھپائے پھرتے ہیں۔

انھوں نے آج دُنیا کی نعمتوں کو نظر انداز کر دیا ہے — اور کل یہ جنّت کو آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھیں گے۔

ان برہنہ پا فقیروں کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو — کہ عقل کے نزدیک یہ ان آنکھوں سے زیادہ محترم ہیں جن میں خوفِ الٰہی سے آنسو چمکتے ہیں۔

ہاں — اگر آدمؑ نے جنّت کو گیہوں کے دو دانوں کے عِوض بیچ دیا تھا — تو سچ جانو کہ یہ دیوانے جنّت کو ایک جَو کے عِوض بھی نہیں خریدیں گے۔

# نذرِ قارئینؒ

قارئینِ محترم ۔۔! بہلول تاریخ کا ایک ایسا یگانۂ روزگار کردار ہے ۔۔ جسے آلِ محمدؐ کے معجزے سے تعبیر کیا جائے تو غلط نہیں ہوگا ۔۔۔ اِس نام کے کئی اَور لوگ بھی گزرے ہیں ۔۔۔ لیکن بہلول سے مُراد عموماً وہی شخص لیا جاتا ہے ۔۔۔ جس نے دیوانگی کا مفہوم بدل دیا اور دانشِ بُرہانی کے معنیٰ سمجھائے ۔۔ تاریخ کے صفحات میں وہ واحد دیوانہ ہے ۔۔۔ جو دانائے راز ہے اور وہ تنہا پاگل کہلوانے والا ہے ۔۔ جو دانشمندوں کو حِکمت و دانِش سکھاتا ہے ۔۔ اُس نے ایک ایسی انوکھی راہ چُنی تھی ۔۔۔ جو آج تک کسی کے قدموں سے پائمال نہیں ہوئی۔

بہلول کی 'ب' پر پیش اور 'ہ' پر جزم ہے ۔۔ یہ نام ہنس مُکھ، سچّے اور حاضر جواب لوگوں کے لیے استعمال ہوتا ہے ۔۔۔ بہلول کی اِن ہی خوبیوں نے اُس کا اصل نام فراموش کروا دیا تھا ۔۔۔ وہ ہر جگہ بہلول ہی کہلواتا تھا ۔۔ جس طرح وہ اپنے دَور میں ایک مقبول شخصیت تھا ۔۔ اسی طرح ہر دَور میں وہ ایک پسندیدہ کردار رہا ہے ۔۔۔ اس کی حکایات دلچسپی اور شوق سے کہی اور سُنی جاتی ہیں۔

اُس کا اصل نام وَہب بن عمرو۔ اور جائے ولادت کُوفہ بیان کی گئی ہے ــ وہ بغداد کے ثرَوَت مندوں میں سے تھا۔ بعض روایات میں اسے ہارون رشید کا قریبی رشتہ دار اور برادرِ مادری لکھا گیا ہے ـــ وہ امام جعفر صَادق علیہ السلام کے شاگردوں میں سے تھا ـــ اُس نے ان کے فرزند امام مُوسیٰ کاظِم علیہ السلام کا زمانہ بھی دیکھا تھا ـــ

قاضی نوُراللہ شوشتری رح کے بقول وہ ہارون رشید کے عہد کے دانشمندوں میں سے گزرا ہے ـــ جو کسی مَصلِحَت کے تحت دیوانہ بن گیا تھا۔ (مجالس المومنین)

اُس کی دیوانگی کے بارے میں دو روایات مشہور ہیں ـــ یہ بھی معروف ہے کہ اس نے امام موسیٰ کاظِم علیہ السلام کی ہدایت پر دیوانگی کا لبادہ اوڑھ لیا تھا ـــ اس طرح اس نے اپنی جان بھی بچالی اور اس دَور کے شاہی دربار کے لیے ایک ایسا نقّاد بن گیا ـــ جو ہنسی ہی ہنسی میں انھیں آئینہ دکھاتا رہتا تھا ـــ

امام مُوسیٰ کاظم علیہ السلام سے ہارون رشید عبّاسی کی مُخاصَمت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے ـــ تاریخ نے امامِ عالی مقام ؑ کی چودہ سال کی قید سخت اور زہر سے شہادت کا ذمّہ دار ہارون کو ہی ٹھہرایا ہے ـــ

ایک روایت کے مطابق ـــ ہارُون نے دیگر مُتّقی اور نامور



Marfat.com

لوگوں کے ساتھ بہلول سے بھی امامِ معصومؑ کے قتل کا فتویٰ طلب کیا تھا ــــ بہلول انکار کے نتائج سے خوب واقف تھا ــ اِس لیے اُس نے امام موسیٰ کاظمؑ سے رہنمائی کی درخواست کی اور ان کی ہدایت پر دیوانہ بن کر اپنی جان بچالی ــــ

اس کے بارے میں دوسری روایت یہ ہے ــ کہ بہلول کا جُرم آلِ محمدؐ سے عقیدت اور اِرادت مندی تھا ــــ جو ہارون کے دور میں قابلِ گردن زدنی جرم قرار پایا تھا ــــ جب بہلول کو پتہ چلا کہ اسے عنقریب گرفتار کر کے قتل کر دیا جائے گا ــــ تو اس نے اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ امامِ معصومؑ سے قید خانے میں رابطہ کیا ــــ

حالاتِ زمانہ کے پیشِ نظر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اس کے سوال کا جواب صرف ایک حرف 'ج' کی صورت میں دیا جس سے بہلول پر 'جنون' کے معنیٰ منکشف ہوئے ــــ وقت اور حالات کے تقاضے کو سمجھتے ہوتے اس نے ایک ایسی پُر از حکمت دیوانگی اختیار کر لی ــ جسے اس دور کی چلتی پھرتی اپوزیشن کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔

بہلول جُرأت و بیباکی، حق گوئی اور مظلوموں کی حمایت کا علمبردار تھا ــــ وہ اس دور میں بادشاہ پر کھلے بندوں تنقید کرتا تھا ــــ جب کوئی بادشاہ کے خلاف زبان کھولنے کا تصوّر بھی



Marfat.com

نہیں کرسکتا تھا — اس کی دانشمندی اور ذہانت نے کبھی اس کا موقع نہیں دیا کہ اس کے کسی لفظ پر گرفت کی جاسکتی —

بُہلول کے حالات زندگی تو دستیاب نہیں ہیں۔ لیکن اس کی حکایات کے مُطالعے سے اس کے جو خدّوخال اُبھرتے ہیں — وہ ایک غیر معمولی ذہین، دانشمند اور طبّاع شخص کی نشان دہی کرتے ہیں — وہ حقیقی معنوں میں ایک خُدارسیدہ عالِم اور نابغۂ روزگار تھا — وہ بہترین حسِّ مزاح رکھتا تھا — اس دوَر کے حالات اور مُعاشرت پر اس کی نگاہ گہری تھی — وہ ایک حیرت انگیز شگفتہ برجستگی کے ساتھ اپنی دیوانگی کا بھرم بھی رکھتا تھا — اور دیوانی بات بھی نہیں کہتا تھا — اس نے دیوانگی اور فرزانگی کو کچھ ایسے مُعجزانہ انداز میں ہم آہنگ کیا تھا کہ وہ نہ صِرف اس کی جان کی ضمانت تھی بلکہ مظلوموں کی حمایت کا ایک مؤثّر ذریعہ اور حکومت وقت پر کُھلی تنقید بھی تھی۔

اس کی شگفتگی، زندہ دلی اور بذلہ سنجی نے اسے ہر دور کا ایک ہر دلعزیز کردار بنادیا ہے — تاریخ کے صفحات میں وہ ایک ایسا مُحیّرالعُقول کردار ہے۔ — جو دیوانہ بھی ہے اور لوگ اس کے فضل و کمال کے قائل بھی ہیں — وہ پاگل بھی کہلاتا ہے اور مشکل مسئلوں میں اس کی رائے کو اہمیت بھی دی جاتی ہے اس سب کے باوجود کوئی یہ ثابت نہیں کرپاتا کہ وہ دیوانہ نہیں



Marfat.com

ہے ۔ یہی اس کا کمال ہے کہ وہ درحقیقت آلِ محمّدؐ کا دیوانہ ہے ۔

اِس کتاب کی تالیف میں کرمان محمود ہمت کی جمع کردہ حکایات سے مدد لی گئی ہے اور ہم اس کا اعتراف شکریے کے ساتھ کرتے ہیں ۔

سیّدہ عابدہ نرجِس



Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

## ۱

شہروں کے شہر بغداد کی پُر رونق شاہراہوں پر زندگی اپنی مخصوص گہما گہمی سے رَواں دَواں تھی — لوگ باگ اپنے روزمرّہ کے معمولات میں مصروف تھے ۔ بازاروں میں خرید و فروخت ہو رہی تھی اور گلی کوچوں میں لڑکے بالے کھیل کود میں مگن تھے ۔ اچانک — اِک شور اٹھا — چہار جانب اِک ہلچل سی مچ گئی — لوگوں نے وَہب کو دیکھ کر انگلیاں دانتوں میں داب لیں اور حیرت و استعجاب سے نیرنگیٔ دوراں کا کرشمہ دیکھنے لگے —

بغداد کا مشہور ثَروَت مند وَہب بن عَمرو[1] جو عبّاسی خلیفہ

---

[1] عُمَر اور عَمر کا فرق ظاہر کرنے کے لیے عَمرو میں ر کے بعد و لکھا جاتا ہے جو کہ پڑھا نہیں جاتا۔



Marfat.com

ہارون رشید کے قریبی رشتہ داروں میں تھا، اپنے گھر سے اس حال میں نکلا تھا کہ اس کے بال پریشان تھے ــــ ڈاڑھی بے ترتیب اور لباس پراگندہ تھا۔ ہاتھ میں پکڑے ہوئے عَصا کو اس نے گھوڑا بنا رکھا تھا، جیسے بچّوں کی طرح کھٹاکھٹاتا۔ بے معنیٰ الفاظ کہتا ــ نہ جانے کس سمت چلا جاتا تھا۔

جس نے بھی آگے بڑھ کر اسے روکنا چاہا، وَہْب نے اسے دُھتکار دیا۔ "دُور ہو جاؤ ــ ہٹو ــ مجھے راستہ دو ــ نہیں تو میرا گھوڑا لات مار دے گا" ــــ

لوگ اس کی یہ حالت دیکھ کر دَم بخُود رہ گئے۔ بچّوں کے ہاتھ ایک نیا تماشا آگیا۔ وہ پہلے تو دُور دُور سے اس کی طرف دیکھتے رہے ــــ پھر آہستہ آہستہ نزدیک آئے ــ کِسی نے اس کی عَبا کھینچی ــ کِسی نے اس کی رِدا گھسیٹ لی ــ کوئی اس کے ساتھ ساتھ دوڑنے لگا ــــ اور کوئی اس کے عَصا پر سوار ہونے کی ضد کرنے لگا ــ جسے وہ گھوڑے کی طرح چلا رہا تھا۔

لیکن وَہْب نے بچّوں کو نہ ڈانٹا ــــ نہ ڈرایا نہ دھمکایا۔ بلکہ وہ خُود بھی ان میں سے ایک معلوم ہونے لگا اور بچّوں کے ساتھ بچکانہ حرکتیں کرتا، آبادیوں سے دُور ویرانے کی طرف بھاگ گیا۔

سارے شہر میں جیسے سنّاٹا چھا گیا ــــ حیرت و عبرت نے



Marfat.com

لوگوں کو ششدر کر دیا ــــ کچھ لمحے گزرے اور ان کے حواس پلٹے۔ وہ عبرت کی اس گُنگ کر دینے والی کیفیت سے نکلے تو ہر طرف اسی کے تذکرے ہونے لگے۔ جہاں چند لوگ اکٹھے ہوتے، وہب بن عَمرو کی ذہنی حالت ہی زیرِ بحث آتی ــــ لوگ گلیوں اور چوراہوں میں کھڑے اسی واقعے پر تبصرہ کرتے ہوئے نظر آتے۔

کوئی کہتا ــــ "خدا کی شان ہے ــــ یہ وَہب بن عَمرو شہر کے دانشمندوں میں شمار ہوتا تھا۔ مگر آج اس کی حالت دیکھ کر عبرت ہوتی ہے" ــــ

کوئی دوسرا کہتا ــــ "لگتا ہے ــــ اس کی کوئی بات بارگاہِ خُداوندی میں ناپسندیدہ ٹھہری ہے ــــ شاید اسی لیے اس نے وہب سے عقل و دانش چھین لی ہے" ــــ

"بُرے وقت سے پناہ مانگنی چاہیے ــــ ایسوں کی حالت سے عبرت حاصل کرنی چاہیے" ــــ کوئی خوفِ خدا سے کانپ کر بولا۔

"خواہ مخواہ قیاس آرائیوں سے اِجتناب برتو ــــ نہ معلوم اس کی اس حالت میں کونسی حِکمت پوشیدہ ہے" ــــ ایک مردِ بزرگ نے گہرا سانس لے کر کہا اور ایک جانب چل دیا۔ اس کا لہجہ معنیٰ خیز تھا اور اس کے لفظوں میں اَسرار بول



Marfat.com

رہے تھے۔

اس کے برابر کھڑا ہوا ایک شخص بڑے غیر محسوس انداز میں مجمع سے علیحدہ ہوا اور اس کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ کچھ دُور تک دونوں اسی طرح چلتے رہے۔ پھر پہلے شخص نے اپنے عَقب میں قدموں کی چاپ سے کسی اور کی موجودگی کا اندازہ لگایا اور غیرارادی طور پر پیچھے مُڑ کر دیکھا — دوسرے شخص نے اپنے قدموں کو تیز کیا اور اس کے برابر آگیا —

اس نے کھَنکار کر گلا صاف کیا اور مُحتاط لہجے میں بولا — "اے مردِ بزرگ! میں نے آپ کی باتوں میں اَسرار کو بولتے سنا ہے۔ ایسا لگتا ہے جیسے وہب کی دیوانگی میں جو حِکمت پوشیدہ ہے آپ اس سے واقِف ہیں — آپ مجھے خُدارسیدہ معلوم ہوتے ہیں۔ میں آپ جیسے لوگوں کی گفتگو میں اپنے لیے ہدایت و رہنمائی تلاش کرتا ہوں — کیا ایسا ممکن ہے کہ آپ مجھے وہب کی حالت کی کچھ خبر دے دیں" —

اس مردِ بزرگ نے ایک تیز نگاہ اس پر ڈالی۔ اور بے نیازی سے کہا — "اے بندۂ خدا! تو کسی عظیم غلط فہمی کا شکار معلوم ہوتا ہے — جا اور اپنی راہ لے — مجھے بھلا وہب سے کیا سروکار" —



Marfat.com

اس شخص نے بزرگ کا دامن پکڑ لیا ـــــ "بخدا میں کسی غلط فہمی کا شکار نہیں ہوں ـ میں نے عالموں اور برگزیدہ لوگوں کی صحبت میں وقت گزارا ہے ـ آپ جیسے لوگ تو حکمت و دانش کے سرچشمے ہیں۔ اگر آپ اس لیے مجھ سے کلام نہیں کرنا چاہتے کہ حالاتِ زمانہ دگرگوں ہیں اور خلیفہ ہارون کے جاسوسوں اور عام لوگوں میں تمیز کرنا مشکل ہوگیا ہے ـــ تو میں خدا کی قسم کھا کر آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ جو کچھ بھی فرمائیں گے وہ میرے پاس امانت کی طرح محفوظ رہے گا ـــ اگر میں اس میں خیانت کروں تو اللہ مجھے وہی سزا دے جو خائن کی ہے"ـــ

اس مردِ بزرگ نے اس کی طرف گھور کر دیکھا۔ اور بیزاری سے کہنے لگا ـــــ "اے شخص! تو کس قدر باتونی اور گفتگو کا شائق ہے۔ میں نے تجھ سے کہہ جو دیا کہ میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا" ـــــ وہ اتنا کہہ کر آگے بڑھ گیا ـــــ

مگر اس شخص نے پیچھا نہیں چھوڑا اور اس کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا بولا ـــ "میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرا ہارون رشید اور اس کے حواریوں سے کوئی تعلق نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ آپ ان تین اشخاص میں سے ایک ہیں



Marfat.com

جنھوں نے امام مُوسیٰؑ بنِ جعفرؑ ــــ میرے ماں باپ ان پر فِدا ہوں ــــ سے قیدخانے میں رابطہ کیا تھا اور وَہب بھی اس وقت آپ کے ساتھ تھا"ــــ

وہ مردِ بزرگ ٹھٹھک کر رُک گیا اور خشمگین لہجے میں بولا ــــ "اگر تُو اتنا کچھ جانتا ہے تو پھر میرے پیچھے کیوں پڑا ہے ــــ تجھے میرے بیان کی کیا حاجت ہے ــــ؟"

"میں اہلِ بیتؑ کا دوست دار ہوں ــــ میں اس کٹھن وقت کی سختیوں سے واقف ہوں جو آلِ محمدؐ کے بہی خواہوں کو درپیش ہیں ــــ امام وقت موسیٰؑ بن جعفرؑ مسلسل قید میں ہیں ــــ زندان کے دربانوں کی ان پر سختیاں دیکھ کر دل خُون کے آنسو روتا ہے ــــ مگر افسوس کہ ہم بے بس ہیں اور شاید بُزدل بھی ــــ یقیناً خدا کے یہاں ہم اس کے لیے جواب دِہ ہوں گے ــــ ان سے رابطے کا کوئی ذریعہ بھی نہیں ہے ــــ مجھے معلوم ہوا تھا کہ آپ نے کسی طرح ان سے رابطہ کیا ہے ــــ تو میں نے سوچا آپ سے ہدایت اور بصیرت حاصل کروں"ــــ

وہ مردِ بزرگ گومگو کی سی کیفیت میں کچھ سوچتا رہا پھر اِدھر اُدھر دیکھ کر بولا ــــ "اگر تم سچ کہہ رہے ہو ــــ تو اُسے ثابت کرو"ــــ



Marfat.com

"بسر و چشم ـــــ آپ میرے ہمراہ تشریف لے چلیے ـــــ میری زوجہ مدینے کی ہے اور آلِ محمدؐ کی آزاد کردہ کنیز ہے ـــــ ہماری دولت مودّتِ اہلِ بیتؑ ہے ـــــ آپ جیسی چاہیں مجھ سے قسم لے لیں" ـــــ جیسا چاہیں اطمینان کرلیں" ـــــ اس نے پوری سچّائی سے کہا۔

مردِ بزرگ نے اس کی آنکھوں میں دیکھا جو اس کے لفظوں کی تائید کر رہی تھیں اور کچھ سوچ کر اس کے ساتھ روانہ ہوگیا۔ اس کے گھر پہنچ کر جب اس نے اچھی طرح سے اطمینان کرلیا کہ اس کی گفتگو غیر محفوظ نہیں ہوگی۔ تو بولا: ـــــ

"سُن ـــ اے بندۂ خدا ـــــ!!! تُو حالاتِ زمانہ کو جانتا ہے اور تجھ سے یہ بھی پوشیدہ نہیں کہ لوگوں کی ہمدردیاں عبّاسیوں کو اِس لیے حاصل ہوئی تھیں کہ انھوں نے آلِ محمدؐ کی حِمایت اور اِعانت کا نعرہ لگایا تھا ـــ ان کا حق ان تک پہنچانے کا وعدہ کیا تھا ـــ مگر افسوس کہ انھوں نے نہ صرف آلِ محمدؐ کا حق نہیں پہنچایا ـــــ بلکہ لوگوں کی ان کے ساتھ عقیدت اور محبّت دیکھ کر انھیں اپنی سلطنت کے لیے خطرہ تصوّر کرنے لگے"۔

"اُن کے دن رات اِسی کوشش میں صَرف ہوتے



Marfat.com

ہیں کہ کس طرح امام موسیٰؑ بنِ جعفرؑ سے لوگوں کی توجہ ہٹا سکیں۔ اِسی لیے یہ ہر اُس شخص کی جان کے دُشمن ہوجاتے ہیں جو آلِ محمدؐ سے عقیدت رکھتا ہے ــــ ہمیں یہ اِطّلاعات برابر مل رہی تھیں کہ ہم محبّتِ آلِ محمدؐ کے جُرم میں عنقریب ہارون کے زیرِ عتاب آنے والے ہیں۔ اِسی لیے ہم نے باہم مشورہ کیا لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔"

"بالآخر یہی فیصلہ کیا کہ امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے رہنمائی حاصل کی جائے ــــ ان کی قید کے احوال سے تو تم واقف ہو کہ ان کے دربان چُن چُن کر شقی القلب اور دشمنِ اہلبیتؑ رکھے جاتے ہیں ــــ ان سے ملنے پر سخت پابندی ہے ــــ لیکن کسی نہ کسی طرح ہم نے اپنا مسئلہ ان کی خدمت میں پہنچا ہی دیا" ــــ

"اگلے روز صبح صادق کے وقت زندان سے مٹی کی ایک ٹھیکری گری ــــ ہم پہلے ہی اِس تاک میں تھے ــــ ہم نے بڑی رازداری سے وہ ٹھیکری اُٹھالی ــــ میں قُربان جاؤں اپنے امامؑ پر" ــــ اس کا لہجہ گلوگیر ہوگیا اور وہ رُک کر آنسو پونچھنے لگا ــــ دوسرے شخص کی آنکھوں سے بھی آنسو گرنے لگے ــــ

اس مردِ بزرگ نے سرد آہ بھری ــــ "امام پر قید خانے



Marfat.com

میں اِس قدر سختی ہے کہ انھوں نے مٹی کی اس ٹھیکری پر حُروفِ تہجّی میں سے صِرف ایک حَرف لکھا تھا۔

"وہ کیا"—— ؟؟ اس شخص نے بے تاب ہوکر سوال کیا——

"اس ٹھیکری پر حَرف "جِیم" لکھا ہوا تھا —— فرزندِ رسولؐ کے عطاکردہ اس ایک حَرف نے ہم پر حکمت کے دروازے کھول دیے —— ہمیں اپنی مشکل کا حل از خُود مِل گیا جو ہمارے حالات کے ساتھ میل کھاتا ہے۔ ہمارا تیسرا ساتھی، جس کا نام ظاہر کرنا ضروری نہیں، —— اس نے "ج" سے "جِلاوطنی" مُرادِ لیا —— وہ آج رات یہ شہر چھوڑ دے گا —— میرے وِجدان میں "ج" سے "جَبَل" کا اِنکِشَاف ہوا ہے —— میں پہاڑوں پر اپنے آبائی مکان میں پناہ لوں گا —— اور ہمارے دوست وَہب بن عمرو کے لیے یہ حرف "ج" جُنون کی علامت بنا ہے —— اور تم دیکھو گے کہ آلِ محمدؐ کے اِس دیوانے کی دیوانگی فرزانوں کو شرما دے گی"——

۲

وہب بن عَمرو بچّوں کے ہجُوم میں بچّہ بنا ہوا ——



Marfat.com

کھول کر اپنے چاروں طرف جمع شناسا چہروں کو دیکھا جن پر دُکھ اور تفکّر کی لکیریں تھیں — وہ ہمدردی سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے —

"کیا بات ہے "—؟ وَہْب نے اُٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"وَہْب اٹھو — گھر چلو "— ایک عزیز نے قریب بیٹھ کر اس کی عَبا سے گرد جھاڑتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی تو گھر ہے "— وَہْب نے کھنڈر کی ٹوٹی ہوئی دیواروں کی طرف اِشارہ کیا — " بھلا اس میں کیا کمی ہے — نہ ہمسائے کا جھگڑا — نہ مالکِ مکان کا خوف — نہ دربان کی مصیبت — نہ چور کا ڈر "—

"کیسی باتیں کر رہے ہو وَہْب "— کوئی اُنسیّت سے بولا —

"میں تمھاری زبان ہی تو بول رہا ہوں "— وَہْب نے جواب دیا —

"تمھاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے "— کوئی بولا —

"میری طبیعت بالکل ٹھیک ہے — میں بہت مزے میں ہوں "— وَہْب نے کمال بے نیازی سے جواب دیا

" نہیں — تم بیمار ہو — تمھیں علاج کی ضرورت ہے" — کسی عزیز نے اسے سمجھانے کی کوشش کی۔



Marfat.com

"بیمار تو سب ہی ہیں ــ علاج کی کس کو ضرورت نہیں ــ وہب ہنسا اور رازداری سے بولا ــ "تم خود ہی کہو ــ کیا خلیفہ کیا وزیر کیا کوتوال اور کیا داروغہ ــ ان میں سے کون ہے۔ جسے علاج کی ضرورت نہیں" ــ

"ہماری بات سمجھنے کی کوشش کرو ــ یہ جگہ تمھارے شایانِ شان نہیں" ــ اس کے رشتہ دار پریشان ہو گئے۔

"بھلا یہ میرے شایانِ شان کیوں نہیں ــ یہ خلیفہ کے محل سے تو بہتر ہے کہ روزِ حشر مجھ سے اس کے بارے میں کوئی باز پرس تو نہیں ہوگی" ــ

اس کے رشتہ دار زچ ہو گئے ــ انھوں نے بہتیری کوشش کی کہ اسے گھر لے جائیں اور اس کے جنون کا کچھ علاج ہو جائے ــ لیکن وہ قطعاً رضامند نہیں ہوا۔

## ۳

اب وہ فرشِ خاک، شکستہ دیواریں اور کھلا آسمان ہی اس کا گھر تھا۔ وہ آرام و آسائش سے بے نیاز ہو گیا تھا نعمت ہائے دنیا سے اس نے منہ موڑ لیا تھا ــ اسے رشتوں اور قرابتوں کی پروا نہیں رہی تھی۔ وہ روکھے سوکھے چند ٹکڑوں پر گزر بسر کرتا تھا اور ننگی زمین پر اپنے بازو کے



Marfat.com

تکیے پر چین کی نیند سوتا تھا۔

وہ بچّوں کا سب سے زیادہ دوست تھا ــــ ان کی معصومیت اور منچلاپن اسے بھاتے تھے۔ وہ پہروں ان کے ساتھ بچکانہ حرکتیں کرنے میں مصروف رہتا اور کھیل کود میں انھیں کام کی باتیں بتاتا ــــ کوئی راہ گیر اسے مخاطب کرلیتا یا کوئی جاننے والا اس سے پوچھتا: ــــ

"وہب! تم نے یہ کیا حالت بنالی ہے"ــــ؟

تو وہ بڑی شگفتگی سے کوئی ایسی پہلو دار بات کہہ دیتا ــــ جو مخاطب کو محظوظ کرتی ــــ لیکن بے معنیٰ نہیں ہوتی تھی ــــ غور کرنے پر اس میں کوئی نہ کوئی حکمت پوشیدہ نظر آتی تھی۔

اِس عالمِ دیوانگی میں پورا شہر اس کی دسترس میں تھا ــــ وہ اپنے من کی موج میں جہاں چاہتا پہنچ جاتا اور جس کو چاہتا اپنے شگفتہ لفظوں میں آئینہ دکھا دیتا ــــ عوام مشکل میں ہوتے تو ہنسی ہنسی میں ان کا مسئلہ حل کردیتا ــــ اور اگر خواص حدود سے تجاوز کرتے تو باتوں باتوں میں انھیں لگام دے دیتا۔ اس کی بذلہ سنجی میں چھپی ہوئی ذہانت اور دانشمندی آہستہ آہستہ لوگوں کو قائل کرنے لگی۔

○



۲۲۲۶۵

Marfat.com

ایک بدکردار شخص نے اس کا مذاق اُڑانے کو شرارت سے کہا :—

"اے وَہب! — کیا تو نے کبھی شیطان کو دیکھا ہے —؟ میرا بہت جی چاہتا ہے کہ میں شیطان کو دیکھوں" —

"تیری یہ خواہش تو بڑی آسانی سے پوری ہو سکتی ہے" — وَہب نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"وہ کِس طرح" —؟؟ اس شخص نے پوچھا۔

"تیرے گھر میں آئینہ تو ہو گا — اگر نہیں تو صاف پانی میں دیکھ لینا — تجھے شیطان کی زیارت ہو جائے گی" — اس شخص کو بھاگتے ہی بن پڑی۔

○

اُن ہی دنوں امیرِ کُوفہ اسحاق بن محمد صباح کے یہاں لڑکی کی ولادت ہوئی — پتہ چلا کہ وہ لڑکی کی پیدائش پر بہت رنجیدہ ہے۔ کسی سے نہیں ملتا۔ نہ ہی مُبارکباد وصول کرتا ہے۔ وَہب کو خبر ہوئی تو وہ اپنی گدڑی شانے پہ ڈالے اس کے یہاں پہنچا اور بولا :—

"اے اسحاق! میں نے سُنا ہے کہ تو لڑکی کی پیدائش پر بہت افسردہ ہے — نہ کھاتا ہے — نہ پیتا ہے" —

"کیا کروں — دل ہی نہیں چاہتا" — وہ ٹھنڈی سانس



Marfat.com

بھر کر بولا — "مجھے بیٹے کی بڑی آرزو تھی — مگر افسوس کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے لڑکی دے دی" —

"کمال ہے" — وَہب نے بے ساختہ کہا — "تو اس پر راضی نہیں کہ اللہ نے تجھے صحیح وسالم بیٹی دی ہے — اگر وہ تجھے مجھ جیسا پاگل بیٹا دے دیتا تو پھر" —— ؟

اسحاق کو اس کی بے ساختگی پر ہنسی آگئی — لیکن وہ اس کی تہ میں چھپی ہوئی حکمت کو جان گیا اور خُدا کا شکر بجا لایا — اپنا سوگ توڑا اور لوگوں کو اجازت دی کہ وہ اس کے پاس تبریک پیش کرنے کے لیے آئیں۔

○

وہ اپنی دیوانگی کے باوجود نماز کے وقت مسجد میں پہنچ جاتا تھا — ایک روز ابھی اس نے جوتے نہیں اتارے تھے کہ اس نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اس تاک میں ہے کہ اس کے جوتے چُرائے — وَہب بہت دیر اس انتظار میں رہا کہ وہ شخص اِدھر اُدھر ہو — تو وہ اپنے جوتے اُتار کر نماز میں شامل ہو — مگر وہ نہیں ٹلا اور نماز کے لیے صفیں درست ہوگئیں۔

وَہب نے آؤ دیکھا نہ تاؤ — دوڑ کر آگے بڑھا اور جُوتوں سمیت ہی نماز کے لیے کھڑا ہوگیا — اس شخص نے



Marfat.com

مایوس ہوکر اسے ٹوکا ـــــ "او دیوانے ! ۔ یہ کیا کررہے ہو ؟ جُوتوں سمیت نماز نہیں ہوتی" ـــــ

"نماز نہیں ہوتی تو نہ ہو ـــــ مگر جُوتے تو ہوتے ہیں" ـــــ وَہب نے جواب دے کر نیّت باندھ لی ۔

○

وہ گلیوں اور بازاروں میں اپنے معصُوم ساتھیوں کے ساتھ چُہلیں کرتا پھرتا ـــــ کہیں کوئی غیر معمولی بات دیکھتا ۔ تو وہیں رُک جاتا اور اپنی بَذلَہ سَنجی سے لوگوں کو ہنسنے ، مُسکرانے پر مجبور کردیتا ۔

ایک روز وہ اپنے شریر ساتھیوں کے ساتھ بھاگا جارہا تھا کہ اس نے سرِ بازار ایک مجمع لگا ہوا دیکھا ـــــ اس نے اپنی چھڑی کھٹکھٹائی ـــــ لوگوں کے کندھے دباتے ـــــ کسی کی بغل میں جھانکا ـــــ کسی کو پَرے ہٹایا اور ہجُوم کے درمیان سر جا نکالا ۔

لوگوں نے اسے دَھکّے دیئے ـــــ بُرا بھلا کہا ـــــ لیکن اس نے پروا نہیں کی ـــــ دیکھا کہ شہر کا داروغہ ایک عجیب دعویٰ کررہا ہے ـــــ

"اے لوگو ـــــ ! میری بات غور سے سُنو ـــــ میں ایک ایسا ہوشیار آدمی ہوں کہ مجھے کوئی دھوکہ نہیں دے سکتا" ـــــ

"بیشک! بیشک ـــ!! داروغہ جی! آپ بالکل درست فرماتے ہیں" ـــ

"مَرحَبا ـــ مرحَبا ـــ کیا کہنے ـــ!!!! داروغہ کا دعویٰ بالکل حق ہے" ـــ

"کِسی کی کیا مجال کہ داروغہ صاحب کو دھوکا دے سکے" ـــ مجمع میں سے اس کے خوشامدی بھانت بھانت کی بولیاں بولنے لگے ـــ ہر طرف سے دادو تحسین کے نعرے بلند ہو رہے تھے۔

وَہَب نے اپنی چھڑی زمین پر زور سے مار کر انھیں اپنی طرف متوجّہ کیا اور بولا ـــ "داروغہ جی! مجھے بھی کچھ کہنے کی اجازت ہے" ـــ؟

"اچھّا ـــ تو تم بھی بولو گے ـــ بولو ـــ کیا کہتے ہو؟" ـ اس نے نخوت سے کہا۔

وَہَب نے سنجیدگی سے کہا ـــ "داروغہ جی! گُستاخی معاف! یہ دیوانہ آپ کے اِس دعوے کو چُٹکیوں میں باطِل کر سکتا ہے ـــ مگر یہ کوئی ایسا مُفید کام نہیں، جس پر وقت ضائع کیا جائے" ـــ

"اس کی صورت دیکھو ذرا ـــ اور اس کا دعویٰ دیکھو" ـــ کسی نے تمسخر سے کہا۔

"او دیوانے ـــــ داروغہ صاحب کی عقل کے سامنے بھلا تیری کیا حقیقت ہے ؟" ـــــ کسی اور نے آوازہ کسا۔

داروغہ نے مونچھوں کو تاؤ دیا ـــــ "ہاں ـــ ہاں ـــ تم جیسا پاگل تو مجھے ضرور دھوکا دے سکتا ہے" ـــــ

"میں پاگل ہوں یا کچھ ـــ اگر مجھے اس وقت ایک ضروری کام نہ ہوتا تو میں آپ کو اسی وقت ایسا جھانسا دیتا کہ آپ اور آپ کے یہ چمچے ہمیشہ یاد رکھتے" ـــــ

"بڑی اُونچی ہواؤں میں ہو میاں دیوانے ـــ مجھے کوئی جلدی نہیں ہے ـــ میں یہیں بیٹھا ہوں ـــ تم اپنا کام کرکے واپس آؤ اور اپنے دعوے کو ثابت کرو" ـــــ داروغہ نے ڈپٹ کر کہا۔

وَہْب نے اپنی چھڑی سنبھالی اور عُجلت میں یہ کہتا ہوا مُڑا ـــــ "داروغہ صاحب ! اب اپنے وعدے سے پھر مت جائیے گا ـــ یہیں میرا انتظار کیجیے گا ـــ بس گیا اور آیا" ـــــ وہ جس طرح مجمع میں آیا تھا ، اسی طرح باہر نکل گیا۔

داروغہ پھر اپنی شیخی بگھارنے میں مصروف ہو گیا ـــــ اس کے خوشامدی بڑھ بڑھ کر داد دینے لگے۔ کافی وقت گزر گیا ـــ داروغہ بے چین ہوا ـــــ "کافی دیر ہو گئی ہے اور وہ دیوانہ پلٹ کر نہیں آیا" ـــــ



Marfat.com

لوگوں نے بھی محسوس کیا کہ وقت گزرتا جارہا ہے اور وَہَب کا دُور دُور تک کوئی پتہ نہیں ـــ مگر انھوں نے داروغہ کو تسلّی دینے کی کوشش کی ـــ "داروغہ جی! وہ ہے بھی تو دیوانہ ـــ راہ میں کہیں بچّوں کے ساتھ کھیل میں لگ گیا ہوگا" ـــ

کچھ اور وقت گزرا ـــ لیکن وَہَب واپس نہیں آیا ـــ مجمع میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں ـــ آنکھوں آنکھوں میں اشارے ہونے لگے ـــ کچھ ہونٹوں پر مسکراہٹیں بھی نمودار ہوئیں ـــ بعض لوگ اکتا کر گھروں کو جانے لگے ـــ

داروغہ کو بھی اندازہ ہوگیا کہ پاگل وَہَب اسے پاگل بنا کر چلا گیا ہے اور اب وہ پلٹ کر نہیں آئے گا ـــ وہ خجل ہوکر بڑبڑایا :ـــ

"یہ پہلی بار ہے کہ مجھے کسی نے دھوکا دیا ہے" ـــ

"اور وہ بھی ایک دیوانے نے" ـــ مجمع میں سے کسی نے بے ساختہ کہا تو قہقہوں سے فضا گُونج اٹھی ـــ

○

جلد ہی وَہَب کی اس بَذلہ سَنجی، شوخی، ذِہانت اور شگُفتہ دانِش مندی کا سارے شہر میں شہُرہ ہوگیا۔ اس کی دیوانگی میں چھپی ہوئی فرزانگی اور اس کے پاگل پن میں پوشیدہ

ہوش رُبا حقائق نے عوام کو اس کے قریب کردیا — وہ نہ کسی کو ستاتا تھا، نہ پریشان کرتا تھا اور نہ نقصان پہنچاتا تھا، البتہ اپنے جُنون میں اپنی دانشمندی کو چھپائے ہر وقت لوگوں کی مدد کرنے کو تیار رہتا تھا۔

جلد ہی وہ بغداد کا ایک ایسا پسندیدہ کردار بن گیا کہ لوگ اس کے گرویدہ ہوگئے اور محبّت سے اسے بُہلُول کہنے لگے — جس کے معنیٰ ہیں ہنس مُکھ، خوُب صورت اور نیکیوں کا مجموعہ۔

بُہلُول کا لفظ عُموماً چُٹکلے باز، حاضِر جواب اور سچّے لوگوں کے لیے استعمال ہوتا ہے — رفتہ رفتہ یہ نام یوں زبان زدِ عام ہوگیا کہ اس کا اصل نام فراموش ہوگیا۔ اب کوئی بھی اُسے وَہَب نہیں کہتا تھا — وہ سب کے لیے بُہلُول تھا اور سب کا بُہلُول تھا — اس کی دانائی اور حِکمت نے اسے ایک پاگل اور دیوانے سے بڑھ کر عاقِل و دانا مشہور کردیا تھا —

## ۴

ہارون رشید تک یہ خبریں مُتواتر پہنچ رہی تھیں کہ اس کا رشتہ دار وَہَب بن عَمرو دیوانہ ہوگیا ہے — اس نے دُنیا کی



Marfat.com

شان و شوکت سے مُنہ موڑ کر خاک نشینی اختیار کرلی ہے۔
وہ اپنی گدڑی میں مَست ویرانے میں بیٹھا رُوکھی سُوکھی پر گزارہ کرتا ہے — مگر ہارون کو یقین نہیں آیا — اس نے صحیح صورتِ حال جاننے کے لیے اپنے مُقرّبوں کو بُلایا —
"کچھ وَہَب بن عَمرو کا حال کہو — ہم نے سُنا ہے کہ وہ دیوانہ ہو گیا ہے" —
"عالی جاہ — اب تو اسے وَہَب کوئی بھی نہیں کہتا — اب تو بچّہ بچّہ اسے بُہلُول کہتا ہے" — ایک امیر نے اطلاع دی —
"اچّھا" — !!! ہارون نے دلچسپی سے پوچھا — "یہ نیا خطاب اسے کس نے دیا ہے" — ؟
"ظِلِّ الٰہی — ! وہ ہنس مُکھ تو پہلے ہی تھا — دیوانگی نے اسے کچھ اور بھی خُوش طَبع بنا دیا ہے — اب تو وہ بعض اوقات مسخروں کی سی حرکتیں کرنے لگتا ہے — لوگوں کو ہنساتا اور خُوش کرتا ہے — اس لیے سب اسے بُہلُول کہنے لگے ہیں" — امیر نے وضاحت کی ۔
"ہُوں" — !!! ہارون نے غور کرتے ہوئے کہا — "اسے کسی طبیب کو دکھایا ہے تاکہ اس کا کچھ علاج ہو جائے" —
"عالی جاہ — ! اس کے گھر والوں نے بہت کوشش کی ہے



Marfat.com

لیکن وہ کسی طرح رضا مند نہیں ہوتا" — وزیر نے جواب دیا۔

"کھاتا پیتا کہاں سے ہے اور دن بھر کیا کرتا رہتا ہے"

— ہارون نے اِستِفسار کیا۔

"اس کے عزیز اسے کھانا پہنچاتے تو ہیں — مگر وہ صرف رُوکھی سُوکھی پر ہی گزارا کرتا ہے — بعض اوقات خود بھی مزدوری کر لیتا ہے — اس نے ایک کھنڈر میں ڈیرہ جما رکھا ہے — دن بھر لڑکوں بالوں کے ساتھ دوڑتا پھرتا ہے — کبھی کبھی خُوب مسخرہ پن کرتا ہے۔ جس سے محض ایک پاگل نظر آتا ہے — مگر بعض اوقات ایسی پتے کی بات کہہ جاتا ہے — کہ سُننے والے دَنگ رہ جاتے ہیں" — وزیر نے تفصیل سے جواب دیا —

"حضور اگر اجازت دیں — تو میں عرض کروں کہ اس نے کل کیا کیا ہے"—! ایک درباری نے مؤدّب لہجے میں پُوچھا —

"اجازت ہے" — ہارُون نے اجازت دی۔

"کل بغداد کے بڑے بازار میں ایک فقیر نانبائی کی دکان کے سامنے سے گزر رہا تھا۔ اس نے اَنوَاع واَقسام کے کھانے چُولھوں پر چڑھا رکھے تھے۔ جس سے بھاپ نکل رہی تھی۔ ان کھانوں کی خُوشبُو ان کی لذّت کا پتہ دے رہی تھی



Marfat.com

اور اردگرد گزرنے والوں کو اپنی طرف متوجّہ کر رہی تھی۔"
"بچارے فقیر کا دل بھی للچایا ــــ لیکن غریب کی گرہ میں مال کہاں تھا ــــ جو ان کھانوں کی لذّت خرید سکتا ــــ مگر وہاں سے ہٹنے کو بھی اس کا دل نہیں چاہتا تھا ــــ کھانوں کی خوشبو اس کی بھوک بڑھا رہی تھی ــــ بالآخر اس نے اپنے تھیلے میں سے سوکھی روٹی نکالی اور کھانے کی دیگ کی بھاپ سے اسے نرم کر کے کھانے لگا، جس میں کھانے کی خوشبو بسی ہوئی تھی۔

نانبائی چپ چاپ یہ تماشا دیکھتا رہا ــــ جب فقیر کی روٹی ختم ہو گئی اور وہ چلنے لگا ــــ تو نانبائی نے اس کا راستا روک لیا ــــ "کیوں او مسٹنڈے ــــ کہاں بھاگا جاتا ہے ــــ لا میرے پیسے نکال "ــــ

"کون سے پیسے "ــــ ؟ فقیر نے ہک دک ہو کر پوچھا۔

"اچھّا ــــ !!! کون سے پیسے "ــــ اس نے لفظ چبا کر اُگلے ــــ "ابھی جو تو نے میرے کھانے کی بھاپ کے ساتھ روٹی کھائی ہے ــــ وہ کیا تیرے باپ کی تھی ــــ اس کی قیمت کون چکائے گا "ــــ

"عجیب انسان ہو تم ــــ وہ بھاپ تو اُڑ کر ہوا میں مل رہی تھی ــــ اگر میں نے اس کے ساتھ روٹی کھا کر خود کو بہلانے



Marfat.com

کی کوشش کی ہے تو اس میں تیرا کیا چلا گیا ہے جس کی میں قیمت ادا کروں"۔۔۔ فقیر نے پریشان ہو کر کہا۔

"بس۔۔۔ بس۔۔۔!!! اب اِدھر اُدھر کی باتیں مت کر۔۔۔ میں تیری جان ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ میں اپنا مال وصول کر کے رہوں گا"۔۔۔ نانبائی نے اس کا گریبان پکڑ لیا۔

فقیر بچارا پریشان ہو گیا کہ اس ہٹّے کٹّے نانبائی سے کس طرح جان چھڑائے۔ ان کی تکرار بڑھتی جا رہی تھی۔ کہ بہلول ادھر سے گزرا اور ان کے قریب رُک کر ان کی باتیں سُننے لگا فقیر نے اپنا ہمدرد سمجھ کر ساری بات اسے سُنائی۔ تو وہ نانبائی سے بولا۔۔۔ "بھائی! یہ تو بتاؤ کہ کیا اس غریب آدمی نے تمھارا کھانا کھایا ہے"۔۔۔

"نہیں۔۔۔ کھانا تو نہیں کھایا۔۔۔ مگر میرے کھانے کی بھاپ سے فائدہ تو اٹھایا ہے۔۔۔ میں نے اسی کی قیمت مانگی ہے۔۔۔ لیکن اس کی سمجھ میں یہ بات ہی نہیں آتی"۔ نانبائی نے بتایا۔

"بالکل درست کہہ رہے ہو برادر۔۔۔ بالکل درست"۔۔۔ بہلول نے سر ہلایا اور اپنی جیب سے مٹّھی بھر سکّے نکالے۔ وہ ایک ایک کر کے ان سکّوں کو زمین پر گراتا جاتا اور کہتا جاتا۔۔۔ "نانبائی۔۔۔ نانبائی۔۔۔ یہ لے پیسوں کی آواز پکڑ لے۔۔۔ یہ لے



Marfat.com

اپنے کھانے کی بھاپ کی قیمت! اِن سکّوں کی کھنک میں وصول کرلے — لے لے — لے لے — یہ سکّوں کی آواز تیرے کھانے کی خوشبو کی قیمت ہے ۔ اسے اپنے گلک میں ڈال لے"۔
اِردگِرد کھڑے ہوئے لوگ ہنس ہنس کر دوہرے ہوگئے۔

نانبائی اپنی خِفّت مٹانے کو بولا — "یہ پیسے دینے کا کون سا طریقہ ہے" — ؟

بُہلُول نے جواب دیا — "اگر تو اپنے کھانے کی بھاپ اور خوشبو بیچے گا — تو اس کی قیمت تجھے سکّوں کی آواز کی صورت میں ہی ادا کی جائے گی" —

"بہت خوب" !!! ہارون محظوظ ہوکر ہنسا۔ "واللہ یہ کسی دیوانے کا فیصلہ تو معلوم نہیں ہوتا — اس میں تو غیرمعمولی دانِش چُھپی ہوئی ہے ۔ لگتا ہے کہ اس کی دیوانگی نے اس کی دانِش کو کوئی ضرر نہیں پہنچایا"۔

"عالی جاہ — بجا فرماتے ہیں — بُہلُول حرکتیں تو پاگلوں کی سی کرتا ہے — مگر اس کی باتوں میں اس کی دانِش بولتی ہے — اگر اِجازت ہو تو میں بھی ایک واقعہ حضُور کی سماعت کی نذر کروں" — ایک دوسرے درباری نے کہا۔

"اجازت ہے" — ہارون نے اِذن دیا۔

"ابھی چند دن پہلے کی بات ہے کہ اس نے نہ جانے

کہاں سے سونے کا ایک سکّہ پایا تھا۔ وہ اس کے ساتھ بچوں کی طرح کھیل رہا تھا۔ کبھی وہ اس کو اُنگلی پر نچاتا تھا۔ کبھی ریت سے صاف کرتا اور کبھی پہیّے کی طرح گھُماتا ـــــ ایک نوسرباز اس کا یہ کھیل دیکھ رہا تھا۔ اس نے اسے پاگل سمجھ کر کہا ـــــ "تمھیں اس ایک سکّے سے کھیلنے میں مزہ تو نہیں آرہا ہوگا ـــ تم یہ سکّہ مجھے دے دو۔ میں اس کے بدلے میں تمھیں دس سکّے دوں گا" ـــــ اس نے جیب سے سکّے نکال کر بُہلُول کو دکھائے۔

"ٹھیک ہے ـــ میں یہ سکّہ تمھیں ابھی دے دیتا ہوں مگر ایک شرط پر" ـــــ بُہلُول نے کہا۔

"وہ کیا" ـــــ ؟؟ نوسرباز نے پوچھا۔

"پہلے تو گدھے کی طرح ڈِھینچُوں ڈِھینچُوں کی آواز نِکال" ـــــ بُہلُول نے شرط رکھی۔

اس دھوکے باز نے سوچا کہ اِس دیوانے کے سامنے گدھے کی آواز نکالنے میں کیا حرَج ہے۔ اس لیے وہ شروع ہوگیا اور گدھے کی طرح رینکنے لگا۔

بُہلُول ہنسا ـــــ "عجب گدھے ہو بھئی تم ـــ کہ تم نے میرے سونے کے سکّے کو فوراً پہچان لیا اور میں گدھا بھی نہیں ـــ تو بھلا میں تمھارے تانبے کے سکّے کیوں نہ پہچانتا" ـــــ

وہ نوسرباز بچارا اس قدر شرمندہ ہوا کہ اُسے بھاگتے ہی بنی۔
ہارون کو بھی ہنسی آگئی اور بولا ــــ "شوخی تو خیر اس کی طبیعت میں شروع ہی سے بہت ہے۔ ہمیں اس کے بارے میں کچھ اور بھی بتاؤ تاکہ ہم جان سکیں کہ اس کی دیوانگی کس منزل پر ہے" ــــ
"ظلِّ سبحانی ــ!! اجازت ہو تو میں بیان کروں" ــــ ایک درباری نے ادب سے پوچھا۔
"بیان کرو" ــــ ہارون نے اجازت دی۔
"حضور ــــ!!! ابھی کچھ زیادہ دن نہیں ہوئے کہ اس نے ایک عجیب فیصلہ کیا اور وہ بھی اس طرح کہ قاضی کو اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا پڑا" ــــ درباری نے کہنا شروع کیا۔
"ہُوا اس طرح کہ بُہلُول نے راہ چلتے دو بچّوں کو روتے اور فریاد کرتے دیکھا۔ وہ ان کے پاس رُک گیا اور ان کے سر پر ہاتھ پھیر کر بولا ــــ "بچّو ــــ تم کیوں پریشان ہو؟"
بڑا لڑکا بولا ــــ "ہم فلاں شخص کے بیٹے ہیں۔ ہمارا باپ حج کو گیا تھا۔ اس نے چلنے سے پہلے ایک ہزار اشرفی قاضی کے پاس بطورِ امانت رکھوائی تھی اور کہا تھا کہ زندگی موت کا کوئی بھروسہ نہیں ــــ اگر میں سفرِ حج سے واپس نہ آیا ــــ تو تم میرے بچّوں کو اس میں سے جو تمہارا دل چاہے دے دینا اور



Marfat.com

اگر خدا مجھے واپس لے آیا — تو میں اپنی اَمانت تم سے واپس لے لوں گا — مگر افسوس کہ قضا اس کی تاک میں تھی —— راستے میں اس کا انتقال ہوگیا۔ ہم یتیم اور بے آسرا ہوگئے ہم نے اپنے باپ کی اَمانت قاضی سے مانگی — تو وہ کہنے لگا کہ — تمھارے باپ نے میرے ساتھ جو قَول کیا تھا۔ اس کے مطابق، میں جو میرا دل چاہے گا — وہ تمھیں دوں گا — اس لیے یہ سو اشرفیاں لے جانا چاہو — تو لے لو — اس نے ان لوگوں کی گواہی بھی پیش کر دی ہے — جن کے سامنے یہ قَول ہوا تھا — ہم لوگ بہت پریشان ہیں — یتیمی میں ہمارا کوئی آسرا نہیں" —

بُہلول نے اُن کے سر پر ہاتھ رکھا اور بولا —" بیٹا! پریشان نہ ہو — اپنے آنسو پونچھ لو اور میرے ساتھ چلو۔ میں خود قاضی سے بات کرتا ہوں" —

وہ لڑکے اس کے ساتھ چل پڑے — بُہلول انھیں لے کر قاضی کے پاس آیا اور بولا —" اے قاضی — تو ان یتیم بچّوں کا حق انھیں کیوں نہیں دیتا" — ؟

" اچّھا — تو یہ چالاک لڑکے اب تمھیں اپنا حمایتی بنا کر لائے ہیں — حالانکہ ان کے باپ نے کئی لوگوں کے سامنے مجھے یہ اِختیار دیا تھا کہ میں جو کچھ چاہوں انھیں



Marfat.com

دے دوں — اب میں سو اشرفیاں انھیں دیتا ہوں۔ تو یہ لینے سے انکار کرتے ہیں اور مجھے خوامخواہ شہر بھر میں بدنام کرتے پھرتے ہیں" — قاضی نے ٹھاٹھ سے جواب دیا۔

بُہلول نے بڑے اطمینان سے کہا — "قاضی جی! — آپ نے بالکل درست فرمایا ہے — یہ قَول ضرور ہوا ہے۔ لیکن اس قَول سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ جو چاہتے ہیں وہ نوسو اشرفیاں ہیں اور یہی ان بچّوں کے مَرحُوم باپ نے کہا تھا کہ جو آپ کا دل چاہے وہ آپ اس کے بچّوں کو دے دیں — تو قِبلہ قاضی صاحب —! چونکہ آپ نوسو اشرفیاں چاہتے ہیں۔ اس لیے یہی اس کے بچّوں کو دے دیں"۔

قاضی تو اَنگُشت بَدَنْدَاں بُہلُول کا مُنہ تکتا رہ گیا — حاضرِین نے بُہلُول کی تائید کی اور اسے ان یتیم بچّوں کا حق دیتے ہی بنی" —

"اچّھا — تو اس نے شہر کے قاضی کو عاجز کردیا اور کہلاتا دیوانہ ہے" — ہارون رشید نے زور دے کر کہا۔

"عالی جاہ —! وہ پاگلوں کی سی حرکتیں بھی کرتا ہے — کبھی اپنے عَصا کو گھوڑا بناکر اس پر سواری کرتا ہے — کبھی بچّوں کے ساتھ مل کر مٹّی سے کھیلتا ہے — ریت کے گھروندے بناتا ہے — ہاں نماز کے وقت مسجد میں پہنچ جاتا ہے

ابھی پچھلے جمعے کو اس نے ایک ایسا شگوفہ چھوڑا کہ ہنس ہنس کر نمازیوں کے پیٹ میں بَل پڑ گئے" ـــــ وزیر نے بتایا۔

"بیان کرو وہ کیا بات ہے" ـــــ ؟ ہارون نے کہا۔

"گزشتہ جمعے کو وہ نماز پڑھنے مسجد میں آیا ـــ تو غالباً چوری کے ڈر سے اس نے اپنے جوتے ایک کپڑے میں باندھ کر اپنی عَبا میں چھپا لیے ـــ یہاں کے مقامی لوگ تو بُہلُول کو جانتے ہیں ـــ ایک ایسا شخص جو اسے پہچانتا نہیں تھا۔ اس نے اسے بغل میں کوئی شے دابے ہوئے دیکھ کر کہا ـــ "معلوم ہوتا ہے ـــ آپ کے پاس کوئی قیمتی کتاب ہے ـــ جسے آپ نے اتنی حفاظت سے رکھا ہوا ہے" ـــ ؟

بُہلُول نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا ـــ "آپ نے درست اندازہ لگایا ـــ بہت قیمتی کتاب ہے" ـــ

اس شخص نے پوچھا ـــ "کیا آپ بتانا پسند فرمائیں گے کہ یہ کون سی کتاب ہے" ـــ ؟

"جی ہاں ـــ کیوں نہیں ـــ یہ فلسفے کی کتاب ہے"۔ بُہلُول نے بتایا۔

"فلسفے کی کتاب ـــ سُبحَانَ اللہ ـــ !!! آپ نے کس کتب فروش سے خریدی ہے" ـــ ؟

"جناب ! یہ میں نے ایک موچی سے خریدی ہے"۔

بُہلول نے مزے سے جواب دیا — جو لوگ اس کی حرکتوں سے واقف تھے — انھیں ہنسی ضَبط کرنی محال ہوگئی۔

ہارون بھی مُسکرایا — "تو موصُوف کی دیوانگی۔ فرزانوں کو شرماتی ہے — ہمیں اس کی اس رَوِش پر شک ہے۔ کہیں یہ لوگوں کی آنکھوں میں دُھول تو نہیں جھونک رہا۔"

"آپ نے بجا فرمایا اعلیٰ حضرت —! اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہترین عقل و دانش سے نوازا ہے — یہ خیال آپ کے ہی ذہنِ رسا میں آسکتا تھا" — کسی خُوشامدی نے فوراً ہاں میں ہاں ملائی —

"تم سب نمک حرام ہو — لگتا ہے کہ وہ کوئی سازش کر رہا ہے اور تم لوگوں کو کچھ خبر ہی نہیں — اس کے بارے میں فوراً پتہ چلاؤ کہ اس کی دیوانگی کے پسِ پردہ کون سے مقاصد پوشیدہ ہیں اور اسے کل دربار میں طلب کرو — ورنہ تم سب کی گردن ماردی جائے گی" — ہارون نے جلالِ شاہی سے حُکم جاری کیا اور دربار برخاست ہوگیا۔

## ۵

خلیفہ کا ایک کارندہ فوراً ہی بہلول کی تلاش میں روانہ کردیا گیا۔ بُہلول اُسے کہیں بھی نہیں ملا — نہ وہ اس



Marfat.com

ویران کھنڈر میں تھا ــ جو اس کا بسیرا تھا ــ نہ ہی قبرستان میں جہاں وہ اکثر و بیشتر کسی سوچ میں مُستغرق بیٹھا رہتا تھا ــ کسی نے بتایا کہ "وہ مسجد کی طرف جاتے ہوئے دیکھا گیا ہے" ــ

کارندہ بھی مسجد کی سمت چل پڑا ــ ابھی وہ راستے ہی میں تھا کہ اس نے دیکھا کہ بُہلُول اپنے جوتے ہاتھ میں پکڑے ــ چھڑی بغل میں دباتے ــ گِرتا پڑتا مسجد سے باہر نکلا اور جس طرف اس کا مُنہ اُٹھا ــ سَرپَٹ بھاگتا چلا گیا ــ

اُس کے پیچھے اِک شور بلند ہوا ــ "لینا ــ پکڑنا ــ دیکھو جانے نہ پائے ــ!!! ــ پکڑو ــ پکڑو ــ! اس دیوانے کو پکڑو ــ!!! اس گُستاخ کی خبر لو" ــ کچھ نوجوان طالبِ علم مسجد سے نکلے اور واویلا کرتے بُہلُول کا پیچھا کرنے لگے ــ

بُہلُول اپنی ہی عبَا میں اُلجھتا ــ چھڑی کو سنبھالتا ــ جُوتوں کو بغل میں دباتا ــ مُڑمُڑ کر دیکھتا ــ ان کی پہنچ سے دُور نکلنے کی کوشش کر رہا تھا ــ لیکن بالآخر ان نوجوانوں کی سُبک رفتاری نے اس کو جالیا ــ وہ اس کی ٹھکائی کرنے لگے ــ

"او گُستاخ ــ!!! تیری یہ جُرأت کہ تو نے ہمارے اُستاد کو مٹی کا ڈھیلا مارا ــ ہم تجھے زندہ نہیں چھوڑیں گے ــ ہم تیری جان لے لیں گے ــ گنوار دیوانے" ــ!!!



Marfat.com

"ہاں — ہاں — میں نے اس کو مارا ہے — میں کب اِنکار کرتا ہوں — لیکن اُسے لگا کہاں ہے — ؟ اگر اسے لگا بھی ہے — تو اسے کوئی تکلیف نہیں ہوتی — تم خوامخواہ شور مچا رہے ہو — ہٹو پیچھے — چھوڑو مجھے" — بہلول دُہائی دینے لگا۔

ہارون کا کارندہ دوڑ کر قریب پہنچا اور بیچ بچاؤ کراتے ہوئے بولا — "بھائیو! — تم لوگ کیوں اِس پگلے کے پیچھے پڑے ہو — کچھ انصاف سے کام لو — تم لوگ اتنے سارے ہو اور یہ اکیلا — آخر ہُوا کیا ہے" — ؟؟

"یہ پُوچھیں کہ کیا نہیں ہوا — اس دیوانے نے ہمارے اُستادِ مُحترم امام ابُوحَنِیفَہ کو مٹی کا ڈھیلا کھینچ مارا — جو ان کی پیشانی پر لگا — ہم اس کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے"۔ وہ پھر بُہلُول کے گرد ہو گئے۔

ہارون کے کارندے نے انھیں روک دیا — "مگر ہوا کیا تھا — کیا ان کے ساتھ بُہلُول کا کوئی جھگڑا ہوا تھا" —

ایک طالبِ علم بولا: — "کیا بات کر رہے ہیں آپ؟ ہمارے اُستادِ مُحتَرم کی شان اس سے بالاتر ہے کہ وہ اس جیسے کے ساتھ جھگڑا کریں — وہ تو ہمیں معمول کے مطابق درس دے رہے تھے — کہ یہ کم بخت نہ جانے کہاں سے نمودار



Marfat.com

ہو گیا اور ان کی پیشانی پر ڈھیلا کھینچ مارا ۔۔۔ آپ درمیان سے ہٹ جائیں ۔۔ یہ پاگل ہے یا دیوانہ ۔۔ آج تو ہم اس کو ایسا سبق سکھا کر چھوڑیں گے کہ سارا پاگل پن بھول جائیگا۔" ایک لڑکے نے اپنی بات ختم کر کے پھر بُہلول کی طرف دیکھ کر دانت کچکچائے ۔

"کیوں بُہلول ۔۔! کیا یہ لڑکے ٹھیک کہہ رہے ہیں"؟ کارندے نے بُہلول سے پوچھا۔

"ہاں ۔۔ میں نے اس کو مارا ہے ۔۔ مگر اسے لگا تو نہیں ۔۔ نہ ہی اسے کوئی تکلیف ہوتی ہے ۔۔ پُوچھ لو اس سے ۔۔ میرے پیچھے کیوں پڑے ہو" ۔۔ بُہلول نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا۔

"دیکھی آپ نے اس کی ڈھٹائی ۔۔ اُستادِ مُحترم پیشانی پکڑے بیٹھے ہیں اور یہ کہتا ہے کہ انھیں ڈھیلا لگا ہی نہیں ۔۔ میں ابھی اس کا دماغ درست کرتا ہوں" ۔۔ وہ طالبِ علم پھر بُہلول پر جھپٹا ۔۔

ہارون کے کارندے نے اس کا بازو پکڑ لیا ۔۔ "بات سُنو لڑکے ۔۔! سب جانتے ہیں کہ یہ دیوانہ ہے ۔۔ پھر خلیفہ کا رشتہ دار بھی ہے ۔۔ تم اسے مار کر قانون کو ہاتھ میں نہ لو ۔۔ اسے قاضی کے پاس لے جاؤ ۔۔ وہی صحیح فیصلہ



Marfat.com

کرے گا" —

بات لڑکوں کی سمجھ میں آگئی — وہ بُہلُول کو پکڑ کر قاضی کے پاس لے گئے اور اسے تمام ماجرا کہہ سنایا — تو بُہلُول بولا — "ذرا اپنے اُستادِ مُحتَرَم کو بھی تو بلا لاؤ — مُدَّعِی کے بغیر تم دعوٰی کس طرح پیش کر سکتے ہو" ؟

"بُہلُول درست کہتا ہے — تم اپنے اُستاد کو بلا لاؤ — کیونکہ مُدَّعِی تو وہی ہیں — پھر ہم دیکھ بھی لیں گے کہ ضَرب کتنی شدید ہے" — قاضی نے حکم دیا۔

طَالب علم گئے اور امام ابوحنیفہ کو بُلا لائے — بُہلُول نے قاضی سے کہا — "قاضی جی —!! کیا میں ان لڑکوں کے اُستادِ مُحتَرَم سے بات کر سکتا ہوں" —

"ہاں شوق سے" — قاضی نے اجازت دی۔

بُہلُول نے انھیں مخاطب کیا — "میرے عزیز —!! میں نے تجھ پر کون سا ظلم کیا ہے" — ؟

"عجیب مسخرے ہو تم — ابھی تم نے سب کے سامنے میری پیشانی پر مٹی کا ڈھیلا نہیں مارا" — ابوحنیفہ نے غصّے سے کہا۔

"تو بھائی — اس سے تجھے کیا فرق پڑا — تو بھی مٹی سے بنا ہے اور وہ ڈھیلا بھی مٹی کا تھا — ابھی تُو خود ہی تو



Marfat.com

اپنے شاگردوں کو سمجھا رہا تھا کہ امام جعفر صادقؑ جو یہ فرماتے ہیں کہ اِبلیس کو جہنّم کا عذاب دیا جاتے گا ، وہ درست نہیں ہے — کیونکہ شیطان ناری مخلوق ہے — وہ آگ سے بنا ہے — اور اس کو آگ بھلا کیا تکلیف پہنچائے گی — تُو بھی خاکی ہے اور مٹّی سے بنا ہے پھر بھلا مٹّی کے ڈھیلے نے تجھے کیا تکلیف پہنچائی" — ؟

"فضُول باتیں مت کرو — تم نے وہ ڈھیلا اتنی زور سے مارا ہے کہ میری پیشانی اور سر میں درد ہو رہا ہے" — ابو حنیفہ نے ناگواری سے کہا۔

"آپ بھی غَلَط بَیانی نہ کریں اعلیٰ حضرت — ! اگر آپ کی پیشانی میں دَرْد ہے — تو وہ ہمیں نظر کیوں نہیں آتا" — ؟ بُہلُول نے تُرکی بَہ تُرکی جواب دیا۔

"اوہو — کِس احمق سے پالا پڑا ہے — عقلمند آدمی — کیا کبھی درد بھی کسی کو نظر آیا ہے" — ؟ ابُوحنیفہ نے ناپسندیدگی سے جواب دیا۔

"قِبلہ اُستاد صاحب — ! ابھی تو آپ اپنے شاگردوں سے فرما رہے تھے — کہ امام جعفر صادقؑ جو فرماتے ہیں کہ خُدا کو دیکھنا ممکن نہیں — میں اِس بات کو نہیں مانتا — بھلا جو چیز موجود ہے۔ اسے نظر آنا چاہیے — اِس لیے خُدا کو دیکھنا ممکن

ہے ـــ تو اگر آپ کے سرِ مبارک میں درد ہو رہا ہے ـــ تو اسے ہمیں بھی دکھائیے"ـــ بُہلُول نے شگفتگی سے کہا۔

اَبُوحَنِیفَہ زِچ ہو گئے اور قاضی سے بولے ـــ "قاضی صاحب ـــ یہ دیوانہ تو یُوں ہی اِدھر اُدھر کی ہانک رہا ہے۔ اس نے سب کے سامنے مجھے پتھر مارا ہے ـــ آپ گواہیاں لے کر اسے سزا دیں اور کارروائی ختم کریں"ـــ

"یا حضرت ـــ! اگر مجھ ناچیز نے آپ کو مٹّی کا ڈھیلا مار بھی دیا ہے تو اس میں مجھ دیوانے کی کیا تقصیر ـــ؟ ابھی آپ ہی تو اپنے شاگردوں سے فرما رہے تھے کہ آپ کو امام جعفر صادقؑ کے اس قول سے بھی اختلاف ہے کہ وہ فرماتے ہیں: "اچھّا یا بُرا کام کرنے والا خُود اس کا ذمّہ دار ہے ـــ اور اس کے لیے جواب دِہ ہے"ـــ جبکہ آپ فرماتے ہیں کہ ہر فعل اللہ کی طرف سے ہوتا ہے ـــ اور بندہ اس کا ذمّہ دار نہیں ـــ اس لحاظ سے ڈھیلا میں نے آپ کو نہیں مارا ـــ یہ کام تو خُدا نے مجھ سے کروایا ہے ـــ اب بھلا میں اِس کام کے لیے سزا کا مُستحق کس طرح ٹھہرا ـــ جو میں نے نہیں کیا ـــ خُدارا قاضی صاحب آپ ہی اِنصاف کیجیے"ـــ

ابوحنیفہ لاجواب سے ہو گئے ـــ قاضی جو دونوں کی دلچسپ بحث سے محظوظ ہو رہا تھا ـــ بولا ـــ "بُہلُول نے



Marfat.com

اپنا مُقدّمہ جیت لیا ہے"۔۔۔

بُہلُول نے اطمینان کا گہرا سانس لیا۔۔۔ پاؤں میں جُوتے پہنے اور اپنی چھڑی سنبھال کر عدالت سے باہر نکل آیا۔۔۔ وہ اپنی دُھن میں بڑبڑا رہا تھا۔۔۔ "آلِ محمدؐ کی تکذیب کرنے والوں کو مُنہ کی کھانی پڑتی ہے۔۔۔ عُلومِ اہلبیتؑ کو جھُٹلانے والوں کے مُقدّر میں جیت نہیں"۔۔۔!!

ہارون کا کارندہ اس کے پیچھے پیچھے چلا۔۔۔ اس نے دو ایک بار اسے متوجّہ کرنے کی کوشش کی۔۔۔ لیکن وہ اپنی دُھن میں مَست چلتا چلا گیا اور اس کی طرف دِھیان نہیں دیا۔۔۔ ہارون کا کارندہ کچھ فاصلہ رکھ کر اس کا تعاقُب کرتا رہا۔

بُہلُول کبھی اپنے آپ سے باتیں کرنے لگتا۔۔۔ کہیں کھڑا ہوکر اپنی چھڑی سے زمین کریدتا۔۔۔ کہیں راہ چلتے بچّوں کے سر پر ہاتھ پھیر کر کوئی مزاحیہ فقرہ کس دیتا۔۔۔ کہیں دیوار سے ٹیک لگا کر اپنے خیالوں میں مُستَغرِق ہو جاتا۔۔۔

اسی طرح چلتے چلاتے آدھا دن بیت گیا۔۔۔ سُورج نِصفُ النّہار پر آگیا۔۔۔ بُہلُول اپنے کھنڈر میں داخل ہوا اور ٹوٹی ہوئی دیوار کے ساتھ کمر لگا کر سستانے لگا۔۔۔ اس نے آنکھیں بند کرلیں اور فرشِ خاک پر ٹانگیں پسار لیں۔

کارندہ جو بہت دیر سے اس کے تعاقُب میں تھا۔۔۔



Marfat.com

اس نے سوچا کہ دن بیت چلا ہے — کھانے کا وقت ہے — لیکن بُہلُول نے کھانا نہیں کھایا — بہتر یہی ہے کہ وہ اس کے لیے کھانا لے آئے تاکہ اس سے بات کرنے کا بہانہ ہو جائے — اسے خُود بھی بھوک لگی تھی — وہ بازار گیا — ایک مطعم میں بیٹھ کر خُود کھانا کھایا، اور کچھ عُمدہ کھانا خرید کر ایک خوشنُما خوان میں رکھا اور بُہلُول کے کھنڈر میں واپس آ گیا۔

بُہلُول اپنے آپ میں مگن نہ جانے خیالات کی کون سی گتھیاں سُلجھا رہا تھا — ہارون کا کارندہ آگے بڑھا اور بُہلُول کو متوجّہ کرنے کے لیے اِطّلاعی انداز میں کھنکارا — بُہلُول نے آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھا — اس نے سلام کیا — بُہلُول نے جواب دیا تو وہ بولا — "جناب بُہلُول صاحب! خلیفہ ہارون نے آپ کے لیے یہ کھانا بھیجا ہے" — اس نے کھانے کا خوان اس کے نزدیک ہی رکھ دیا —

بُہلُول ہنسا — "واہ — واہ —!! اسلامی مملکت کے بادشاہ مجھ جیسے کم حیثیت دیوانوں کا بھی خیال رکھنے لگے ہیں۔"

"خلیفہ ہارون کی رِعایا پروری تو ضَربُ المَثَل ہے" — کارندے نے فوراً کہا۔

بُہلُول نے اپنے دائیں بائیں دیکھا اور اس کُتّے کو چمکارا جو کھنڈر میں ایک جانب بیٹھا ہوا تھا — کُتّا دُم ہلاتا قریب



Marfat.com

آگیا ـــ بہلول نے کھانے کا خوشنما خوان اٹھایا اور کتے کے سامنے رکھ دیا ـــ کتا بے صبری سے منہ مارنے لگا۔

"اوہوہوہو ـــ !!! خدا کی پناہ ـــ بہلول یہ کیا کرتے ہو ـــ؟ خلیفہ کا کھانا تم نے کتے کے سامنے رکھ دیا ہے" ـــ ملازم نے دہائی دی۔

"ششش ـ چپ ـ چپ ـ خاموش رہو ـ منہ بند رکھو ـــ اگر اس کتے نے سن لیا کہ یہ کھانا خلیفہ کا ہے ـــ تو یہ بھی نہیں کھائے گا" ـــ

ملازم اپنی ہنسی نہیں روک سکا اور بولا ـــ "بہلول! تم بھی عجیب مسخرے ہو ـــ میں تمھارے لیے خلیفہ کا یہ پیغام بھی لایا ہوں کہ کل انھوں نے تمھیں دربار میں طلب کیا ہے ـــ بہتر ہے کہ تم کل خود ہی حاضرِ دربار ہو جانا" ـــ

بہلول نے کوئی جواب نہیں دیا اور وہ کارندہ واپس چلا گیا۔

## ٦

اگلے روز بہلول کا رخ ہارون کے محل کی جانب تھا۔ اس نے پیوند لگے ہوئے کپڑے پہن رکھے تھے ـ دوش پر گدڑی تھی اور ہاتھ میں عصا ـــ دربان کو معلوم تھا کہ وہ ہارون کا



Marfat.com

رشتہ دار ہے اور اسے ہارون نے طلب کیا ہے۔ اسی لیے اس نے اسے اندر جانے کی اجازت دے دی۔

وہ اپنی پھٹی ہوئی جوتیاں چٹخاتا ۔۔۔ بڑی بے تکلّفی سے اندر داخل ہوگیا۔ وہ راہداری میں سے گزرتا ہوا ۔۔۔ دیوانِ خاص میں پہنچا ۔۔۔ دیکھا کہ نہ کوئی نگہبان ہے ۔۔۔ نہ پہریدار ۔۔۔ وزیروں امیروں کی کرسیاں بھی خالی پڑی ہیں ۔۔۔ شاید ابھی دربار آراستہ نہیں ہوا تھا ۔۔۔ وہ قیمتی قالین کو روندتا ۔۔۔ بادشاہ کی مَسنَد تک جا پہنچا ۔۔۔ اور مزے سے اس پر براجمان ہوگیا۔

ابھی اسے بیٹھے ہوئے چند لمحے بھی نہیں ہوئے تھے کہ دربار کے پہرے دار دوڑتے ہوئے آئے ۔۔۔ انھیں اطلاع ملی تھی کہ ہارون اسی طرف آرہا ہے ۔۔۔ یہ دیکھ کر وہ دنگ رہ گئے کہ بادشاہ کی زرّیں مَسنَد پر بُہلول پھٹے حالوں بیٹھا ہے ۔۔۔ انھیں اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا ۔۔۔ وہ بدحواسی میں آگے بڑھے ۔۔۔ ایک نے بُہلول کا بازو پکڑ کر کھینچا ۔۔۔ دوسرے نے کوڑا بُہلول کی پُشت پر رسید کیا ۔۔۔

"او دیوانے ۔۔۔! تیری یہ جُرأت کہ تو بادشاہ کی مَسنَد پر بیٹھے ۔۔۔ اُتر نیچے "۔۔۔

"ہائے ۔۔۔!!! بُہلول نے تڑپ کر نعرہ مارا ۔۔۔ "ہائے ۔۔۔ ہائے ۔۔۔ اُفّ ۔۔۔!!! وہ دُہائی دینے لگا۔



Marfat.com

"مُنہ بند کرو ___ شور مت مچاؤ ___ اُترو بادشاہ کی مَسنَد پر سے اُترو" ___ !! پہرے دار نے اس کی پُشت پر مُسلسل کوڑے برساتے ہوئے دُرشتی سے کہا۔

دُوسرے نے زور لگایا اور بُہلُول کو مَسنَد پر سے کھینچ کر فرش پر گرا دیا ___ بُہلُول سر پیٹنے لگا ___ "ہائے افسوس ___ صد افسوس ___!! آہ ___! آہ ___!! اُف ___! اُف" ___ !!! وہ بلند آواز میں مسلسل روتا جا رہا تھا۔

پہرے داروں کی جان پہ بنی تھی ___ لیکن وہ کسی طرح خاموش ہونے کا نام ہی نہیں لیتا تھا۔

اسی وقت ہارون کی آمد کی اِطّلاع نقیبوں نے دی اور چند لمحوں بعد وہ دیوانِ خاص میں داخل ہوا ___ اس نے بُہلُول کو اس طرح روتے چلّاتے اور فریاد کرتے دیکھا تو حیران رہ گیا ___ اس نے آگے بڑھ کر بُہلُول کو فرش پر سے اُٹھانا چاہا ___ لیکن وہ نہیں اُٹھا اور اسی طرح روتے ہوئے ___ افسوس ___ ! افسوس ___ !!! اور ہائے ہائے پکارتا رہا ___

"یہ سب کیا ہو رہا ہے ___ ؟" ہارون نے ڈانٹ کر پوچھا۔

"عالی جاہ ___! یہ دیوانہ حضُور کی مَسنَد پر جا بیٹھا تھا اور اُترنے کا نام نہیں لیتا تھا ___ اس لیے ہمیں تھوڑی سی سختی کرنی پڑی" ___ پہرے داروں نے ڈرتے ڈرتے بتایا۔



Marfat.com

"ہائے — یہ تھوڑی سی سختی تھی — ارے ظالمو — !
تم نے تو کوڑوں سے میری پشت اُدھیڑ کر رکھ دی ہے —
ہائے افسوس — اُفّ — اُفّ — !! بُہلُول نے فریاد کرتے ہوئے
انھیں ٹوکا —

ہارون نے نگاہِ عتاب اُن پر ڈالی — "تم لوگ دیکھتے
نہیں کہ یہ دیوانہ ہے" —

پہرے دار آئیں بائیں شائیں کرنے لگے — ہارون نے
بُہلُول کی دِلجوئی کرتے ہوئے اسے فرش سے اُٹھایا اور تسلّی دی
لیکن وہ مُسلسل روتا جا رہا تھا —

ہارون نے بڑی تشویش سے پُوچھا — "بُہلُول — اس
طرح کیوں رو رہے ہو — کیا تمھیں بہت تکلیف پہنچی ہے" —

ہاں — مجھے بہت تکلیف پہنچی ہے — لیکن میں اپنے
حال پر نہیں — تمھارے حال پر رو رہا ہوں — ہائے افسوس
— ہائے افسوس — !!! بُہلُول نے تاَسُّف سے کہا۔

"میرے حال پر" — ہارون کو تعجُّب ہوا —

"ہاں — تمھارے حال پر — افسوس ہارون — تجھ پر کیا
گزرتی ہو گی — میں تو تیری مَسنَد پر صرف چند لمحے ہی بیٹھا
ہوں — تو اتنی مار کھائی کہ ساری پُشت چھلنی ہو گئی اور
تو نہ جانے کب سے اِس مَسنَد پر بیٹھ رہا ہے — اُفّ —



Marfat.com

تجھے اپنے انجام کی کوئی فکر نہیں" ——

ہارون لمحے بھر کو کانپ گیا — لیکن اس نے یونہی ظاہر کیا — جیسے اس کی بات نہیں سمجھا اور بہلول سے بولا — "تم میرے حال پر افسوس کرتے ہو اور میں تمھارے حال پر — تم اچھے بھلے تو تھے — پھر تمھیں نہ جانے کیا ہوا ہے — جو یوں دیوانے بنے پھرتے ہو"

بہلول مسکرایا —— "تم جانتے ہو کہ خدا کی سب سے بڑی نعمت عقل ہے ——

خواجہ عبداللہ انصاری اپنی مناجات میں فرماتے ہیں کہ "اے خدا — ! جس کو تو نے عقل دی — اسے کیا کچھ نہیں دیا اور جسے عقل نہیں دی — اسے کیا دیا"۔ ؟ تم نے وہ حدیث تو سنی ہو گی کہ جب خدا ارادہ کرتا ہے کہ بندے سے اپنی نعمتیں واپس لے لے — تو سب سے پہلے بندے سے جو چیز واپس لیتا ہے وہ عقل ہے —— عقل رزق میں شمار ہوتی ہے — افسوس کہ خدا نے یہ نعمت مجھ سے واپس لے لی ہے" ——

"لیکن اس سے شاہی خاندان کی کس قدر ذلت ہو رہی ہے — تمھیں اس کا بھی کچھ اندازہ ہے — سب جانتے ہیں کہ تم میرے رشتہ دار ہو اور تم ہو کہ اس حلیے میں جگہ جگہ



Marfat.com

گھومتے پھرتے ہو ــــ کچھ نہیں تو میرے مَنصَب اور مَرتَبے کا ہی خیال کرو" ــــ ہارون نے سرزنش کے انداز میں کہا۔

بُہلُول نے سر اُٹھایا اور بولا ــــ "ہارون ــــ اگر تو کسی جنگل بیابان میں راستہ بھٹک جائے ــــ تیرا پیاس سے دَم نکل رہا ہو ــــ اور تجھے کہیں پانی نہ ملے ــــ تو تُو ایک گھونٹ پانی کے عِوَض کیا کچھ دینے پر تیار ہو جائے گا" ــــ

"عجیب دیوانے ہو تم ــــ بھلا اس وقت اس کا کیا ذِکر" ــــ ہارون نے ناگواری سے کہا ــــ

بُہلُول ہنسا ــــ "میری بات کا جواب تو دو" ــــ

"ظاہر ہے ــــ اس وقت میرے پاس جو بھی مال و مَتاع ہے وہ سب دے دوں گا" ــــ ہارون نے بے پروائی سے جواب دیا ــــ

"اگر پانی کا مالک اِس قیمت پر راضی نہ ہو ــــ پھر؟؟" بُہلُول نے پوچھا ــــ

"تو میں اُسے اپنی آدھی سلطنت دے دوں گا" ــــ ہارون نے فراخدلی سے کہا ــــ

"اچھّا" ــــ! بُہلُول نے بڑے اِطمینان سے کہا ــــ "اگر یہ ایک گھونٹ پانی پی کر تیری جان تو بچ جاتے ــــ لیکن تجھے پیشاب رک جانے کی بیماری لاحق ہو جائے ــــ



Marfat.com

اور کسی طرح دُور نہ ہو — تیری جان پر بن جائے اور تجھے پتہ چلے کہ کوئی شخص تیری اِس بیماری کا علاج کر سکتا ہے — تو تُو اُسے کیا دے گا"—؟

"میں اس شخص کو اپنی باقی آدھی سلطنت بھی دے دوں گا۔ جان ہے تو جہان ہے" — ہارون بولا —

"تو پھر اسی بادشاہی پر غرور کرتے ہو۔ جس کی قیمت پانی کے دو گھونٹ سے زیادہ نہیں" — بہلول نے برجستہ کہا۔

ہارون خفیف سا ہو گیا — "بہلول تم دیوانے ہو گئے ہو — مگر تمھاری عادتیں نہیں بدلیں — تمھیں اپنے خاندان کے وَقار کا کوئی پاس نہیں — پیغمبرِ خدا(ص) کے چچا عبّاس کے بیٹے عبداللہ بن عبّاس کتنے مرتبے کے حامل ہیں — لیکن تم علیؑ ابن ابی طالبؑ کو ترجیح دیتے ہو" —

"مجھے اپنی جان کا خوف نہ ہو — تو میں یہی کہوں گا کہ تم ٹھیک کہتے ہو" — بہلول نے جواب دیا۔

ہارون چونکا اور اس کے خیالات جاننے کے لیے بولا — "تمھیں ہر طرح سے اَمان ہے — لیکن تمھیں دلیل سے اپنی بات کو حق ثابت کرنا پڑے گا" —

بہلول سیدھا ہو بیٹھا اور واضح لفظوں میں بولا — "میرے خیال میں پیغمبرِ خدا(ص) کے بعد علیؑ تمام مسلمانوں سے



Marfat.com

اَفضل ہیں ۔ کیونکہ وہ سچّے مُومن تھے ۔ ان کی تمام عادات پسندیدہ تھیں اور اِطاعتِ خدا و رسولؐ میں ان سے ذرّہ بھر کوتاہی نہیں ہوئی ۔ انھوں نے تمام خُدائی اَحکامات پر اس طرح حَرف بہ حَرف عمل کیا کہ اس کے مُقابلے میں نہ صِرف اپنی جان بلکہ اپنی اولاد کی جانیں بھی ہیچ سمجھتے تھے ۔ وہ بہت بہادر اور نڈر تھے ۔ تمام جنگوں میں سب سے آگے رہتے تھے ۔ انھوں نے کبھی دشمن کو پیٹھ نہیں دکھائی ۔ اس بارے میں ان سے سوال بھی کیا گیا تھا کہ آپ جنگ میں اپنی جان کا خیال کیوں نہیں رکھتے ۔ اگر کوئی پیچھے سے آپ پر حملہ کر کے آپ کی جان لے لے ۔ تو پھر ۔ ؟

انھوں نے جواب دیا ۔ "میری لڑائی خُدا کے دِین کی خاطر ہے ۔ اس میں مجھے کسی لالچ ، فائدے اور ذاتی غرض کا خیال نہیں ۔ میری جان خُدا کے ہاتھ میں ہے ۔ اگر میں مرجاؤں گا ۔ تو خُدا کی راہ میں مَروں گا اور اس سے بڑھ کر اور کیا سَعادت ہو گی" ۔

"جب وہ مُسلمانوں کے خلیفہ تھے تو اپنا تمام وقت مُسلمانوں کے کاموں اور خُدا کی عِبادت میں صرف کرتے تھے ۔ بیتُ المال سے ایک دینار بھی بیکار نہیں اُٹھاتے تھے ۔ یہاں تک کہ ان کے بھائی عقیل نے جو عیال دار تھے ۔ ان سے درخواست کی



Marfat.com

کہ بیتُ المال سے ان کا جو حق انھیں ملتا ہے۔ اس سے کچھ زیادہ انھیں دیا کریں — امیرُالمومنین نے ان کی درخواست ردّ کردی"—

آپ تمام حکّام سے بھی فرماتے تھے کہ لوگوں پر ظُلم نہ کیا جائے — ان کے مُعاملات کے فیصلے عدل و انصاف سے کیے جائیں — جو حاکِم ذرا سا بھی ظُلم وستم کرتا تھا — اس سے باز پُرس میں سختی کرتے تھے اور اسے فوراً مَنصب سے ہٹا دیتے تھے۔ خواہ وہ ان کا قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہو۔ اسے مُعاف نہیں کرتے تھے"—

"جیسا کہ عبداللہ بن عبّاس نے جس وقت وہ بصرہ کے حاکِم تھے — بیتُ المال کی کچھ رقم ذاتی کاموں میں خرچ کرلی تھی — آپ نے ان سے وہ رقم واپس مانگی اور ان کے اس فِعل پر انھیں سخت تنبیہ کی اور ایک آخری تاریخ مقرر کردی تاکہ اس سے پہلے پہلے ابنِ عبّاس وہ رقم واپس کردیں — لیکن ابنِ عبّاس اس مقررہ تاریخ تک رقم نہیں لوٹا سکے — علیؑ نے انھیں کُوفہ میں حاضر ہونے کا حکم دیا — ابنِ عبّاس جانتے تھے کہ علیؑ ایسے خلیفہ نہیں ہیں جو درگزر کردیں گے اور چشم پوشی سے کام لیں گے — اس لیے وہ بھاگ کر مکّے چلے گئے اور خُدا کے گھر میں جا بیٹھے تاکہ علیؑ کے مُحاسبے سے بچ جائیں"—



Marfat.com

ہارون خجل سا ہوگیا ــ لیکن ڈھٹائی سے بولا "ــ اگر علیؑ اتنے ہی عظیم اور عوام دوست تھے ــ تو پھر قتل کیوں ہوئے" ــ ؟

"حق کی راہ پر چلنے والوں کو اکثر شہید کیا گیا ہے ــ ہزاروں پیغمبرؑ اور خُدا کے نیک بندے اِسی طرح خدا کی راہ میں قتل ہوئے ہیں" ــ بُہلُول نے برجستہ جواب دیا ــ

ہارون کوئی عُذر نہ تراش سکا تو بولا ــ اچّھا بُہلُول! اب علیؑ کی شہادت کا حال بھی سنادو"۔

بُہلُول نے سردآہ بھری اور بولا ــ "امام زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ جس رات عبدالرحمٰن ابن مُلجَم قتلِ علیؑ کے ارادے سے مسجد میں آیا۔اس وقت ایک اور شخص بھی اس کے ساتھ تھا۔کچھ دیر وہ دونوں باتیں کرتے رہے پھر صحنِ مسجد میں سو گئے" ــ

جب علیؑ مسجد میں داخل ہوئے تو آپ نے سوتوں کو جگایا تاکہ نماز پڑھیں۔یہ دونوں ملعُون بھی بیدار ہو گئے۔علیؑ نماز کے لیے کھڑے ہوگئے ــ آپ نے سجدے میں سر رکھا ــ تو ابنِ مُلجَم نے تلوار آپ کے سر پر ماری ــ یہ ضَرب اسی جگہ لگی جہاں پہلے عَمرو بن عَبدِ وَدّ نے غَزوَہ خَندَق میں وار کیا تھا ــ اس بدبخت کے وار سے آپ کے سر سے ابرو تک گہرا

زخم پڑ گیا"۔۔۔

"اُس کی تلوار زہر میں بُجھی ہوئی تھی ۔۔۔ اس لیے آپ جانبر نہ ہوسکے اور تیسرے دن شہادت پائی ۔۔۔ آخری وقت اپنے بیٹوں سے مخاطب ہوکر فرمایا : ۔۔۔ "خُدا کے چاہنے والوں کے لیے اِس فَانِی دُنیا سے انبیاءؑ اور اَوْصِیاءؑ کا ساتھ بہتر ہے۔ اگر میں اِس زخم سے مرجاؤں تو میرے قاتِل کو بھی ایک ہی ضَرْب لگانا کیونکہ اس نے مجھ پر صرف ایک ہی وار کیا ہے اور ۔۔۔ ہاں ۔۔۔ اس کا بدن ٹکڑے ٹکڑے نہ کرنا"۔۔۔

یہ فرماکر آپ کچھ دیر کے لیے بے ہوش ہو گئے ۔۔۔ جب ہوش میں آئے تو اپنی وصیّت جاری رکھی ۔۔۔ فرمانے لگے ۔۔۔ "میں نے اِس وقت رسولِ خداؐ کو دیکھا کہ مجھ سے فرما رہے ہیں کہ کل تم ہمارے پاس ہو گے"۔۔۔

"اس وقت آسمان کا رنگ بدل گیا ۔۔۔ زمین ہلنے لگی۔ مُومنوں کی آہ و بُکا سے فضائیں گُونجنے لگیں ۔۔۔ عوامُ النّاس کے نالہ و شیون سے کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی ۔۔۔ اس بارے میں ایک شاعر نے کیا خُوب کہا ہے ۔۔۔

"آج کی رات مُشرکوں نے ظلم وسِتَم کا جھنڈا بلند کردیا ہے۔
شہادتِ علیؑ سے دین کے اَرکان پر سخت وار ہوا ہے۔
اِس ایک وار سے جو مُومنوں کے باپ کو لگا ہے۔



Marfat.com

اِیمان کا پُورے کا پُورا گھر اُجڑ گیا ہے۔
آسمان کے مکینوں نے اِس غم میں اپنے تاجِ سعادت اُتار پھینکے ہیں۔
دُنیا والوں کو بہتا پانی کڑوا لگنے لگا ہے۔
آبِ حیات میں زہر گھول دیا گیا ہے۔
ظالموں نے رسول اللہؐ کے داماد کو شہید کر کے ان کے دِل میں غم کے تیر پیوست کر دیے ہیں۔
انھوں نے علی مرتضیٰؑ کا سر ہی دو پارہ نہیں کیا بلکہ خدا کے ہاتھ (یَدُ اللہ - حضرتؑ کا لقب) کو بھی کاٹ ڈالا ہے۔
جب سے علیؑ کی پیشانی پر دشمن کی تلوار لگی ہے
چاند اور سورج کی پیشانیاں بھی داغدار ہو گئی ہیں۔
یُوں معلوم ہوتا ہے جیسے شَقُّ القَمَر کا مُعجِزہ دوبارہ دنیا پر ظاہر ہو گیا ہے۔
علیؑ کی پیشانی چاند کی طرح دو ٹکڑے ہو گئی ہے۔
زینبؑ و اُمّ کلثومؑ کے نالہ و فریاد کی آوازیں بلند ہوئیں۔
حسَنؑ اور حُسینؑ نے اپنے عمامے شدّتِ غم سے زمین پر اتار پھینکے۔"
بُہلُول کا حرف حرف درد و اَلَم میں ڈوبا ہُوا تھا — ہارون بھی اس کی تاثیر میں کھو سا گیا — اور بہت دیر تک اس کے



Marfat.com

ہونٹوں سے ایک حرف بھی نہیں نکلا اور اس کا سر جھکا رہا
بُہلُول نے اپنی گُدڑی سنبھالی اور اپنے آنسو پونچھتا ہوا
اُٹھ کھڑا ہوا۔

"اچھّا ہارون ___ اب مجھے اجازت دے"۔

ہارون چونکا ___ "ٹھہرو ___ تم ہمارے محل میں آئے ہو ___ یہ مناسب نہیں کہ یہاں سے خالی ہاتھ جاؤ"

اس نے ملازموں کو حکم دیا کہ بُہلُول کے لیے اشرفیاں اور دینار لائے جائیں۔

"نہیں ہارون ___ مجھے ان اشرفیوں کی حاجت نہیں۔ تم نے یہ مال جن لوگوں سے لیا ہے ___ انھیں دے دو۔ اگر تم نے قوم کا مال نہیں لوٹایا ___ تو ایک دن ایسا ضرور آئے گا۔ جب خلیفہ سے اس کا تقاضا کیا جائے گا ___ اس روز خلیفہ خالی ہاتھ ہوگا اور اس کے پاس شرمندگی اور پچھتاوے کے سوا کچھ نہیں ہوگا"۔ ___ بُہلُول اتنا کہہ کر چل دیا ___ ہارون لرز گیا اور وہیں پشیمان سا بیٹھا رہ گیا۔

۷

ہارون کی چہیتی ملکہ، زُبیدہ اپنے شاندار محل کی کھڑکی میں سے باہر کا نظّارہ کر رہی تھی کہ اس نے بُہلُول کو نہر کے کنارے



Marfat.com

بیٹھے ہوئے دیکھا — وہ بچّوں کی طرح ریت سے کھیل رہا تھا۔ کبھی وہ اس کی چھوٹی چھوٹی ڈھیریاں بناتا — کبھی انھیں کیاریوں کی شکل دیتا۔ کبھی ان گھروندوں میں کھڑکیاں اور دروازے بناتا — زبیدہ کچھ دیر اُس کا یہ کھیل دلچسپی سے دیکھتی رہی۔ پھر اپنی چند کنیزوں کے ساتھ باہر آئی اور بُہلُول کے پاس آن کھڑی ہوئی اور اسے متوجّہ کیا — "بُہلُول یہ کیا کر رہے ہو؟"

بُہلُول نے سر اُٹھا کر دیکھا — "یہ میں جنّت کے محل بنا رہا ہوں" — اِتنا کہہ کر وہ پھر اپنے کام میں مصروف ہوگیا۔

"اچھّا" — !!! زبیدہ نے مصنوعی حیرت سے کہا — پھر کچھ سوچ کر بولی — "بُہلُول — تم بہشت کے یہ محل بیچتے بھی ہو"؟

"ہاں بیچتا ہوں" — بُہلُول نے جواب دیا۔

"کِتنے دینار میں — ؟" زُبیدہ نے مِزاحاً پوچھا۔

"صِرف — سو دینار میں" — بُہلُول نے بتایا۔

زُبیدہ نے سوچا کہ اِس طرح مذاق ہی مذاق میں بُہلُول کی مدد بھی ہو جائے گی۔ اس نے کنیزوں کو حُکم دیا کہ بُہلُول کو سو دینار ادا کر دیے جائیں اور بُہلُول سے بولی — "بُہلُول میں بھی ایک بہشت خریدنا چاہتی ہوں" —

"کون سی" — ؟ بُہلُول نے اِستِفسار کیا۔

زُبیدہ نے یوں ہی ریت کی ایک کیاری کی جانب اِشارہ



Marfat.com

کر دیا ــــ "مجھے وہ بہشت چاہیے" ــــ

بُہلُول نے رقم لے لی اور بولا ــــ "تم نے قیمت ادا کر دی ہے ــــ ٹھہرو ــــ میں اس کا قُبالہ تمھارے نام لکھ دیتا ہوں"۔

زُبیدہ ہنسی ــــ "میں اِس وقت جلدی میں ہوں بُہلُول! تم اس کا قُبالہ لکھ کر محل میں لے آنا" ــــ

وہ اتنا کہہ کر آگے بڑھ گئی ــــ بُہلُول بھی اپنی مٹی کی ڈھیریاں ڈھا کر اُٹھ کھڑا ہوا اور وہ سب دینار اپنی جھولی میں ڈال کر ضرورت مندوں اور ناداروں کی تلاش میں نکل گیا۔

زُبیدہ سب کچھ بھُول کر اپنے معمولات میں مصروف ہو گئی۔ رات اپنے بستر پر گئی ــــ آنکھ لگی ــــ تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک ایسے خوشنما باغ میں ہے۔ جس کا تصوّر کرنا بھی محال ہے کہ وہ روئے زمین پر اس کی کوئی مثال ہو سکتی ہے۔ وہ حیران نظروں سے اسے دیکھتی کی دیکھتی رہ گئی۔ اس نے آہستہ آہستہ قدم اُٹھائے اور ہر لحظہ حیرت میں ڈوبتی چلی گئی ــــ اس کے چاروں طرف عظیمُ الشان محلّات تھے۔ جن کے در و دیوار میں جَڑے ہوئے ست رنگے جواہرات نگاہوں کو خیرہ کر رہے تھے۔ چمن میں بہتی ہوئی نہروں کا پانی موتیوں جیسا شفّاف تھا۔ گلستان کی بَہار قابلِ دِید تھی۔ کلیاں چٹک رہی تھیں۔ پھُول کِھل رہے تھے۔ فضائیں مُعطّر تھیں



Marfat.com

اور ہواؤں میں تازگی اور خوشگواری تھی ـ روشیں پھولوں سے بھری تھیں اور ان کی مہک نرالی تھی ـــ

اتنی خوب صورتی ـــ اتنا حُسن اور دلکشی یکجا دیکھ کر زُبیدہ حیران ہو رہی تھی کہ کچھ غلام اور کنیزیں صفیں باندھے قریب آئے ـ زرنگار کُرسی بیٹھنے کے لیے پیش کی اور مؤدبانہ لہجے میں بولے ـــ "تشریف رکھیے" ـــ

زُبیدہ تصویرِ حیرت بنی اس زرّیں کُرسی پر بیٹھ گئی ـ ایک کنیز آگے بڑھی اور اس نے ایک دستاویز چاندی کی طشتری میں رکھ کر زُبیدہ کو پیش کی ـ زُبیدہ نے کچھ مُتذبذب سی ہو کر دستاویز اُٹھائی اور ڈرتے ڈرتے اس پر نگاہ ڈالی ـ اس میں سونے کے حرفوں سے لکھا تھا :ـــ "یہ قبالہ ہے اس بہشت کا جو بُہلُول نے زُبیدہ کے ہاتھ فروخت کی ہے" ـــ

اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھ کھل گئی ـــ وہ بہت دیر تک خواب کے سحر میں کھوئی رہی ـ اس کی آنکھوں میں وہ تمام فردوسی مناظر رقص کرنے لگے ـــ اس نے سوچا ـــ غور کیا اور اسے یقین ہو گیا کہ اس نے جو کچھ دیکھا ہے ـــ وہ خواب کی صورت میں ایک بشارت ہے ـ بُہلُول کا وعدہ سچ تھا ـــ کیونکہ اس نے بہشت کا قُبالہ لکھ کر دینے کا وعدہ کیا تھا اور جیسے نظّارے اس نے خواب میں دیکھے تھے ـــ

وہ رُوئے زمین پر کہیں نہیں تھے ــــ

اس کا رُواں رُواں مَسرّت و شادمانی سے ناچ اُٹھا ــــ اس نے بے خُودی میں ہارون کو جگایا اور پھُولے ہوئے سانسوں کے درمیان بولی ــــ "ظِلّ اِلٰہی ــــ آج میں نے سو دینار میں بُہلُول سے ایک بہشت خریدی تھی ــــ میرا خیال تھا کہ وہ ایک مذاق ہے ــــ دیوانے کی بَڑ ہے ــــ مگر وہ ابھی ابھی مجھے خواب میں دِکھلا دی گئی ہے ــــ اس کا قُبالہ میرے نام ہے ــــ میں نے ابھی اُسے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے"۔

"تمھارا دماغ تو درست ہے ــــ اَحمق ــــ کہ تمھیں بھی اس دیوانے نے پاگل بنا دیا ہے" ــــ ہارون نے اپنی نیند خراب ہونے کی خفگی سے کہا ــــ

"نہیں ــــ میں سچ کہہ رہی ہوں ــــ میں نے خواب میں جو کچھ دیکھا ہے ــــ اس کا دیدار کسی انسانی آنکھ نے نہیں کیا ہوگا ــــ وہ بہشت میرے نام ہے ــــ خُدا کی قسم میں نے اس کی دستاویز دیکھی ہے" ــــ زُبیدہ نے جوش سے بتایا ــــ

"اوہو ــــ یہ وقت ایسے اُلٹے سیدھے خواب سُنانے کا ہے ــــ خاموش ہو جاؤ اور میری نیند خراب نہ کرو" ــــ ہارون نے غصّے سے کہا اور کروٹ بدل لی۔

لیکن زُبیدہ کی آنکھوں سے نیند غائب تھی۔ وہ تمام رات اس نے اسی تصوّر میں گزار دی ـــــ صُبح اٹھتے ہی وہ پھر ہارون کے گِرد ہوگئی اور اسے قَسمیں کھا کھا کر اپنا خواب سُنایا اور اسے یقین دِلایا کہ اس کا خواب سچّا ہے اور بُہلُول سے خریدی ہوئی جنّت حقیقت ہے ـــــ

ہارون نے بُہلُول کو بُلا بھیجا ـــــ وہ اپنی گدڑی میں لپٹا شہنشاہوں کی سی شان سے آیا اور معنیٰ خیز لہجے میں ہارون سے بولا ـــــ "تجھ جیسے بادشاہ کو مجھ فقیر کی ضرورت کیوں آن پڑی ہے" ـــــ؟

"سُنا ہے ـــــ تُو نے بہشت بیچنے کا کاروبار شروع کر دیا ہے" ـــــ ہارون نے مذاق اُڑایا ـــــ

"مابدولت تو یہ کاروبار کب سے کر رہے ہیں" ـــــ بُہلُول نے بے نیازی سے جواب دیا۔

"سُنا ہے تو نے ملکہ کو بھی کوئی بہشت بیچی ہے" ـــــ ہارون نے سوال کیا ـــــ

"ہاں" ـــــ !! بُہلُول نے اِثبات میں سر ہلایا ـــــ

"کتنے میں ـــــ؟ ہارون نے پُوچھا ـــــ

"سو دینار میں" ـــــ وہ بولا ـــــ

"بہت خُوب ـــــ میں بھی تجھے سو دینار سے کچھ زیادہ ہی



Marfat.com

دے دوں گا — ایک بہشت میرے ہاتھ بھی فروخت کردے" — ہارون نے کہا۔

بُہلُول نے قہقہہ لگایا — "ہارون تیری ملکہ نے تو اَن دیکھے یہ سودا کیا تھا — تو نے تو اُس سے سب کچھ سُن لیا ہے — اب اس کی قیمت ادا کرنا تیرے بس میں نہیں" —

## ۸

بُہلُول کی اس کرامت نے ہارون کو فکرمند کردیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ بُہلُول کی کوئی ایسی بات لوگوں کو اپنی طرف مُتوجّہ کرے اور وہ اس کے مُعتقِد بن جائیں۔ کیونکہ اسے یہ بھی بدگمانی تھی کہ امام مُوسیٰ بن جعفرؑ جنھیں اس نے قید کر رکھا تھا۔ وہ ان سے خُفیہ رابِطہ رکھتا ہے اور اس کے خلاف پروپیگنڈہ کرتا ہے ۔ اس نے ان جاسوسوں کو بُلوایا۔ جو بُہلُول کے بارے میں سے تمام خبریں پہنچاتے تھے اور ان سے بولا "تم لوگوں نے بُہلُول کے بارے میں کیا پتہ چلایا ہے ؟" —

"جان کی اَمان پاؤں تو کچُھ عرض کروں" — ایک شخص نے جُرأت کی۔

"اَمان ہے" — ہارون نے کہا۔



Marfat.com

"عالی جاہ — ! اُسے دیوانہ نہیں — دانا کہنا چاہیے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے — جیسے اُس نے خود پر دیوانگی کا ایک خول سا چڑھا رکھا ہے — وہ دانشمندی میں اچھے بھلے ہوش مندوں کو مات دے دیتا ہے — ہم نے اس کی بہت نگرانی کی ہے — مگر کوئی ایسی بات نہیں دیکھی جس پر گرفت کی جا سکے" — ایک وزیر نے جواب دیا۔

"ہمیں خبر ملی ہے کہ اس نے عوام کو اپنا گرویدہ بنا رکھا ہے۔ لوگ اپنی مشکلیں لے کر اس کے پاس جاتے ہیں" — ہارون نے ناگواری سے کہا۔

"آپ نے بجا فرمایا — ظلِّ سبحانی — !!! یہ حقیقت ہے کہ وہ لوگوں کے کام آتا ہے اور بڑے عجیب انداز میں ان کی مشکلیں حل کرتا ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں بغداد کے سوداگر کا قصّہ بیان کروں۔ جس کی مشکل بہلول نے آسان کی ہے" — دوسرے مشیر نے گفتگو میں حصّہ لیا —

"اجازت ہے" — ہارون نے اجازت دی۔

"اِس بات کو زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ بغداد کا ایک شریف سوداگر عجیب مشکل میں گرفتار ہو گیا تھا — وہ بہت کم منافع پر مال بیچتا ہے۔ اس لیے شہر میں ہر دلعزیز ہے۔ اس کا ایک کاروباری رقیب جو یہودی ہے۔ اس سے حسد



Marfat.com

کرتا تھا اور موقع کی تاک میں تھا کہ سوداگر کو کوئی نقصان پہنچا سکے۔ وہ شہر میں سُود پر روپیہ بھی چلاتا ہے۔"

کچھ مُدّت گزری اس شریف سوداگر کو روپے کی ضرورت پڑی۔ اس نے یہودی سے قرض مانگا ـــ وہ روپیہ دینے پر تیار تو ہوگیا ـــ لیکن اس نے ایک نرالی شرط رکھی کہ اگر سوداگر وقتِ مقررہ پر اس کا قرض ادا نہ کرسکا ـــ تو وہ اس کے بدلے میں اس کے جسم کے جس حصّے سے چاہے گا ـــ ایک سیر گوشت کاٹ لے گا ـــ سوداگر مجبور تھا۔ اس کی عزّت پر بنی تھی ـــ اس نے مجبوراً شرط مان لی اور پکّی دستاویز لکھ کر یہودی کے حوالے کردی۔"

"اِتّفاق ایسا ہوا کہ وہ سوداگر وقتِ مقررہ پر قرض ادا نہیں کرسکا۔ تو یہودی نے فوراً عدالت میں مُقدّمہ دائر کردیا کیونکہ اس کے پاس سوداگر کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دستاویز موجود تھی ـــ اس لیے قاضی کو فیصلہ یہودی کے حق میں ہی دینا تھا ـــ مگر وہ آج کل پر ٹالتا رہا ـــ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہودی سوداگر کا سخت ترین دشمن ہے ـــ وہ اس کا ایسا عُضو کاٹنا چاہتا ہے جو اس کی مَوت کا باعث بن جائے۔

"یہودی ہر روز قاضی سے حُکم جاری کرنے کا تقاضا کرنے لگا۔ قاضی کے پاس بھی سوداگر کے بچاؤ کی کوئی تدبیر نہیں تھی ـــ



Marfat.com

لوگ بھی اس کے حال پر کُڑھتے تھے ۔۔۔ کسی نے بہلول سے بھی یہ قصّہ جا کہا ۔ اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ۔۔۔ اپنی گدڑی اُٹھا کر کندھے پہ ڈالی اور قاضی کی عدالت میں جا پہنچا ۔۔۔ اور قاضی سے بولا ۔۔۔

"قاضی جی ۔ کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اِنسانیت کے ناطے اس سوداگر کی وکالت کروں" ۔۔۔

قاضی نے اُسے اجازت دے دی ۔۔۔ تو وہ اپنا عصَا کھٹکھٹاتا آگے بڑھا اور بڑے اطمینان سے سوداگر اور یہودی کے درمیان جا بیٹھا ۔ اور سوداگر سے بولا ۔۔۔ "بھائی سوداگر! کیا تو نے اس کو دستاویز لکھ کر دی ہے کہ اگر تو قرض ادا نہ کر سکے تو اسے اِختیار ہے کہ یہ تیرے جسم کا ایک سیر گوشت جس جگہ سے چاہے اُتار لے" ۔۔۔

"مجھے اِس سے اِنکار نہیں ہے" ۔۔۔ وہ ٹھنڈی سانس بھر کر بولا ۔۔۔

پھر بُہلول یہودی کی طرف مُتوَجّہ ہوا ۔۔۔ "کیوں بھائی کیا یہی دستاویز لکھی گئی تھی کہ تم اس کے جسم سے ایک سیر گوشت جہاں سے چاہو گے کاٹ لو گے" ۔۔۔

"بالکل یہی اِقرار ہوا تھا ۔۔۔ میرے پاس دستاویز موجود ہے" ۔۔۔ یہودی نے بڑے فخر سے بتایا ۔۔۔



Marfat.com

"تو پھر ٹھیک ہے بھائی ــــ تمھیں پُورا حق حاصل ہے کہ تم سوداگر کے جسم سے ایک سیر گوشت کاٹ لو ــــ جہاں سے جی چاہے کاٹو ــــ لیکن اِتنا خیال رکھنا کہ شرط صِرف گوشت کی ہے اور وہ بھی پُورا ایک سیر ــــ نہ کم نہ زیادہ ــــ اور خُون کا ایک قطرہ نہ نکلے۔ اگر تم نے ایک سیر سے کم یا زیادہ کاٹا یا سوداگر کا خُون ضائع ہوا تو تمھیں اِقدامِ قتل کی سزا ملے گی" ــــ بُہلُول نے بہت مزے سے کہا ــــ

یہودی کا مُنہ کھُلے کا کھُلا رہ گیا۔ لوگ عَش عَش کر اُٹھے اور قاضی نے حُکم دیا کہ یہودی کو صِرف رقم ادا کردی جائے۔

"بہت خوُب" ــــ !!! ہارون نے توصیفی انداز میں کہا "بہت دُور کی کوڑی لایا بُہلُول" ــــ

"عالی جاہ ــــ اس کا دیوانہ دماغ اکثر دُور کی کوڑی لاتا ہے ــــ اگر مجھے اجازت ہو تو میں بتاؤں کہ اس نے ایک بیوقوف غُلام کو کیا خوب سبق سکھایا" ــــ کوئی دُوسرا مُقرّب بولا۔

"بیان کرو" ــــ ہارُون نے اجازت دی۔

چند روز ہوئے یہ خاکسار ایک کشتی میں بصرے گیا۔ اس میں اور لوگوں کے ساتھ بُہلُول بھی سوار تھا ــــ اچانک ایک سوداگر کا غُلام رونے اور چِلّانے لگا ــــ "خُدا کے لیے مجھے کشتی سے اُتارو ــــ نہیں تو میں مرجاؤں گا ــــ خُدا کیلئے

اس کشتی کو واپس لے جاؤ ـــــ سمندر کی لہریں اسے اُلٹا دیں گی ہم سب ڈوب جائیں گے ـــــ تمھیں خُدا رسُول کا واسطہ کشتی کو روکو"ـــــ

اسے ایک لمحہ بھی قرار نہیں آرہا تھا اور اس کی چیخ وپکار سے کشتی میں سوار لوگ بہت پریشان ہورہے تھے ـــــ کچھ مُسافروں نے اُسے تسلّی دینے کی کوشش بھی کی ـــــ ہر طرح سے سمجھایا بُجھایا ـــــ لیکن اسے کِسی پَل چین نہیں تھا ـــــ

بُہلُول نے غلام کے مالِک سے کہا ـــــ "جناب! اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے غُلام کا خوف دور کردوں ـــــ بچارا بہت پریشان ہے"ـــــ

"نیکی اور پُوچھ پُوچھ ـــــ بھلا اس سے بہتر اور کیا بات ہوگی ـــــ اس کا کوئی بندوبست کرو ـــــ یہ خود تو پریشان ہے ہی ـــــ اس کی چیخ وپکار ہمارے دماغ پر بھی ہتھوڑے کی طرح برس رہی ہے ـــــ اللہ تمھیں جزائے خیر دے ـــــ اسے پُرسکون کردو"ـــــ سوداگر نے جلدی سے کہا ـــــ

باقی لوگوں نے بھی اس کی ہاں میں ہاں مِلائی ـــــ

بُہلُول نے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہا ـــــ "بھائیو تمھیں زحمت تو ہوگی ـــــ ذرا اس بچارے غُلام کو اُٹھا کر سمندر میں تین چار ڈبکیاں تو دِلوا دو"ـــــ



Marfat.com

لوگ ہنس پڑے ۔ کچھ نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا۔ غلام اور زیادہ چیخ و پکار کرنے لگا۔ بہلول بولا۔ بھائیو۔ جب اس کے مالک نے اجازت دے دی ہے تو تمھیں کیوں تامّل ہے ۔ شاباش اٹھو۔ اس کو سمندر میں دو چار غوطے دلوا دو۔ چلو بِسمِ اللہ کرو"۔

سوداگر نے اس کی تائید کی۔ تو غلام کے قریب بیٹھے ہوئے لوگوں نے اس کو پکڑ لیا۔ غلام نے واویلا مچا کر آسمان سر پر اٹھا لیا۔ بہت ہاتھ پاؤں مارے مگر اس کی ایک نہیں چلی۔ کچھ آدمیوں نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا اور سمندر میں غوطے دینے لگے۔ وہ بچاؤ۔ بچاؤ۔ کا شور مچانے لگا۔

چند لمحوں بعد بہلول نے کہا۔ "یار۔ اس بچارے پر ترس کھاؤ اور اب بس کرو۔ اس کا علاج ہو گیا ہے"۔

مسافروں نے اسے واپس کھینچ لیا۔ اس نے ہانپتے کانپتے اپنے ناک اور منہ سے پانی نکالا۔ بال پونچھے اور ایک کونے میں بالکل چپ بیٹھ رہا۔ باقی مسافروں نے حیرت سے اس کی اس خاموشی کو دیکھا۔ اور بہلول سے سوال کیا کہ "اس نے یہ نسخہ کیونکر ایجاد کیا جو اس قدر کارگر ثابت ہوا"۔ ؟

بہلول نے ہنس کر جواب دیا۔ "اس بچارے کو کشتی



Marfat.com

کے آرام کی قدر و قیمت کا اندازہ ہی نہیں تھا — سمندر میں غوطے کھا کر اسے یہ نکتہ سمجھ میں آگیا ہے کہ کشتی سمندر کے مقابلے میں کتنی محفوظ ہے"—

ہارون مُسکرایا — "اس مسخرے کا بھی کوئی ایسا ہی علاج کرنا پڑے گا — جو دیوانہ بن کر دُوسروں کو دیوانہ بناتا پھرتا ہے"—

"ظلِّ الٰہی نے بجا فرمایا — ہمارا اندازہ بھی یہی ہے کہ وہ دیوانہ نہیں ہے — بلکہ دُوسروں کو بیوقوف بنانے کے لیے ایسی حرکتیں کرتا ہے — کچھ روز پہلے تو ہمیں اس کا ثبوت بھی مل گیا کہ وہ دیوانہ — پاگل اور دانشمند میں تمیز کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے"— ایک شخص نے کہا—

"وہ کِس طرح —؟ بیان کرو"— ہارون نے مُتجسّس لہجے میں کہا۔

"جب بہلُول کو پاگل پن کا دورہ پڑا تھا — تو ایک تاجر نے غالباً" فال لینے کی غرض سے بہلُول سے پوچھا — "حضرت شیخ بہلُول صاحب —! مہربانی فرما کر مجھے مشورہ دیں کہ میں کونسا مال خریدوں جو نفع بخش ہو"—؟

بہلُول نے بڑے اطمینان سے کہہ دیا — "بھائی تم لوہا اور روئی خرید لو — اللہ تعالیٰ برکت دے گا"—



Marfat.com

دیوانوں اور درویشوں کی باتوں سے اکثر لوگ فال لیتے ہی ہیں، اس نے بھی بُہلول کی بات پر عمل کیا ـــ اتفاقاً اسے بہت زیادہ مُنافع ہوا"ـــ

دو ڈھائی ماہ بعد، اس نے پھر مال خریدنے کا ارادہ کیا تو سوچا کہ پھر بُہلول کی باتوں سے فال لی جائے ـــ وہ اس کے پاس آیا ـــ یہ اپنی ان دیوانی حرکتوں میں لگا ہوا تھا ـــ تاجر نے اسے بُلایا ـــ تو اپنے عَصَا پر سوار ہو کر ٹخ ٹخ کرتا آیا ـــ اس نے اس کی حالت دیکھ کر کہیں کہہ دیا ـــ

"او پاگل بُہلول ـــ ذرا یہ تو بتا کہ اِس بار میں تجارت کے لیے کون سا مال خریدوں"ـــ

بُہلول فوراً بولا ـــ "جا بھائی پیاز اور تربوز خرید لے"ـ

"اس احمق نے بغیر سوچے سمجھے اپنا تمام سرمایہ پیاز اور تربوز خریدنے میں لگا دیا ـــ فصل کے دنوں میں تو ویسے ہی ان کی مانگ نہیں تھی ـــ کچھ دن ذخیرہ کیے ـــ تو وہ سڑ گئے اور اسے خسارہ اٹھانا پڑا ـــ وہ غصّے میں بھرا ہوا بُہلول کے پاس آیا اور بولا ـــ "او بُہلول ـــ تُو نے مجھے یہ کیسا مشورہ دیا تھا ـــ میرا سارا سرمایہ ڈوب گیا ہے ـــ حالانکہ پچھلی بار تیرے مشورے سے مجھے بہت منافع ہوا تھا"ـــ

بُہلول بولا ـــ "حضرت ـــ پہلے روز جب آپ نے مجھ



Marfat.com

سے مشورہ مانگا تھا — تو جناب شیخ بُہلُول کہہ کر مجھے آواز دی تھی — گویا آپ نے مجھے دانشمند سمجھ کر میرے وقار کا خیال رکھا — میں نے بھی دانشمندی سے مشورہ دیا — لیکن دوسری بار آپ کو یاد ہے کہ آپ نے کیا گوہر افشانی فرمائی تھی" —؟

"نہیں" — تاجر کو یاد نہیں تھا —

"آپ نے فرمایا تھا — او پاگل بُہلُول — !! چُونکہ آپ نے مجھے پاگل سمجھ کر مخاطب کیا تھا — اس لیے میں نے بھی آپ کو پاگل پن سے ہی مشورہ دیا تھا" —

"بہت خُوب — !!! ہارون محظوظ ہوا — "یہ تو ہوشمند دیوانہ ہے — اس کا کوئی بندوبست کرنا ہی پڑے گا" —

"آپ کا فرمانا بجا — لیکن حضُور — اس کی اس دیوانگی نے اسے عوام سے بہت قریب کر دیا ہے — یہ مُفت میں ان کی مشکلیں حل کرتا ہے — ہر غریب کے ساتھ اُٹھ کر چل پڑتا ہے — اس پر ذرا احتیاط سے ہاتھ ڈالنا ہو گا" — وزیر نے اظہارِ خیال کیا —

"ہوں — تو پھر تم ہی بتاؤ کہ اس پر کون سی فردِ جُرم عائد کی جائے کہ عوام میں کوئی ردِّ عمل نہ ہو" — ؟ ہارون نے پوچھا۔

"جان کی امان پاؤں — تو ایک تجویز پیش کروں" —



Marfat.com

ایک مُشیر نے مُحتاط لہجے میں کہا۔
"امان ہے" ــــ ہارون نے شاہانہ نخوت سے گویا اِحسان کیا۔
"اس پر اِلزام لگایا جاسکتا ہے کہ وہ انبیائے سَلَف کی توہین کرتا ہے ــــ اس لیے اسلام سے خارج ہے اور واجبُ الْقَتْل ہے" ــــ اس نے بتایا۔
"کوئی ثبُوت" ــــ ؟؟ ہارون نے رُعبِ شاہی سے کہا۔
"اس کا ثبُوت بھی موجود ہے اور گواہ بھی" ــــ مُشیر بولا۔
"بیان کرو" ــــ ہارون نے تحکّمانہ شان سے کہا۔
"کچھ لوگوں نے بُہلُول سے حضرت لُوط عَلَیْہِ السَّلام کے بارے میں پوچھا کہ وہ کس قوم کے پیغمبر تھے؟ ــــ تو وہ کہنے لگا ــــ کہ ان کے نام سے ظاہر ہے کہ وہ اوباشوں اور عیّاشوں کے پیغمبر تھے ــــ لوگ اس کے پیچھے پڑ گئے تو پیغمبرِ خُدا کی شان میں گستاخی کرتا ہے ــــ تو اس نے یہ کہہ کر اپنی جان بچائی کہ میں نے پیغمبر کی شان میں تو گُستاخی نہیں کی ــــ میں نے تو اُن کی قوم کی بات کی ہے ــــ اس کی تائید قرآنِ پاک میں موجود ہے" ــــ
ہارون زیرِ لَب مُسکرایا ــــ اور بولا ــــ "نہیں ــــ نہیں اُس پر یہ اِلزام ثابت نہیں کیا جا سکتا ــــ یہ دیوانہ بڑا حاضر



Marfat.com

جواب ہے اور دوسروں کو لاجواب کرنے کا ہُنَر خوب جانتا ہے۔"

"عالی جاہ — ایسا ویسا حاضِرجواب — اس نے تو آپ کے وزیرِ مَملکَت کا ایسا ناطِقہ بند کیا تھا کہ مَوصُوف بغلیں جھانکنے لگے تھے۔ حالانکہ وہ خُود کو بہت حاضر دماغ سمجھتے ہیں" — ایک مُشیر نے وزیرِ مَملکَت کا تذکرہ کیا۔ جو اس وقت محفل میں موجود نہیں تھا۔

"وہ قِصّہ کیا ہے، بیان کیا جائے" — ہارون نے اجازت دی —

"عالی جاہ — ہُوا یوں کہ ایک روز بُہلُول یہاں آیا تو اِتّفاقاً وزیرِ مَملکَت سے مُلاقات ہوگئی — انھوں نے مِزاحاً بُہلُول سے کہا — "بُہلُول — !! مُبارک ہو — ابھی ابھی حکم آیا ہے کہ خلیفہ نے تجھے کُتّوں، مُرغوں اور سُوّروں کا امیر اور حاکِم بنا دیا ہے" —

بُہلُول نے ایک لمحہ توقُّف نہیں کیا اور بڑے رُعب سے بولا — "خبردار — اب ہمارے حُکم سے سرتابی کی جُرأت نہ کرنا۔ اس حُکم سے تُو بھی میری رعیّت ہوگیا ہے" — اس نے یہ بات اتنی بے ساختگی سے کہی کہ وہاں موجود کوئی بھی اپنی ہنسی پر قابو نہیں پاسکا اور وزیرِ مملکت کو وہاں سے ٹلتے ہی بنی۔"

ہارون ہنسنے لگا — تو اس کے خوشگوار مزاج سے شہ پاکر



Marfat.com

مُشیر کے کسی حاسِد نے موقع غنیمت جان کر کہا — "عالی جاہ مُشیر صاحب نے وزیرِ مملکت کا واقعہ تو بیان کر دیا — لیکن ذرا ان سے بھی تو پُوچھیے کہ پچھلے ہفتے حضرت بُہلُول نے ان کے ساتھ کیا کیا ہے" — ؟

ہارون نے اس کی جانب دیکھا — "بولو — کیا ہُوا تھا" — ؟؟

وہ خفیف سا ہو گیا اور اس شخص پر قہر آلود نگاہ ڈال کر بولا — "ظِلِّ اِلٰہی — حاسِدوں کا کام دوسروں کو نیچا دکھانا ہے" —

"تم نے وزیرِ مملکت کے ساتھ جو کچھ کیا ہے اس کا نشانہ تمھاری اپنی ذات بھی بن گئی ہے — فوراً وہ قِصّہ بیان کرو" — ہارون نے سرزنش کی۔

سرتابی کی مجال کس میں تھی — وہ خجِل سا ہو کر اپنا قِصّہ آپ ہی کہنے لگا — "عالی جاہ — اس روز میں نے کھانے کے ساتھ پنیر بھی کھایا تھا — شاید اس کا کوئی ریزہ میری ڈاڑھی میں بھی اَٹکا رہ گیا — لیکن مجھے اس کی خبر نہیں تھی — شُومئی قسمت کہ بُہلُول اس طرف آ نکلا اور مجھ سے پُوچھنے لگا — "مُشیر صاحب — آج آپ نے ناشتے میں کیا تناوُل فرمایا ہے" — ؟



Marfat.com

میں نے ہنسی ہنسی میں کہہ دیا ــــ "میں نے کبوتر کھایا ہے" ــ ؟

تو وہ کہنے لگا ــــ "تب ہی اس کی بیٹ آپ کی ریش مُبارک میں اَٹکی ہوئی نظر آرہی ہے" ــــ

ہارون بے ساختہ ہنس پڑا ــــ "واللہ کیسا مسخرہ ہے یہ بُہلُول ــ کل اُسے دربار میں طلب کرو ــ ہم خُود اس سے بات کریں گے" ــــ

## ۹

اگلے روز بُہلُول دربار میں حاضر تھا ــ ہارون اپنے زرنِگار تخت پر شاہی لباس پہنے بڑی تمکِنت سے بیٹھا ہوا تھا ــ بُہلُول اپنی بوسیدہ پاپوش اور پیوند لگی گُدڑی کے ساتھ اُس کے حضور پیش کیا گیا ــ ہارون نے ایک قہر آلود نگاہ اُس پر ڈالی اور خشمگین لہجے میں بولا ــــ "بُہلُول ــ !!! تو بہت ہوشیار بنتا ہے ــــ لیکن ہمیں پتہ چلا ہے کہ تو حکومت کے باغی مُوسیٰؑ بن جعفرؑ کے دوست داروں میں سے ہے ــ اُنھی کے حکم پر تو دیوانہ بنا ہوا ہے ــــ تاکہ عوام کو ان کی طرف مُتوجّہ کرکے ہماری حکومت کا تختہ اُلٹ دے ــ تو سمجھتا ہے کہ پاگل ہونے کی وجہ سے تیری کوئی پُوچھ گچھ نہیں ہوگی ــ



Marfat.com

لیکن یاد رکھ کہ حکومت تیری طرف سے غافل نہیں ہے ـــــ تیری سب سرگرمیوں کی خبر ہمیں برابر ملتی ہے "ـــــ

بُہلُول نے مضحکہ خیز صورت بنائی ـــــ "ظاہر ہے کہ تمھارے نمک حلال شکاری کُتّے صحیح اطلاع ہی لے کر آئے ہوں گے۔ تو اب خلیفہ مجھ سے کیسا سُلوک کریں گے "ـــــ؟

بھرے دربار میں مذاق اُڑانے پر ہارون کو اور طیش آیا ـــــ "تمھیں ایسا سبق سکھایا جائے گا کہ تم دوسروں کے لیے نمونۂ عبرت بن جاؤ گے "ـــــ اس نے غصّے سے کہا اور اپنے غلام کو پکارا ـــــ "مسرُور ـــــ لے جاؤ اس گُستاخ کو ـــــ اس کے کپڑے اُتار لو اور اس پر گدھے کا پالان ڈال دو ـــــ اس کے مُنہ میں لگام دو ـــــ اسے محل اور حرم سرا میں پھراؤ اور اس کے بعد میرے سامنے اس کا سرِ پُر غرور اڑا دو "ـــــ

دربار میں سناٹا چھا گیا ـــــ درباری ہیبتِ شاہی سے کانپ گئے ـــــ لیکن بُہلُول شانِ بے نیازی سے کھڑا مُسکراتا رہا ـــــ مسرُور آگے بڑھا اور اس نے بُہلول کی گُدڑی گھسیٹ کر پرے اُچھالی ـــــ اس کا بوسیدہ لباس نوچ کر اس پہ گدھے کا پالان کس دیا ـــــ اس کے منہ میں لگام دی اور اسے کھینچتا ہوا محل اور حرم سَرا کی طرف لے گیا۔

شاہی درباروں اور محل سراؤں میں انسانیت کی تذلیل



Marfat.com

روز کا معمول ہے ـــــ اِس لیے بُہلول کی اس ہیئتِ کذائی پر کسی کو تعجّب نہیں ہوا ـــــ محل اور حَرَم سَرا کے مکین انسانیت کی اس توہین کو تماشے کی طرح دیکھتے رہے ــ کسی نے سوچا کہ بُہلُول تو دیوانہ ہے ـــــ اِس لیے سزا کا مُستوجَب نہیں ــ لیکن جان کے خوف نے زبانوں کو بند کر رکھا تھا ــ کوئی کچھ نہ کہہ سکا ـــــ

مسرُور اُس کی لگام کھینچتا اُسے دربار میں واپس لے آیا۔ اور ہارون کے سامنے ادب سے جُھک کر بولا ـــــ "عالی جاہ! آپ کے حکم کی تعمیل ہوئی ـــــ کیا اس کی گردن اُڑا دی جائے"؟

ہارون نے ابھی جواب نہیں دیا تھا کہ ناگاہ اس کا وزیر جعفر برمکی دربار میں داخل ہوا ــ اس نے حیرت سے بُہلُول کی یہ حالت دیکھی اور بولا ـــــ

بُہلُول ـــــ خیریت تو ہے ـــــ ایسا کیا قصُور ہوگیا ہے تم سے جو یہ حالت بنی ہے" ـــــ؟

بُہلُول ہنسا ـــــ "جناب عالی ــ یہ تو کچھ بھی نہیں ــ ابھی تو میری گردن بھی ماری جائے گی" ـــــ

"مگر کس جرُم میں" ـــــ؟ جعفر برمکی نے پُوچھا۔

"میں نے ایک سچّی بات کہہ دی تھی ــ جس کے انعام میں خلیفہ نے مجھے یہ خلعتِ فاخرہ عَطا کی ہے اور جامِ مرگ



Marfat.com

یرا انتظار کر رہا ہے "۔۔۔

ہارون کو بے ساختہ ہنسی آگئی ۔۔۔ خلیفہ کو ہنستے دیکھ کر درباری اور جعفر برمکی جو اپنی ہنسی ضبط کر رہے تھے ۔۔۔ وہ بھی ہنس پڑے ۔۔۔ ہارون کا غُصّہ کافُور ہوگیا اور اس نے شاہی حکم جاری کیا ۔۔۔ "جیسی بُہلُول نے کہی ہے اسے ویسی ہی خلعتِ فاخرہ عطا کی جائے "۔۔۔

"خلیفہ کے اس کرم کا شکریہ ۔۔۔ مجھے اپنی پیوند لگی گُدڑی ہی غنیمت ہے "۔۔۔ بُہلُول نے اپنی گُدڑی شانے پہ ڈال لی۔

"بُہلُول کو درہم و دینار عطا کیے جائیں "۔۔۔ شاہی فرمان جاری ہوا۔

"نہیں ۔۔۔ مجھے اہلِ جہنّم کی پیشانیوں اور پُشتوں پر لگنے والی مُہروں کی ضرورت نہیں "۔۔۔ بُہلُول چلنے پر تیار ہوگیا۔

ہارون نے اسے روکا ۔۔۔ "بُہلُول ۔۔۔ اگر تم اس انعام و اکرام کو اپنے استعمال میں نہیں لانا چاہتے تو غریبوں اور محتاجوں میں بانٹ دینا ۔۔۔ ان کا بھلا ہو جائے گا "۔۔۔

بُہلُول رک گیا اور اس نے رقم کی تھیلیاں غلام سے لے لیں ۔۔۔ چند قدم چلا اور رک گیا ۔۔۔ کچھ سوچنے لگا ۔۔۔ پھر آگے بڑھا اور رک گیا ۔۔۔ پھر کچھ سوچا اور واپس پلٹ آیا ۔۔۔ اس نے رقم کی تھیلیاں ہارون کے سامنے ڈھیر کر دیں ۔۔۔ اور بولا:



Marfat.com

"ہارون ــــ میں نے بہت سوچا ہے کہ ان اشرفیوں کی سب سے زیادہ ضرورت کِس کو ہے ــــ لیکن مجھے تجھ سے زیادہ مُستحِق کوئی اور نظر نہیں آیا ــــ تجھ سے زیادہ نادار اور ضرورتمند شاید اور کوئی نہیں ــــ کیونکہ میں روز دیکھتا ہوں کہ تیرے کارندے ہر جگہ لوگوں کو کوڑے مار مار کر ان سے ٹیکس وصول کرتے ہیں ــــ تاکہ تیرے خزانے پُر ہوں ــــ سارے شہر میں سب سے بڑا ضرورت مند تو تُو خود ہے ــــ اس لیے یہ رقم تُو ہی رکھ لے" ــــ

خلیفہ دم بخوُد رہ گیا ــــ اہلِ دربار سناٹے میں آ گئے ــــ بُہلول کے انجام کا سوچ کر ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے ــــ لیکن بُہلول اطمینان سے چل کھڑا ہوا ــــ

"روکو ــــ !!! روکو اس دیوانے کو روکو" ــــ اچانک خلیفہ ہارون کی آواز گونجی ــــ

اہلِ دربار اِس تصوّر سے ہی کانپ گئے کہ اب بُہلول کا عِتابِ شاہی سے بچنا محال ہے ــــ

دو غلام تیزی سے آگے بڑھے اور بُہلول کو گھسیٹ کر ہارون کے سامنے لے آئے ــــ

ہارون کی آنکھیں نَم تھیں اور پشیمانی نے اس کی آواز کو پست کر دیا تھا ــــ وہ گہری سانس لے کر بولا ــــ "بُہلول ــــ



Marfat.com

تیری دیوانگی ہم جیسے ہوش مندوں کے لیے ایک نعمت ہے۔ تیری اس بات نے میرے دل کو نرم کر دیا ہے ـــ میرا جی چاہتا ہے کہ تجھ سے کچھ پند و نصیحت کی فرمائش کروں"ـــ

غلاموں نے فوراً ہی بُہلُول کو چھوڑ دیا ـــ وہ اپنی مخصوص شان بے نیازی سے گویا ہوا ـــ "ہارون ـــ پچھلے خلیفوں کے محلوں اور ان قبروں کو دیکھ کر عبرت حاصل کر ـــ تو خُوب جانتا ہے کہ یہ لوگ عرصۂ دراز تک ان محلوں میں عیش و عشرت کی زندگی گزارتے رہے ـــ اور اب قبروں میں پڑے پچھتاتے اور افسوس کرتے ہیں کہ کاش ـــ انھوں نے اپنی آخرت کے لیے کچھ نیک اعمال اپنے ساتھ لے لیے ہوتے۔ مگر اب انھیں اس پچھتاوے سے کچُھ حاصِل نہیں ہو سکتا ـــ ہم سب بھی جلد یا بَدیر اسی انجام کو پہنچنے والے ہیں ـــ جب یہ شاہی رُعب و دَبدَبَہ اور شان و شوکت کوئی کام نہیں دے گی"ـــ

ہارون پر کپکپی سی طاری ہو گئی ـــ مُتاَسِّف لہجے میں بولا ـــ "بُہلُول کچُھ ایسے اعمال بتا جن کے بجا لانے سے اللہ مجھ سے خُوش ہو جائے"ـــ

"اس کی مخلوق کو خُوش کر ـــ وہ تجھ سے راضی ہو جائے گا"ـــ بُہلُول نے جواب دیا۔

"اب اِس کی تدبیر بھی بتا دو کہ خَلقِ خُدا کو کس طرح خوش



Marfat.com

رکھا جاسکتا ہے" ــــ ہارون نے پوچھا ــــ
"عدل و انصاف میں سب کو برابر کا درجہ دو ــــ جو اپنے لیے مناسب نہیں سمجھتے ــــ دوسروں کو بھی اس کا مستحق نہ سمجھو ــــ مظلوم کی فریاد توجہ سے سنو اور انصاف سے فیصلہ کرو" ــــ بہلول نے بردباری سے کہا ــــ
"آفرین صد آفرین. بہلول ــــ مرحبا ــــ !!! تم نے کیسی حق بات کہی ہے ــــ مرحبا ــــ !!! ہارون نے توصیفی لہجے میں کہا ــــ اس کی ہاں میں ہاں ملانے والے درباریوں نے بھی نعرہ ہائے تحسین بلند کیے ــــ
ہارون نے حکمِ شاہی جاری کیا ــــ "حکم دیا جاتا ہے کہ شاہی خزانے سے بہلول کے تمام قرض ادا کر دیے جائیں"
"ہارون قرض سے بھی کبھی قرض ادا ہوا ہے" ــــ بہلول نے اسے مخاطب کر کے کہا ــــ "شاہی خزانے میں جو کچھ ہے ــــ وہ عوام کا مال ہے اور خلیفہ پر قرض ہے ــــ تمہارے لیے یہی مناسب ہے کہ عوام کا قرض انھیں لوٹا دو ــــ مجھے تمھارا یہ احسان نہیں چاہیے" ــــ
"تو پھر. بہلول کوئی تو خواہش کرو ــــ میں دل سے چاہتا ہوں کہ تمھاری کوئی آرزو پوری کروں" ــــ ہارون نے زور دے کر کہا ــــ

"تو پھر میری خواہش اور آرزو یہی ہے کہ میری نصیحتوں پر عمل کرو — لیکن افسوس کہ دنیا کی شان و شوکت اور اقتدار کا نشہ بہت جلد میری ان نصیحتوں کو فراموش کرا دے گا" — یہ کہتا ہوا وہ دربار سے باہر نکل گیا — ہارون اور اہلِ دربار جُھکے ہوئے سروں کے ساتھ خاموش بیٹھے رہ گئے۔

۱۰

بہلول اپنے ویران کھنڈر میں واپس آیا۔ تو دیکھا اس میں قدموں کے نشان ہیں — یوں معلوم ہوتا تھا — جیسے کوئی یہاں آیا ہے — اس نے فوراً ایک خاص جگہ پر دیکھا۔ تازہ کھُدی ہوئی مٹی جس کو ہموار کیا گیا تھا — بتا رہی تھی کہ اس کا اندیشہ درست تھا — اس نے اپنی چھڑی سے مٹی کو ہٹایا — اس کی جمع شدہ رقم غائب تھی —

بہلول کچھ رقم کسی ہنگامی ضرورت کے لیے مٹی میں چھُپا کر رکھتا تھا — غالباً کسی نے اسے رقم چھُپاتے ہوئے تاڑ لیا تھا — اس نے اپنی گُدڑی اُٹھائی اور چل پڑا — اور نزدیک ہی واقع موچی کی دوکان پر پہنچا — اور بڑی خوش طبعی سے اُسے سلام کیا۔

"آؤ — آؤ بہلول — !!! کیسے آنا ہوا" — ؟ موچی نے



Marfat.com

خوشی سے پوچھا۔

"میں نے سوچا کہ تم سے مل آؤں — پھر تم سے ایک کام بھی ہے" — بہلول نے کہا۔

"کیسا کام" — ؟؟ موچی نے پوچھا۔

"تم ایک اچھے انسان ہو — مجھ جیسے دیوانے کے ساتھ بھی خوش اخلاقی سے پیش آتے ہو — میں تم سے ایک مشورہ لینا چاہتا ہوں" — بہلول نے کہا۔

"یہ تمھاری مہربانی ہے کہ تم ایسا سمجھتے ہو" — موچی نے خوش ہو کر کہا۔

بہلول ذرا قریب ہوا اور بولا — "تم تو جانتے ہو کہ میں ویرانوں، کھنڈروں اور خالی مکانوں ہی میں رہتا ہوں میں جہاں بھی رہا — وہاں تھوڑی بہت رقم اپنے برے وقت کے لیے بچا کر زمین میں دفن کر دی — تم ذرا حساب لگا کر مجھے بتا دو کہ یہ رقم کل کتنی ہو رہی ہے" —

"ہاں — ہاں کیوں نہیں — تم بتاؤ — میں حساب کر دیتا ہوں" — موچی نے فراخ دلی سے کہا۔

"خدا تمھارا بھلا کرے — شہر کے مشرقی گوشے میں جو کھنڈر ہے — وہاں میں نے شاید سو سکّے دبا رکھے ہیں۔ قبرستان میں تقریباً ڈھائی سو سکّے ہوں گے اور ایک مکان



Marfat.com

کے صحن میں تو پورے پانچ سو ہیں ــ ہاں یاد آیا نہر کے کنارے بھی پچاس سکّے دفن ہیں ــ تو یہ سب ملا کر کُل کتنے ہوئے؟ بُہلُول نے پوچھا۔

"اگر یہ سکّے سونے کے ہیں تو ان کی مالیت دو ہزار کے لگ بھگ ضرور ہے" ــ موچی نے حساب لگا کر بتایا۔

بُہلُول کچھ دیر سوچتا رہا پھر سر اُٹھا کر بولا ــ "یار ــ میں چاہتا ہوں کہ ان سب جگہوں سے وہ تمام سکّے نکال لاؤں اور اس ویرانے میں چھُپا دوں ــ یہاں آمد و رفت کم ہے ــ میرا خیال ہے یہ جگہ زیادہ محفوظ ہے" ــ

یہ تو بہت اچھّا خیال ہے ــ تمام رقم ایک جگہ رکھو تاکہ جب ضرورت پڑے تو نکالنے میں آسانی ہو" ــ موچی نے دِل ہی دِل میں خُوش ہوتے ہوئے مشورہ دیا۔

بُہلُول اپنی چھڑی کے سہارے اُٹھا ــ "اچھّا تو بھائی میں چلتا ہوں ــ آج ہی یہ کام کرلوں تو اچھا ہے ــ سارے سکّے نکال کر لے آؤں اور یہاں گاڑ دوں ــ میرے لیے دُعا کرنا"۔

"ہاں ــ جاؤ ــ اللہ تمھارا نگہبان ہو" ــ موچی نے اسے اَلْوَدَاع کہا ۔

وہ چلا گیا ــ تو موچی نے سوچا کہ اس نے بُہلُول کے جو سکّے زمین کھود کر چُرائے تھے ــ انھیں واپس رکھ آئے تاکہ جب

بہلول اپنے باقی سکے لے کر آئے تو اسے شک نہ ہو — اور وہ اپنی باقی دولت بھی یہاں گاڑ دے — اس کے بعد وہ موقع دیکھ کر ساری رقم نکال لے گا۔

وہ جلدی سے گیا اور اسی جگہ بہلول کی رقم دبا کر واپس آگیا — بہلول کہیں شام کو واپس آیا — اس نے مٹی ہٹا کر اپنی رقم نکال لی اور وہ ویرانہ چھوڑ کر چلا آیا — موچی بچارہ اس کا انتظار ہی کرتا رہ گیا۔

وہ اپنی رقم نکال کر اس ویرانے سے نکلا اور کوئی دوسرا ٹھکانہ تلاش کرنے لگا — اتفاقاً اسے ایک شکستہ مکان نظر آیا — جو خالی پڑا تھا — تمام شہر جانتا تھا کہ وہ ویرانوں سے مانوس ہے — اور ایسی ہی جگہوں پر رہتا ہے — اس لیے عموماً کوئی اس سے تعرض نہیں کرتا تھا — اس کی بے سروسامانی ہی اس کا اثاثہ تھی — اس نے اس شکستہ مکان کا ایک گوشہ صاف کیا اور وہیں ڈیرا جمالیا۔

ابھی اسے وہاں بسیرا کیے کچھ زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ ٹوٹے ہوئے دروازے سے ایک شخص اندر داخل ہوا — اس نے سلام کیا اور بولا — "واہ — واہ —!! بہت خوب —! یہ دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہوئی ہے کہ بہلول جیسا نامور شخص میرا نیا کرایہ دار ہے"۔

بُہلُول سیدھا ہو بیٹھا ـــــ " مجھے بھی اس عالیشان مکان کے مالک سے مِل کر بے حد خُوشی ہوئی ہے"

" مجھے امید ہے کہ آپ اس ماہ کا کرایہ ادا کردیں گے"۔ مالکِ مکان نے کہا۔

بُہلُول نے مکان کی لرزتی ہوئی چھت اور شکستہ دیواروں کی جانب اشارہ کیا ـــــ " جناب نے اپنے اس شاندار محل کی حالت مُلاحَظہ فرمائی ہے کہ ذراسی ہَوا چلے تو اس کی چھت اور دیواریں بولنے لگتی ہیں" ـــــ

بے شک ـــ! بے شک ـــ! آپ دُرست فرماتے ہیں۔ آپ جیسا بزرگ یہ بھی جانتا ہو گا کہ تمام موجوداتِ عالَم خُدا کی حَمد و ثنا کرتے ہیں ـ یہ جو آواز آپ سُنتے ہیں یہ اس مکان کے تسبیح کرنے کی صَدا ہے" وہ بولا۔

بُہلُول نے اپنا عصا سنبھالا اور فوراً ہی اُٹھ کھڑا ہوا اور بولا ـــــ " حضرت! آپ جیسے دانشمند انسان کو یہ تو معلوم ہو گا کہ مَوجُودات حَمد و ثنا اور تسبیح و تَہلِیل کے بعد سجدہ بھی کرتے ہیں اور میں آپ کے اِس مکان کے سجدہ کرنے سے پہلے ہی یہاں سے رخصت ہو جانا چاہتا ہوں" ـــــ اس نے گُدڑی سنبھالی اور مکان سے باہر نکل آیا۔



Marfat.com

ہارون نے اپنی سی بہت کوشش کی کہ کسی طرح بہلول پر گرفت کی جا سکے۔ لیکن اس کی حاضر دماغی، اس کی پُرحکمت گفتگو اور عوام کے ساتھ اس کی قربت نے اسے اس کا موقع نہیں دیا۔ وہ اپنے جاسوسوں کو اس کے پیچھے لگائے رکھتا تاکہ اس کی سرگرمیوں سے باخبر رہے۔ کسی وقت سختی سے اس کی بازپُرس کرتا۔ لیکن اکثر مشکل موقعوں پر بہلول ہی کام آتا۔

ایک بار ایک سیّاح بغداد میں آیا۔ اس نے گھاٹ گھاٹ کا پانی پیا تھا۔ مُلکوں مُلکوں گھوما تھا۔ جب وہ ہارون کے دربار میں حاضر ہوا تو اس نے خلیفہ کے وزیروں اور دانش وروں سے کچھ سوالات کیے لیکن کوئی بھی ان کا جواب نہ دے سکا۔ ہارون اپنے مقرّبین کی نالائقی پر بہت شرمندہ ہوا۔ سیّاح رخصت ہوا تو وہ اپنے وزیروں اور مشیروں پر برس پڑا۔ "تم سب لوگ میرے لیے باعثِ ننگ و عار ہو۔ آج اس سیّاح نے تمھیں کیسا عاجز کیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے تم اس کے مقابلے میں طفلِ مکتب ہو۔"

درباریوں کے سر شرم سے جھک گئے۔ ان کے پاس اپنی



Marfat.com

صفائی میں کہنے کے لیے کچھ بھی نہیں تھا ــــ عِتابِ شاہی اور جوش میں آیا ــــ "کل اس سیّاح کو دربار میں طلب کیا جائیگا اگر تم لوگ اس کے سوالوں کے جواب نہ دے سکے تو تمھاری سب جائداد اور مال و دولت اس کے حوالے کر دیا جائے گا"

ہارون نے دربار برخاست کیا ــــ درباریوں میں کھلبلی مچ گئی ان کی پریشانی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا ــــ وہ سب ایک جگہ جمع ہو کر سوچنے لگے کہ بادشاہ کے عِتاب سے کیوں کر بچا جا سکتا ہے ــــ آخر ایک شخص کو اچانک یاد آیا اور وہ خُوشی سے بولا ــــ دوستو ــــ! اس مشکل کو حل کرنے کے لیے ہمارے پاس بُہلُول جو موجود ہے ــــ مجھے یقین ہے کہ وہ سیّاح کو لاجواب کر دے گا۔ اور اس کے سب سوالوں کے جوابات ٹھیک ٹھیک دے گا"۔

باقی سب لوگوں کی بھی جان میں جان آئی ــــ اور وہ سب مل کر بُہلُول کے پاس پہنچے ــــ اسے تمام ماجرا سنایا ــــ تو اس نے انھیں تسلّی دی کہ وہ اگلے دن دربار میں پہنچ کر سیّاح کے سوالوں کے جوابات ضرور دے گا" ــــ

اگلے روز دربار آراستہ ہوا ــــ وزیر، امیر، مُشیر زرّیں کُرسیوں پر بیٹھے ــــ ہارون اپنے زرنگار تخت پر مُتمکّن ہوا۔ سیّاح کو بھی ایک کُرسی پیش کی گئی ــــ ہارون نے اہلِ دربار پر نگاہ ڈالی اور بولا ــــ" تم میں سے کون اس معزّز سیّاح



Marfat.com

کے سوالوں کا جواب دے گا"۔۔۔؟

اہلِ دربار نے آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دُوسرے کی طرف دیکھا کہ بُہلُول کا نام کِس طرح لیں۔ کہیں اس کا نام ہارون کو ناگوار نہ گزرے۔ کہ اسی وقت بُہلُول کی آواز گونجی۔

"یہ دیوانہ حاضِر ہے ۔۔۔ اہلِ دربار کو زحمت کرنے کی ضرورت نہیں"۔۔۔ وہ اپنی لاٹھی پٹکتا۔ گدڑی شانے پہ ڈالے داخلِ دربار ہُوا اور سیّاح کے قریب جابیٹھا۔

ہارون کچھ ہچکچایا۔ لیکن پہلو میں بیٹھے ہوئے وزیر نے اس کے کان میں کچھ کہہ دیا۔ جس سے اس کے چہرے پر اطمینان کی جھلک نظر آئی ۔۔۔ سیّاح نے بُہلُول کی ہیئتِ کذائی کی طرف دیکھا اور قدرے تعجّب سے بولا ۔۔۔ "کیا میں آپ سے سوالات کروں"۔۔۔؟

"بسر و چشم"۔۔۔ !!! بُہلُول نے مُستعِدّی سے جواب دیا۔

وہ سیّاح اٹھا اور اپنی چھڑی سے زمین پر ایک دائرہ کھینچ دیا۔

بُہلُول نے فوراً ہی اٹھ کر اپنے عصا سے اس دائرے کے درمیان میں ایک لکیر کھینچ کر اسے دو حصوں میں بانٹ دیا۔

سیّاح کے چہرے پر مسکراہٹ آئی اور اس نے ایک اور دائرہ کھینچ دیا۔ بُہلُول نے اِس مرتبہ دائرے کو چار حصّوں میں بانٹا

اور ایک حصّے پر چھڑی رکھ کر کھٹکھٹائی۔ سیّاح نے قدرے حیرت سے اس کی جانب دیکھا اور زمین پر اپنا ہاتھ اُلٹی طرف رکھ کر انگلیاں آسمان کی طرف اُٹھا دیں ـــ بُہلُول نے اُٹھ کر اپنا ہاتھ زمین پر اس طرح رکھا کہ اس کے ہاتھ کی پُشت اُوپر تھی۔

سیّاح اپنی نشست پر آ بیٹھا اور توصیفی لہجے میں بولا:

"مَرحَبا ـــ! آفریں ـــ!!! عالی جاہ میں آپ کو مُبارکباد دیتا ہوں کہ آپ کے یہاں ایسا دانشمند اور عالِم موجود ہے جس پر فخر کیا جاسکتا ہے ـــ ایسے شخص کی قَدر کی جانی چاہیے" ـــ

"کیا بُہلُول نے تمھارے سب سوالوں کے جوابات ٹھیک ٹھیک دیے ہیں" ـــ ہارون نے پوچھا۔

"یقیناً ـــ اس نے کِسی بہت عظیم درسگاہ سے تعلیم حاصل کی ہے۔ جو اس کے پاس اتنا عِلم ہے کہ یہ میرے اشارے فوراً سمجھ گیا ہے" ـــ سیّاح بولا۔

بُہلُول مسکرایا ـــ اس عظیم درسگاہ کا نام مت پوچھنا کیونکہ اسے سب جانتے ہیں" ـــ

بُہلُول کا اشارہ سب سمجھ رہے تھے ـــ لیکن سیّاح کچھ نہیں سمجھا اور چاہتا تھا کہ کوئی سوال کرے کہ ہارون نے فوراً پوچھ لیا ـــ "اگر تم ان اشاروں کو ذرا کھول کر بیان کرو تو اہلِ دربار بھی محظوظ ہوسکیں گے اور سیکھ بھی لیں گے" ـــ



Marfat.com

سیّاح بولا ——"آپ نے دیکھا کہ میں نے زمین پر دائرہ کھینچا تھا — میرا مقصد زمین کا کُرّہ دکھانا تھا — آپ کا عالِم فوراً سمجھ گیا اور اس نے دائرے کے دو برابر حصّے کرکے مجھ پر ظاہر کردیا کہ وہ زمین کے گول ہونے پر یقین رکھتا ہے اور اس کے اَسرار و رُموز سے بھی واقِف ہے ——اس نے اس لکیر سے خطِّ اِستوا، کو دکھایا جس سے زمین شمالی اور جُنوبی کُرّے میں بٹ گئی"۔

پھر آپ نے دیکھا کہ میں نے ایک اور دائرہ کھینچا — آپ کے عالِم نے اس کے چار حصّے کرکے مجھے سمجھا دیا کہ زمین میں تین حصّے پانی اور ایک حصّہ خشکی ہے ——اور جب میں نے اپنے ہاتھ کی اُنگلیوں سے زمین پر اُگنے والی نَباتات کی طرف اشارہ کیا تو اس نے بارش اور سورج کی نِشاندہی کی جو نباتات کی بالیدگی اور نشو ونُما کا ذریعہ ہیں —— میں ایک بار پھر کہتا ہوں کہ آپ کو ایسے دانِشمند پر فخر کرنا چاہیے"——

## ۱۲

ہارون کو اندازہ ہوگیا تھا کہ بُہلُول ایک بے ضرر اور مُفید انسان ہے — اس کی شگفتہ باتوں کی حِکمت تفنُّنِ طبع کا ذریعہ بھی بنتی تھی — وہ بغداد شہر کا ایک پسندیدہ اور ہردلعزیز کردار تھا — جب بھی ہارون اس کے ساتھ سختی کرنا چاہتا — اس کی

شوخی میں چھپی ہوئی دانشمندی اسے صاف بچالے جاتی بُہلُول کی تمام زندگی اِسی آنکھ مچولی میں گزری ـــــ ہارون کوشش کرتا رہا کہ اُسے کسی طرح پھانس لے یا اس کا قصّہ ہی تمام کردے۔

مگر جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے ـــــ بُہلُول اپنی دیوانگی کالبادہ اوڑھے اس کے اور اس کے وزیروں کے سامنے کھڑا انھیں آئینہ دکھاتا رہا ـــــ وہ اپنے پاگل پن کی آڑ میں نہ صرف اپنی جان بچاتا رہا ـــــ بلکہ انھیں عِلم وحِکمت کی تعلیم بھی دیتا رہا اور اپنے جُنون کا سہارا لے کر عوام کی مشکلیں حل کرتا رہا۔

ایک مرتبہ خُراسان کا ایک مشہور فقیہ بغداد آیا۔ ہارون کو بھی اس سے مُلاقات کا اِشتِیاق ہوا۔ اس نے اسے دربار میں بُلایا۔ گرمجوشی سے اس کا خیر مَقدَم کیا اور بڑی قدرومنزلت کے ساتھ اپنے پاس بٹھایا۔ فَقِیہ اِس عزّت اَفزائی پر پھُولے نہیں سمارہا تھا اور ہارون پر اپنے عِلم کی دَھاک بٹھانے کی کوشش کررہا تھا کہ اچانک بُہلُول کہیں سے پھرتا پھراتا دربار میں آنکلا۔

اس نے سلام کیا ـــــ ہارون نے اسے بیٹھنے کے لیے کہا۔ فَقِیہ نے اس کا معمولی لباس، بوسیدہ گُدڑی اور دھُول میں اَٹی ہوئی جُوتیاں دیکھیں اور قدرے حیرت سے بولا ـــــ "آپ بہت مہربان اور فراخ دل ہیں کہ معمولی لوگوں کو بھی اپنے دربار میں جگہ

دیتے ہیں"۔۔۔

بہلول اپنی جگہ سے اُٹھا اور اپنا عصا کھٹکھٹاتا اُس کے قریب پہنچا اور بولا ۔۔۔ "قبلہ۔۔ گستاخی مُعاف آپ اپنے ناقِص عِلم پر کیوں اِس قدر مغرور ہیں۔۔ آپ میری ظاہری حالت کا خیال نہ کیجیے اور میرے ساتھ عِلمی مُباحثہ کرنے کے لیے تیار ہو جائیے تاکہ آپ کو پتہ چل جائے کہ آپ تو کچھ بھی نہیں جانتے"۔۔۔

فَقِیہ نے ایک نگاہ غَلَط اَنداز اس پر ڈالی ۔۔۔ "میں نے سُنا ہے کہ تُو پاگل ہے اور میں پاگلوں سے مباحثہ نہیں کیا کرتا"۔

"میں نے کب کہا کہ میں پاگل نہیں ہوں ۔۔ میں تو اپنے پاگل پن کا خود اقرار کرتا ہوں ۔۔ مگر آپ ہیں کہ آپ کو اپنی کم عِلمی کا کچھ پتہ ہی نہیں"۔۔۔ بُہلُول نے مزے سے کہا۔

ہارون نے قہرآلود نگاہوں سے بُہلُول کی طرف دیکھا ۔۔۔ "بُہلُول خاموش رہو ۔۔ تمھیں معلوم نہیں کہ یہ خُراسان کے نامور فقیہ ہیں"۔۔۔

"اِسی لیے تو میں چاہتا ہوں کہ یہ مجھ سے عِلمی مُباحثہ کرلیں" بُہلُول نے اطمینان سے کہا۔

ہارون بھی عِلمی مُباحثوں اور مُناظروں کا شائق تھا۔ وہ اس فَقِیہ سے بولا ۔۔۔ "کیا مُضائقہ ہے ۔۔۔ تمھیں بُہلُول کی دعوت قبول کرلینی چاہیے"۔۔۔



Marfat.com

"تو پھر میری ایک شرط ہوگی"۔۔۔ فقیہ بولا۔

"اجازت ہے۔۔۔ تم جیسی چاہو شرائط طے کرلو"۔۔۔ ہارون نے اجازت دی۔

فقیہ بولا۔۔۔ "میری شرط یہ ہے کہ میں بہلول سے ایک معمّہ پوچھوں گا۔۔۔ اگر اس نے درست جواب دے دیا۔۔۔ تو اسے ایک ہزار اشرفیاں دوں گا اور اگر یہ ناکام رہا۔۔۔ تو مجھے ایک ہزار اشرفیاں دینے کا پابند ہوگا"۔۔۔

بہلول مسکرایا۔۔۔ "ہم فقیروں کے پاس مالِ دنیا کہاں؟ ہاں میں خود کو آپ کے سپرد کرسکتا ہوں کہ آپ ایک غلام کی طرح مجھ سے کام لیں اور اپنی ایک ہزار اشرفی پوری کرلیں اور اگر میں ایک ہزار اشرفی جیت گیا۔۔۔ تو وہ تو ناداروں اور محتاجوں کا حصّہ ہے ہی۔۔۔ کہ امیرالمومنین علی مرتضیٰؑ فرماتے ہیں کہ "جہاں بھی دولت ضرورت سے زیادہ ہے۔۔۔ وہاں یقیناً کسی حق دار کا حق ضائع ہورہا ہے"۔۔۔

"مجھے منظور ہے۔۔۔ اور کیا تم تیار ہو کہ میرا معمّہ حل کرو" فقیہ نے کہا۔

"بسر و چشم"۔۔۔!!! بہلول نے جواب دیا۔

"عالی جاہ۔۔۔ آپ کی بھی اجازت ہے"۔۔۔؟ فقیہ نے ہارون سے پوچھا۔



Marfat.com

"اجازت ہے" ـــــ ہارون نے شاہانہ تمکنت سے کہا۔

فقیہ نے اپنا معمّہ پیش کیا ـــــ "ایک گھر میں ایک عورت اپنے شرعی شوہر کے ساتھ بیٹھی ہے ـــــ اسی گھر میں ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور دوسرا روزے سے ہے ـــــ اچانک دروازے پر دستک ہوتی ہے اور ایک ایسا شخص اندر داخل ہوا جس کے آجانے سے شوہر اور بیوی ایک دوسرے پر حرام ہو گئے ـــــ نماز پڑھنے والے کی نماز باطل ہو گئی اور روزہ دار کا روزہ بھی باطل ہو گیا ـــــ کیا تم بتا سکتے ہو کہ باہر سے آنے والا شخص کون ہے" ـــــ ؟

دربار میں سنّاٹا چھا گیا ـــــ لوگ ایک دوسرے کا مُنہ تکنے لگے ـــــ بُہلول نے برجستہ کہا ـــــ "گھر میں داخل ہونے والا شخص اس عورت کا پہلا شوہر ہے ـــــ جو سفر پر گیا ہوا تھا ـــــ جس کے بارے میں یہ خبر ملی تھی کہ دورانِ سفر انتقال کر گیا ہے ـــــ اس عورت نے حاکمِ شرع کی اِجازت سے اسی مرد سے عقد کر لیا تھا جو اس کے برابر بیٹھا ہوا تھا ـــــ انھوں نے دو اشخاص کو اُجرت دی تھی کہ وہ مرحُوم شوہر کی قضا نمازیں ادا کریں اور روزے رکھیں ـــــ اِسی اثنا میں پہلا شوہر سفر سے واپس آگیا ـــــ کیونکہ اس کی موت کی خبر غلط تھی ـــــ چنانچہ اس کے آتے ہی دُوسرا شوہر اس عورت پر حرام ہو گیا ـــــ ان دونوں اشخاص کی نماز اور



Marfat.com

روزہ باطل ہو گئے ــ جو شوہر کو مُردہ سمجھ کر اس کے لیے پڑھی اور رکھے جا رہے تھے"ــ

"مرحبا ــ! مرحبا ــ!!! بہت خوب ــ بُہلُول بعض اوقات تو تمھاری دیوانگی فرزانوں کو بھی مات دیتی ہے"ــ ہارون نے ستائش کی ـ

باقی وزیر اور امیر بھی دادِ تحسین دینے لگے ــ شور کچھ کم ہوا ــ تو بُہلُول کہنے لگا ــ "کیا عالی جاہ کی اجازت ہے کہ میں بھی حضرت فقیہ سے ایک سوال کروں"ــ

"اِجازت ہے"ــ ہارون نے کہا ـ

"کیا آپ تیار ہیں"ــ ؟ بُہلُول نے پوچھا ـ

"ضرور پوچھو"ــ! فقیہ نے نخوت سے کہا ـ

"فرض کریں کہ ہمارے پاس ایک مٹکا شیرہ اور ایک مٹکا سرکہ موجود ہے ــ ہم اس سے سکنجبین تیار کرنے کے لیے ایک پیالہ سرکہ اور ایک پیالہ شیرہ مٹکوں میں سے نکالتے ہیں اور دونوں کو کسی برتن میں ملا دیتے ہیں ــ اس وقت پتہ چلتا ہے کہ اس میں تو ایک چوہا مرا پڑا ہے ــ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ وہ مرا ہوا چوہا سرکے کے مٹکے میں تھا یا شیرے کے مٹکے میں"ــ ؟ ؟

ہارون محظوظ ہوا ــ اہلِ دربار بھی مسکرائے ــ سب



Marfat.com

کی نگاہیں فقیہ پر لگی ہوئی تھیں ــــ کہ وہ اس معمے کو کس طرح حل کرتا ہے ــــ وہ گہری سوچ میں مُستَغرِق ہوگیا اور بہت دیر تک ایک لفظ بھی نہ بول سکا ــــ

ہارون اِتنا انتظار نہ کرسکا اور بولا ــــ "بُہلُول نے تمھارا مُعمّہ حل کرنے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگایا ــــ تمھیں بھی اس کے سوال کا جواب اِسی طرح دینا چاہیے" ــــ

فَقِیہ نادم سا ہوگیا ــــ اس کی نگاہیں جُھک گئیں ــــ اسے اپنی کم عِلمی کا اعتراف کرنا ہی پڑا ــــ

"عالی جاہ ــــ! میں یہ مُعمّہ حل نہیں کرسکتا" ــــ اس کی پیشانی عرق آلود تھی ۔

ہارون نے بُہلُول کی طرف دیکھا ــــ "بُہلُول ــــ بہتر یہی ہے کہ تم خُود اس مُعمّے کو حل کردو" ــــ

بُہلُول مسکرایا ــــ "کیا حضرت فَقِیہ اب بھی اپنی ناسمجھی کے قائل ہوتے ہیں یا نہیں" ــــ؟

فَقِیہ بولا ــــ "بُہلُول تم نے مجھے اِحساس دلادیا ہے کہ عِلم کی کوئی حد نہیں ــــ کسی کی ظاہری حالت کو دیکھ کر اسے کم تر خیال نہیں کرنا چاہیے" ــــ

"تو سُنیے جناب کہ ہمیں چاہیے کہ اس چوہے کو سکنجبین سے نکال کر اچھی طرح دھولیں ــــ پھر اس کا پیٹ چاک کریں ــــ اگر اس کے



Marfat.com

پیٹ میں سرکہ ہوا — تو سمجھیں کہ وہ سرکے کے مٹکے میں تھا — اگر شیرہ ہوا — تو پھر اس نے شیرے میں ڈبکی لگا کر جان دی ہے — لہذا جو کچھ بھی اس کے پیٹ میں ہوا — اس شے کے مٹکے کو ضائع کردینا چاہیے" —

اہلِ دربار عش عش کر اٹھے — ہارون بہت محظوظ ہوا — اس نے بُہلُول کو آفرین کہی — فقیہ نے سر جھکایا اور ایک ہزار اشرفی اس کے سامنے ڈھیر کردیں — بُہلُول نے تمام اشرفیاں سمیٹ کر اپنی جھولی میں ڈالیں اور محل سے باہر نکلتے ہی انھیں ضرورت مندوں میں بانٹنے لگا — جب وہ اپنے بسیرے پر پہنچا تو اس کی جھولی خالی تھی۔

چند دن نہیں گزرے تھے کہ ہارون نے بُہلُول کو طلب کیا۔ وہ اس کے محل میں پہنچا — تو دیکھا کہ وہ شراب کے نشے میں مخمُور دجلہ کے کنارے اپنے شاندار محل کے جھروکے میں بیٹھا شور مچاتی لہروں کا تماشا دیکھنے میں مَحو ہے — بُہلُول کو دیکھتے ہی وہ نشے کی ترنگ میں بولا — "بُہلُول — اس روز تو تُو نے اس بچارے فَقیہ کا ناطِقہ بند کردیا تھا — اِتّفاقاً تیرا داؤ لگ گیا تھا اور وہ احمق بھی تِرا گاؤدی نکلا — مگر آج میں تجھے عاجز کر کے رہوں گا — اور اس جھروکے میں سے تجھے دجلہ میں پھکوا دوں گا

اور تو اسی طرح دجلہ کی موجوں میں غوطے کھائے گا جس طرح تیرے معمّے میں چوہا شیرے اور سرکے کے مٹکے میں ڈبکیاں لگاتا رہا تھا۔"

"اور اگر میں نے معمّہ بوجھ لیا تو" ___ بہلول نے کہا۔

"تو پھر ایک ہزار اشرفیاں انعام میں ملیں گی" ___ اس نے بڑی شان سے کہا۔

"جنابِ عالی ___ مجھے اشرفیوں کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔ ہاں میری ایک اور شرط ہے اگر وہ منظور ہو ___ تو کوئی بات بھی ہے" ___ بہلول بولا ___

"بیان کرو" ___ ہارون نے حکم دیا ___

"اگر میں نے معمّے کا صحیح جواب دیا ___ تو اس کے بدلے میں سو قیدیوں کو رہا کرنا ہوگا ___ مگر وہ جن کے نام میں بتاؤں گا" ___ بہلول نے اپنی شرط پیش کی۔

ہارون ہنسا ___ "یہ بات تو بعد کی ہے ___ مگر مجھے منظور ہے ___ پہلے تم معمّہ تو بوجھ لو ___ دیکھو ___ تمھیں غوطے دلانے کے لیے دجلہ کی موجیں کتنی بے قرار ہیں" ___

"موجوں کی بے قراری کی زبان تو وہی سمجھ سکتے ہیں ___ جو دریاؤں کا رُخ موڑ دینے کی طاقت رکھتے ہیں ___ آپ اپنا معمّہ پوچھیں" ___ بہلول نے کڑے لہجے میں کہا ___

ہارون گویا ہوا ___ "تو سنو ___ اگر کسی شخص کے پاس



Marfat.com

ایک بکری، ایک بھیڑیا اور گھاس کا گٹھا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ دریا پار کرے ــــ تو اُسے کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے کہ نہ بکری گھاس کو کھائے اور نہ بھیڑیا بکری کو"ــــ

بُہلُول نے ایک لمحہ نہیں سوچا اور برجستہ کہا ــ "اس شخص کو چاہیے کہ بھیڑیے اور گھاس کو کنارے پر چھوڑے اور بکری کو دریا کے پار لے جائے ــ پھر وہ واپس آکر گھاس لے جائے اور گھاس کو تو اس کنارے پر چھوڑ دے ــ لیکن بکری کو واپس لے آئے ــ اب بکری کو تو اس کنارے پر چھوڑ دے ــ لیکن بھیڑیے کو پار لے جائے ــ واپس آکر وہ بکری کو لے جا سکتا ہے ــ اس طرح نہ بکری گھاس کھائے گی ــ نہ بھیڑیا بکری کو کھا سکے گا"ــ

ہارون حیران ہوا ــ "بہت خُوب ــ !!! بُہلُول آج تو ستارے تمہارے حق میں تھے"ــ

"ستارے ناحق کچھ بھی نہیں کرتے ــ کیونکہ وہ تو حق کو پہچانتے ہیں ــ اب عالی جاہ بھی میرے حق کو پہچانیں اور اپنا وعدہ پورا کریں"ــ بُہلُول نے جُرأت سے کہا۔

"درست ــ مجھے اپنا وعدہ یاد ہے ــ تم مُنشی کو ان قیدیوں کے نام لکھوا دو ــ وہ داروغۂ زندان کو دے دے گا، تاکہ ان قیدیوں کو رہا کر دے"ــ ہارون نے فراخدلی سے کہا۔

بُہلُول نے ان اشخاص کے نام لکھوا دیئے اور چلا آیا ــ



Marfat.com

ہارون کا نشہ اُترا — تو اس کے مُقرَّب نے اسے وہ فہرست دکھائی — جو بُہلُول نے لکھوائی تھی اور بولا —

"حضور نے بُہلُول کے ساتھ کچھ زیادہ ہی فیّاضی کا برتاؤ کیا ہے — اگر آپ اس فہرست کو ایک مرتبہ مُلاحظہ فرمالیں تو بہت مناسب ہوگا"—

ہارون نے فہرست دیکھی — تو ہوش میں آگیا — "او بُہلُول تو کیسا غضَب کا شریر اور فسادی ہے — یہ سب تو ان لوگوں کے نام ہیں — جنھیں بغاوت کے جُرم مین قید کیا گیا ہے — یہ لوگ مُوسیٰ بن جعفرؑ کے دوستدار ہیں اور خلافت ہاشمیوں کا حق سمجھتے ہیں"—

"عالی جاہ —! میں بھی اس فہرست کو دیکھ کر کھٹک گیا تھا — اس لیے میں نے یہی مناسب سمجھا کہ حضور اس پر ایک نگاہ ڈال لیں — یہ سب کے سب تو باغی ہیں"— مُقرّب نے کہا۔

"مگر ہم وعدہ کرچکے ہیں — ایسا نہ ہو کہ وہ دیوانہ ہمیں بدنام کرے"— ہارون نے فکرمندی سے کہا۔

"اِس میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں — حضور دس آدمیوں کی رہائی کا حکم صادر فرمائیں — جن کا جُرم ذرا کم سنگین ہے — صِفر ہم ساتھ خود بڑھالیں گے"— مُقرَّب نے ہوشیاری سے کہا۔



Marfat.com

ہارون مُسکرایا ــــ " اس دیوانے کے ساتھ یہی ہونا چاہیے"۔

## ۱۳

ایک روز بُہلُول اپنے فَقر کی شان میں مَست قدم اٹھاتا۔ ہارون کے محل میں پہنچا اور بے باکی سے آگے بڑھتا۔ ہارون کے برابر جا بیٹھا ــــ ہارون کے نَخوَت اور غرُور کو اس کی یہ ادا پسند نہیں آئی ــ اس نے سوچا کہ کسی طرح اس کو زچ کرے ــ اِس لیے اس سے مخاطب ہو کر بولا ــــ

"کیوں بُہلُول ــــ میرے مُعَمّے کا جواب دو گے "ــــ

" ضرور دوں گا ــــ بشرطیکہ آپ اپنے قول پر پورے اتریں اور پہلے کی طرح وعدہ خلافی نہ کریں "ــــ بُہلُول نے واضح کیا۔

" اور تم بھی سن رکھو کہ اگر تم نے میرے معمے کو فوراً حل کر لیا تو تمھارا انعام ایک ہزار اشرفی ہو گا ــ اور اگر تم جواب نہ دے سکے تو تمھاری ڈاڑھی کی خیر نہیں ــ اسے منڈوانے اور گدھے کی سواری کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ "ــــ

" میں نے اشرفیاں کیا کرنی ہیں ــــ میری شرط تو کچھ اور ہے "ــ بُہلُول بولا ــ

" شرط بیان کی جائے "ــ ہارون نے کہا ــ

" میری شرط یہ ہے کہ اگر میں نے مُعَمّے کو حل کر لیا ــــ

تو عالی جاہ مکھیوں کو حکم دے دیں کہ وہ مجھے نہ ستایا کریں۔ مکھّیاں مجھے بہت تنگ کرتی ہیں"۔۔۔ بہلول نے بڑی سنجیدگی سے درخواست کی۔۔۔

اہلِ دربار کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی۔ لیکن وہ ہارون کے خَوف سے ضَبط کر گئے۔

ہارون بغلیں جھانکنے لگا اور اسے کہنا پڑا۔۔۔ "کسی کسی وقت تو تمھاری عقل بالکل ہی خَبط ہو جاتی ہے۔۔۔ مکھّیاں تو میری مطیع نہیں ہیں۔۔۔ جو اُن پر حاکم چلاؤں"۔۔۔

"افسوس کہ ہمارا بادشاہ مکھّیوں کے مقابلے میں بھی عاجز ہے۔۔۔ تو اس کے اقتدار کا کیا فائدہ؟"۔۔۔ بہلول نے مزاحیہ لہجے میں کہا۔۔۔

درباریوں کی آنکھوں سے حیرت اور ہنسی جھانکنے لگی۔۔۔ وہ نظروں ہی نظروں میں بہلول کی اس جرأت کی داد دینے لگے ہارون بھی شرمندہ سا ہو گیا اور اس کے جواب میں کچھ بھی نہیں کہہ سکا۔۔۔ تو بہلول نے اس کی خِفّت مِٹاتے کو کہا۔۔۔ "اچھا۔۔۔ اب میں کوئی شرط نہیں رکھتا اور تمھارے مُعَمّے کا جواب دیتا ہوں"۔

ہارون نے پوچھا۔۔۔ "وہ کون سا درخت ہے۔ جس کی عُمر ایک سال ہے۔۔۔ اس میں بارہ شاخیں ہیں۔۔۔ ہر شاخ پر تیس تیس پتّے لگے ہیں اور ان پتوں کا ایک رُخ روشن ہے اور دوسرا تاریک؟"



Marfat.com

بُہلُول نے حسبِ عادت فوراً جواب دیا ــــ "یہ درخت مہینہ، دن اور رات کا ہے ــ اس لیے کہ سال میں بارہ مہینے ہوتے ہیں ــ ہر مہینے میں تیس دن ہوتے ہیں ــ جو آدھے دن ہیں اور آدھے رات ہیں" ــــ

ہارون کو بے ساختہ داد دینی پڑی ــــ اہلِ دربار بھی اس کی تعریف کرنے لگے۔

## ۱۴

بُہلُول سرِ راہ کھڑا تھا ــــ دیکھا کہ ہارون کی سواری آرہی ہے ــــ اس نے مُنہ کے گرد دونوں ہاتھ رکھے اور زور سے پکارا " ہارون ــــ! ہارون ــــ! ہارون" ــــ!

ہارون اس آواز پر چونکا ــ اسے غصّہ بھی آیا ــ اس نے اپنے خُدّام سے پوچھا ــــ "یہ کون گُستاخ ہے ــ جو مجھے اس طرح پکار رہا ہے" ــــ

" حضور ــــ یہ دیوانہ بُہلُول ہے ــــ معلوم ہوتا ہے آج اس کا دماغ بالکل ہی کام نہیں کر رہا" ــــ کسی غلام نے بُہلول کو بادشاہ کے عِتاب سے بچانے کی کوشش کی۔

ہارون نے سواری ٹھہرانے کو کہا اور بولا ــــ "بلاؤ اس کو۔"

بُہلُول قریب آیا تو غصّے سے بولا ــــ "تُو جانتا ہے کہ میں

کون ہوں"____؟

"بالکل جانتا ہوں"____ بہلول نے سر ہلایا____"آپ ایسے انسان ہیں کہ اگر مشرق میں کسی کمزور پر ظلم ہوا____تو باز پرس آپ سے ہو گی"____

ہارون لرز گیا____اس کی آنکھوں کے گوشے نم ہو گئے____ اس کا غصّہ فرو ہو گیا اور وہ نرمی سے بولا____بہلول____تو نے ایسی بات کہی ہے____جو میرے دل پر جا کر لگی ہے____تیری کوئی حاجت ہو تو بیان کر"____

"میری حاجت یہ ہے کہ آپ میرے گناہ معاف کر کے مجھے جنّت میں داخل کر دیں"____ بہلول نے کمال سنجیدگی سے کہا۔

گرد و پیش کھڑے لوگ مسکرانے لگے____ہارون نے اعتراف کیا____"بہلول____تم نے ایسی بات کہی ہے جو میرے بس میں نہیں____ہاں میں تمہارے قرضے چکا سکتا ہوں"____

"نہیں____آپ یہ بھی نہیں کر سکتے"____بہلول نے زور دے کر کہا____

"کیوں"____؟؟ ہارون نے ترشی سے سوال کیا____

"ایک قرضہ دوسرے قرضے سے ادا نہیں ہو سکتا____ آپ تو خود عوام کے قرض دار ہیں____آپ ان کا قرض واپس کریں____یہ مناسب نہیں ہے کہ ان کا مال مجھے دے ڈالیں"



Marfat.com

بہلول کے انداز میں سچ تھا۔

ہارون مضطرب ہوا اور بات بدلنے کو بولا ــــ "تو پھر ٹھیک ہے ــــ میں حکم دیتا ہوں کہ تمھیں کچھ جائداد دے دی جائے تاکہ تمھاری گزر بسر سہولت سے ہو"ــــ

بہلول ہنسا ــــ "سب کا رازق خدا ہے ــ ہم سب بندے اسی سے وظیفہ پاتے ہیں ــــ ایسا تو ممکن نہیں کہ وہ بادشاہ کو تو فراخی سے رزق عطا کرے اور اس دیوانے کو بھول جائے"ــــ

ہارون لاجواب سا ہو گیا اور بہلول سے بولا ــ "میں امین اور مامون کے مکتب جا رہا ہوں ۔ ذرا ان کے استاد سے ان کی تعلیم کی بابت معلوم کروں گا ــــ آؤ ــــ تم بھی میرے ساتھ چلو"ــــ

بہلول راضی ہو گیا اور سواری مکتب پہنچی ـــ استاد دوڑا ہوا آیا اور ہارون کو سلام کیا ــــ "زہے نصیب کہ خلیفہ اس ناچیز کے مکتب میں تشریف لائے ہیں"ــــ

"ہم امین اور مامون کی تعلیم کے بارے میں معلوم کرنے آئے ہیں کہ دونوں کیسے طالب علم ہیں" ــــ ہارون نے کہا۔

"جان کی امان پاؤں تو کچھ عرض کروں" ــــ استاد بولا۔

"ہاں تمھیں امان ہے ــــ ہمیں دونوں کی تعلیمی کیفیت



Marfat.com

صحیح صحیح بتاؤ" ـــ ہارون بولا ـــ

"عالی جاہ ـــ آپ کا بیٹا امین ـــ عورتوں کی سردار ملکہ زبیدہ جیسی قابل اور ذہین خاتون کا بیٹا ہے ـ لیکن کُند ذہن ہے ـ مگر اس کے برعکس آپ کا بیٹا مامون بہت ذہین دانشمند اور باوقار ہے" ـــ

"یہ تم نے عجیب بات کہی ہے ـــ میں اسے تسلیم نہیں کرسکتا" ـــ ہارون نے حیرت سے کہا ـــ

"میں اس کا ثبوت مہیا کرسکتا ہوں" ـــ اُستاد نے جواب دیا ـــ

"یقیناً" ـــ تمھیں شہزادوں کے بارے میں اتنی بڑی بات بلاثبوت نہیں کہنی چاہیے" ـــ ہارون نے ناگواری سے کہا۔

"میں نے یہ بات تجربے کے بعد کہی ہے" اُستاد بولا۔ اِس وقت امین اور مامون تھوڑی تفریح لینے باہر گئے ہیں۔ میں یہ کاغذ مامون کے بیٹھنے کی جگہ فرش کے نیچے رکھتا ہوں اور امین کے بیٹھنے کی جگہ کے نیچے یہ اینٹ رکھ رہا ہوں۔ جب وہ آجائیں ـ تو آپ ملاحظہ فرمائیے گا کہ میری رائے کس حد تک درست ہے" ـــ

تھوڑی ہی دیر میں امین اور مامون واپس آگئے ـــ ہارون کو دیکھ کر دونوں حیران ہوئے اور اسے آداب کیا ـــ



Marfat.com

ہارون نے انھیں بیٹھنے کی اجازت دی ۔۔ تو دونوں اپنی اپنی جگہ جا بیٹھے ۔۔۔ ہارون دونوں کا بغور مُشاہدہ کر رہا تھا۔

مامون بیٹھتے ہی کچھ مُضطرِب سا ہوا ۔۔ اس نے کچھ پریشان سا ہو کر چھت کی طرف دیکھا ۔۔ پھر دائیں بائیں دیکھا۔۔ اور کتنی بار پہلو بدلا۔۔ اور بے چین سا نظر آنے لگا ۔۔ اُستاد نے شفقت سے پوچھا ۔۔۔

"کیوں مامون ۔۔ خیریت تو ہے ۔۔ میں تمھیں کچھ پریشان سا دیکھ رہا ہوں" ۔۔۔

"اُستادِ محترم ۔۔ میں اپنے بیٹھنے کی جگہ پر کچھ تبدیلی سی محسوس کر رہا ہوں" ۔۔۔ مامون نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔

"کیسی تبدیلی" ۔۔۔ ؟؟ اُستاد نے پوچھا۔

"ایسا محسوس ہوتا ہے اُستادِ محترم ۔۔ جیسے میرے بیٹھنے کی جگہ ایک کاغذ بھر اُونچی ہوگئی ہے ۔۔۔ یا چھت کاغذ بھر نیچی ہوگئی ہے" ۔۔۔ مامون بولا ۔۔

"امین ۔۔!! کیا تمھیں بھی ایسا ہی محسوس ہوتا ہے ۔۔ جیسے تمھارا بھائی کہہ رہا ہے" ۔۔۔ ؟؟ اُستاد نے امین کو مخاطب کیا۔

"نہیں ۔۔ ایسی تو کوئی بات نہیں" ۔۔۔ امین نے جواب دیا۔

اُستاد نے معنیٰ خیز نگاہوں سے ہارون کی طرف دیکھا اور بولا ۔۔۔ "عالی جاہ پسند فرمائیں ۔۔ تو دوسرے کمرے میں تشریف



Marfat.com

رکھیں"۔۔۔

ہارون نے اجازت دی اور اُستاد کے ساتھ دوسرے کمرے میں چلا آیا۔۔۔ بہلول بھی ان کے ہمراہ تھا۔ اُستاد نے مطمئن لہجے میں کہا۔۔۔ "اَلحمدُلِلہ۔۔۔! کہ میں نے آپ کے سامنے اپنی رائے کا ثبوت بھی پیش کر دیا"۔۔۔

"حیرت ہے۔۔۔ حیرت ہے۔۔۔ امین کی ماں عرب کی ذہین عورتوں میں سے ہے۔۔۔ کوئی اس کا ہمسر نہیں۔۔۔ لیکن اس کا بیٹا"۔ ہارون نے جیسے اپنے آپ سے کہا۔۔۔ "سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کا کیا سبب ہے"۔۔۔

"بہلول آگے بڑھا۔۔۔ "اس کا سبب مجھے معلوم ہے۔۔۔ اگر عالی جاہ کو ناگوار نہ ہو۔۔۔ تو بیان کروں"۔۔۔

"بیان کرو۔۔۔ میں سخت ترین اُلجھن میں ہوں"۔۔۔ ہارون سے کہا۔

بہلول بولا۔۔۔ "اولاد کی دانشمندی اور ذہانت کے اسباب دو ہیں۔۔۔ اوّل یہ کہ عورت اور مرد کے درمیان رغبت اور فطری خواہش ہو۔۔۔ تو ان کی اولاد ذہین، ہوشیار اور عقلمند ہوتی ہے۔۔۔ دوم یہ کہ مرد اور عورت مختلف خون اور نسل سے تعلّق رکھتے ہوں۔۔۔ تو ان کی اولاد میں عقل و دانش کی فراوانی ہوگی"۔

"کوئی دلیل دو"۔۔۔ ہارون نے غور کرتے ہوئے کہا۔



Marfat.com

"اس کی مثال درختوں اور جانوروں میں نظر آتی ہے —
مثلاً" اگر پھل کے درخت میں دوسرے پھل دار درخت کا پیوند
لگایا جائے — تو نہایت لذیذ اور عُمدہ پھل پیدا ہوتے ہیں —
اسی طرح گدھے اور گھوڑے کے مِلاپ سے خچّر پیدا ہوتا ہے
جس کی ہوشیاری، طاقت اور پھُرتی کا جواب نہیں — اب
عالی جاہ سمجھ سکتے ہیں کہ — امین میں جو ذہانت کی کمی محسوس
ہوتی ہے اس کا سبب اس کی والدہ اور آپ کی رشتہ داری
ہے — جب کہ مامون کی ماں مختلف نسل اور قبیلے سے تعلق
رکھتی ہے — خُون کے لحاظ سے آپ میں اور اس میں جو فرق ہے
وہی سبب مامون کی ذِہانت اور دانشمندی کا بھی ہے"—

ہارون اس کی بات پر غور کرتا رہا — اُستاد بھی قائل نظر
آتا تھا — لیکن مُنہ سے کچھ نہیں کہہ رہا تھا — کہ مبادا خلیفہ
اسے گُستاخی تصوّر کرے — ہارون نے بُہلول کی طرف دیکھا
اور حسب عادت اس کے کمال کو کم تر کرنے کے لیے بولا — "ہو
نا تم دیوانے — پاگل بچارا ایسی باتوں کے علاوہ اور کر بھی کیا
سکتا ہے"—

## ۱۵

ایک روز بُہلول دربار میں آیا — تو دیکھا عِلمِ نُجوم پر گفتگو



Marfat.com

ہو رہی ہے اور ایک شخص علمِ نجوم کا ماہر ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے ـــ بُہلول سلام کر کے خاموشی سے اس کے برابر جا بیٹھا اور اس کی باتیں سُننے لگا ـــ جب وہ اپنے بارے میں بہت کچھ کہہ چکا ـــ تو بُہلول نے کہا :

"حضرت ـــ مَاشَاءَ اللہ آپ کی مَہارت کے کیا کہنے ـــ لیکن کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ کے پاس کون بیٹھا ہوا ہے؟"

نجُومی بُہلول سے واقِف نہیں تھا ـــ اس لیے اس نے لاعِلمی کا اِظہار کیا ـــ "نہیں میں نہیں جانتا" ـــ

بُہلول مُسکرایا ـــ "اگر آپ اپنے برابر بیٹھنے والے کو نہیں جانتے ـــ تو پھر آسمان کے ستاروں کے بارے میں کچھ جاننے کا دعویٰ کس طرح کر سکتے ہیں" ـــ

وہ شخص لاجواب سا ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد اُٹھ کر چلا گیا ـــ دربار ابھی منعقد تھا کہ حَاجِب نے صدا دی کہ کوئی سیّاح حاضرِ خدمت ہونا چاہتا ہے ـــ ہارون نے اجازت دی ـــ وہ آیا اور ہارون کو تعظیم دی ـ

ہارون نے اس سے مختلف ملکوں کے بارے میں سوالات کیے جہاں جہاں وہ جا چکا تھا ـــ وہ گُفتگو کے فن میں ماہر تھا ـــ اس نے مختلف مُلکوں کی پیداوار، جَواہرات اور مصنوعات کے بارے میں تفصیلی طور پر بتایا اور ہندوستان کا تذکرہ کرتے



Marfat.com

ہوئے بولا ــــ

"عالی جاہ ــ ہندوستان ایک عجیب جادونگری ہے ــ وہاں عِلم وحکمت کا بڑا شُہرہ ہے ــــ شاید میری بات پر آپ کو یقین نہ آئے کہ ہندوستان میں ایک ایسی معجون بنائی جاتی ہے ــ جس کے باقاعدہ اِستعمال سے انسان میں جوانی کی قُوّت ازسرِنَو بحال ہوجاتی ہے ــ اگر ساٹھ سال کا بوڑھا وہ مَعجُون اِستعمال کرے ــ تو خود کو بیس برس کا جوان پائے گا"۔

"کمال ہے ــــ اس علاقے میں طِب کے ایسے مُعجزے بھی ملتے ہیں"ــــ ہارون نے تعجّب سے کہا۔

"حُضور اگر پسند فرمائیں ــ تو میں ہندوستان سے وہ معجون تیار کرواکر لاسکتا ہوں"ــــ سیّاح مُؤدَّب لہجے میں بولا۔

ہارون کے دل میں پہلے ہی اِشتیاق پیدا ہوچکا تھا ــ اس نے سیّاح سے پُوچھا ــــ "وہ معجون تیار کرنے پر کتنا خرچ اُٹھے گا"ــــ ؟

"ظِلِّ سُبحَانِی ــ!!! اس میں بہت سی قیمتی جڑی بوٹیاں اور جواہرات کے کشتے شامل کیے جاتے ہیں ــ اس کی تیاری پر اخراجات کچھ زیادہ ہی اُٹھتے ہیں"ــ سیّاح نے بتایا ــ

"تمھارا کیا خیال ہے کہ ہم وہ اخراجات ادا نہیں کرسکیں گے"ــــ ہارون نے درشتی سے کہا۔



Marfat.com

"نعوذ باللہ۔ عالی جاہ ـــ یہ حقیر تو ایسا خیال بھی دل میں نہیں لاسکتا ـــ میں نے تو اس لیے یہ کہا ہے کہ کہیں اہلِ دربار میں سے کوئی اسے جھوٹ یا غلط نہ سمجھے"۔ اس نے گھبرا کر جواب دیا۔

"اہلِ دربار میں ایسی حرکت کرنے کی جُرأت نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے ہر حال میں جان بچانے کا حکم دیا ہے" ـــ بُہلُول نے چُپکے سے کہا۔

"بتاؤ اس پر کتنا خرچ اُٹھے گا" ـــ ہارون نے اِستفسار کیا ـــ

"عالی جاہ ـــ اس کے لیے پچاس ہزار دینار درکار ہوں گے" سیّاح نے بتایا ـــ

"رقم دے دی جائے" ـــ ہارون نے خزانچی کو حکم دیا۔

خزانچی نے اس کو رقم دے دی اور وہ روانہ ہوگیا۔

اس واقعے کو ایک عرصہ ہوگیا ـــ مگر وہ لوٹ کر نہیں آیا۔ ہارون کو بھی اندازہ ہوگیا تھا کہ وہ کوئی دھوکے باز تھا ـــ جو اسے فریب دے کر رقم ہتھیا لے گیا ہے ـــ ایک روز دربار میں اس شخص کا پھر تذکرہ ہوا ـــ ہارون نے مُتاَسِّف لہجے میں کہا ـــ "اُس شخص نے کیسے ہماری آنکھوں میں دُھول جھونکی ہے ـــ اگر وہ کہیں ہاتھ لگ جائے ـــ تو اس سے کئی گُنا زیادہ رقم وصول



Marfat.com

کی جائے گی — اور اس کم بخت کا سر کاٹ کر بغداد کے دروازے پر آویزاں کیا جائے گا تاکہ دوسرے لوگ عبرت حاصل کریں"۔

بُہلُول بھی دربار میں موجود تھا — وہ بے ساختہ ہنس دیا ہارون نے خشمگین نظروں سے بُہلُول کی طرف دیکھا — "بُہلُول اس بے موقع ہنسی کا سبب کیا ہے —؟ کیا تم اس گُستاخی کی وجہ بیان کر سکتے ہو" — ؟؟

بُہلُول کی ہنسی نہیں رُکی — "حُضور مجھے ایک قصّہ یاد آگیا ہے" —

"کون سا قصّہ" —؟ ہارون نے اِستِفسار کیا۔

بُہلُول نے ہنسی روک کر کہا — " اس دھوکے باز سیّاح کا قصّہ بالکل ایسا ہی ہے — جیسا مُرغ، بُڑھیا اور لومڑی کا قصّہ ہے" —

"بیان کرو" — ہارون نے تحکّم سے کہا —

بُہلُول بولا — "قصّہ کچھ یوں ہے کہ ایک جنگلی بلّی نے ایک بُڑھیا کا پالتو مُرغ جھپٹ لیا — بُڑھیا اس کے پیچھے دُھائی دیتی ہوئی دوڑی —" ارے — ارے — پکڑو — اس چوٹی بلّی کو پکڑو — ظالِم میرا دو من کا مُرغا لے کر بھاگی جاتی ہے ارے کوئی میری مدد کرو — اس بلّی کو پکڑو — ہائے میرا نازوں کا پلا — مُرغ — ارے یہ پورے دو من کا ہے" — !



Marfat.com

بلّی نے جو بُڑھیا کا شور و غل سُنا تو پریشان ہوگئی اور غصے سے بولی — "دیکھو یہ بڑھیا کس قدر جھوٹ بول رہی ہے — یہ اتنا سا مُرغ بھلا دو من کا ہے"—

اِتّفاقاً ایک لومڑی قریب سے گزر رہی تھی — وہ بلّی سے بولی — "بہن تم کیوں پریشان ہوتی ہو — ذرا مُرغے کو مجھے دو — میں ابھی تول کر بتا دیتی ہوں کہ یہ دو من کا ہے یا نہیں"۔

بلّی نے مُرغ لومڑی کو دے دیا — اس نے مُرغ دبوچا اور یہ کہہ کر غائب ہوگئی کہ — "بہن بلّی — بُڑھیا سے کہہ دینا کہ اس کا مُرغ تین من کا ہے"—

ہارون اپنی ہنسی نہیں روک سکا — اہلِ دربار بھی مُسکرانے لگے — ہارون بولا — "بُہلُول تمہارے اس قصّے نے ہماری افسردگی کو زائل کر دیا ہے"—

## ۱۶

خلیفہ ہارون رشید اپنی ملکہ زُبیدہ کے ہمراہ شطرنج کھیل رہا تھا — بُہلُول بھی قریب بیٹھا تھا — اسی وقت چوب دار نے صدا دی — "ایک شکاری باریابی کی اجازت چاہتا ہے"۔

"اِجازت ہے" — ہارون نے اجازت دی۔

شکاری اندر آیا اور زمین چوم کر بولا — "میں خلیفہ کے لیے



Marfat.com

ایک بہت عُمدہ مچھلی لے کر آیا ہوں"۔۔۔

ہارون نے زُبیدہ سے کہا۔۔۔" یہ اِنعام کی آس میں میرے پاس یہ ہدیہ لایا ہے۔ اسے اِنعام میں چار ہزار درہم دے دیے جائیں تو کیا مُناسب رہے گا"۔۔۔؟

زُبیدہ بولی۔۔۔" نہیں عالی جاہ۔۔۔شکاری کا یہ منصب نہیں کہ اُسے اتنا زیادہ اِنعام دے دیا جائے۔ آپ فوجیوں اور مُعزّز شہریوں کو بھی اِنعام و اِکرام عطا کرتے ہیں۔۔۔اگر آپ انھیں اس سے کم دیں گے۔۔۔تو وہ شکوہ کریں گے کہ ہم شکاری کے برابر بھی نہیں۔۔۔اگر زیادہ دینے کی رسم پڑ گئی۔۔۔تو خزانہ خالی ہو جائے گا"۔۔۔

یہ بات ہارون کے دل کو لگی اور وہ بولا۔۔۔" مگر اس کو کچھ تو دینا ہے"۔۔۔

" تو آپ اس طرح کریں کہ شکاری سے پُوچھیں کہ یہ مچھلی نَر ہے یا مادہ۔۔۔اگر وہ کہے مادہ ہے۔۔۔تو کہیں ہمیں یہ پسند نہیں۔۔۔اور اگر وہ کہے نَر ہے۔۔۔تو بھی آپ کہہ دیں کہ یہ ہمیں نہیں چاہیے۔۔۔اس طرح وہ مچھلی واپس لے جائے گا اور اِنعام بھی نہیں دینا پڑے گا"۔۔۔ زُبیدہ نے تجویز پیش کی۔

بُہلُول نے آہستگی سے کہا۔۔۔" شکاری اِتنی دور سے بڑی آس لے کر آیا ہے۔۔۔ یہ مُناسب نہیں کہ ملکہ کی باتوں میں



Marfat.com

آکر آپ اسے نامُراد لوٹا دیں اور وہ رنجیدہ ہو"۔۔۔۔

ہارون نے بہلول کی بات پر توجّہ نہیں دی اور چوبدار سے بولا۔۔۔" شکاری کو ہماری خدمت میں پیش کرو"۔۔۔

شکاری قریب آیا تو ہارون نے سوال کیا۔۔۔"اے شکاری کیا تو بتا سکتا ہے کہ یہ مچھلی نر ہے یا مادہ"۔۔۔؟

شکاری تعظیماً جُھکا اور بولا۔۔۔"عالی جاہ! نہ یہ نر ہے نہ مادہ۔۔۔ یہ مچھلی تو مُخنّث ہے"۔۔۔

ہارون بے ساختہ ہنسا اور بولا۔۔۔"تمھاری حاضر جوابی ہمیں پسند آئی۔۔۔ تمھیں چار ہزار درہم انعام میں دیے جائیں گے"۔۔۔

"حضُور کا اِقبال بلند ہو"۔۔۔ شکاری درہم لے کر دعائیں دیتا ہوا رخصت ہوا۔۔۔

جب وہ محل کی سیڑھیاں اُتر رہا تھا۔۔۔ تو ایک درہم زمین پر گر پڑا۔۔۔ شکاری رُک گیا اور اس نے درہم اُٹھا کر جیب میں رکھ لیا۔۔۔

ہارون اور زُبیدہ بھی اُسے دیکھ رہے تھے۔۔۔ زُبیدہ جو اتنی رقم جانے پر افسردہ سی تھی۔۔۔ ہارون سے بولی۔۔۔"عالی جاہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ شکاری کِس قدر لالچی اور کمینہ ہے۔۔۔ اس نے ایک درہم بھی نہیں چھوڑا۔۔۔ کیا حرج تھا اگر اسے محل کا

کوئی اور مُلازِم ہی اُٹھالیتا"ـــــ

ہارون کو بھی مَلکہ کی بات لائق توجّہ محسوس ہوئی۔ اس نے پُکار کر کہا ـــــ "شکاری کو بلایا جائے"ـــــ

قریب بیٹھے ہوئے بُہلُول نے دبی زبان میں کہا۔ "عالی جاہ ملکہ کے کہنے پر شکاری کو نہ روکیے"ـــــ

ہارون نے توجّہ نہیں دی ـــ تب تک چوبدار شکاری کو بُلا لایا اور ہارون کی خدمت میں پیش کیا ـــ

ہارون بولا ـــ "اے صیّاد! ہمیں تیری یہ حرکت بہت ناگوار گزری ہے ـــ کہ تیرے پاس چار ہزار درہم موجود ہیں ـــ اگر ان میں سے ایک گر گیا تھا ـــــ تو تُو نے یہ بھی گوارا نہیں کیا کہ اسے چھوڑ دے ـــ شاید وہ کسی غریب کو مِل جائے اور وہ اس سے اپنا کام نکال لے"ـــــ

شکاری تعظیماً جُھکا اور بولا ـــ "جان کی اَمان پاؤں تو کچھ عرض کروں"ـــــ

"اَمان ہے" ـــــ ہارون نے اَمان دی۔

شکاری مُؤدّب لہجے میں بولا ـــــ "حضور یہ ناچیز پست فِطرت نہیں ہے۔ بلکہ نمک کی قدر کرنا جانتا ہے ـــ میں نے اس لیے وہ درہم اُٹھالیا تھا کہ اس کے ایک طرف آیاتِ قرآنی کَندہ ہیں اور دُوسری جانب آپ کا اِسمِ گرامی ـــ میں نہیں چاہتا



Marfat.com

تھا کہ یہ زمین پر پڑا رہے اور کسی کے پاؤں تلے آجاتے ۔۔ اور بے ادبی ہو۔"۔۔

خلیفہ کو اس کی حاضر جوابی نے محظوظ کیا۔ اُس نے خوش ہو کر حکم دیا ۔۔ "شکاری کو چار ہزار درہم اور دیئے جائیں"۔۔

شکاری رخصت ہو گیا ۔۔ تو بُہلُول نے کہا ۔۔ "عالی جاہ! کیا میں نے آپ کو نہیں روکا تھا کہ شکاری کو واپس نہ بلائیں"۔

ہارون ہنسا ۔۔ "بہلُول آج تو میں نے تجھ سے بھی زیادہ دیوانگی کا مظاہرہ کیا ہے ۔۔ تم نے مجھے دونوں بار روکا ۔۔ لیکن میں نے توجّہ نہیں دی ۔۔ اور ملکہ کی بات پر کان دھرنے کا یہ نقصان ہوا کہ چار ہزار کے بجائے آٹھ ہزار درہم خزانے سے گئے"۔

## ۱۷

کہتے ہیں کہ ایک بار ہارون نے یونان سے کسی حکیم کو بُلوایا جب وہ بغداد پہنچا ۔۔ تو ہر طرف اس کا شُہرہ ہو گیا ۔۔ ہارون نے اسے دربار میں بڑی عزّت دی ۔۔ جس کی وجہ سے اس کے اُمراء اور معزّزین شہر حکیم سے خاص طور پر ملنے کے لیے دربار گئے بُہلُول کو بھی خبر ہوئی ۔۔ وہ بھی اپنی دیوانگی کا لباس پہنے دربار میں جا پہنچا ۔۔ دیکھا کہ حکیم دربار میں بڑی شان سے بیٹھا ہے وزیر امیر اس کی تعریفوں کے پُل باندھ رہے ہیں ۔۔



Marfat.com

بُہلُول کچھ دیر چُپکا بیٹھا رہا ــــ پھر حکیم سے بولا ــــ "آپ کیا کام کرتے ہیں" ــــ ؟

حکیم اس کی ہیئتِ گدائی دیکھ کر اسے پاگل سمجھا اور اس کی ہنسی اُڑانے کو بولا ــــ "جناب ــــ میں حکیم ہوں اور میرا کام مُردوں کو زندہ کرنا ہے" ــــ

دربار میں دبی دبی ہنسی کی آواز سنائی دینے لگی ــــ بُہلُول نے مُسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور بڑے مزے سے بولا ــــ "جناب حکیم صاحب قبلہ ــــ برائے کرم آپ زندوں کے حال پر رحم کریں اُن کی جان بخشی کر دیں ــــ باقی رہے مردے ــــ تو ان کو زندہ کرنا آپ کا ہدیہ ہے" ــــ

دبی دبی ہنسی قہقہوں میں بدل گئی ــــ ہارون بھی ان میں شامل تھا ــــ حکیم اتنا خَجِل ہوا کہ واپس یونان چلا گیا۔

## ۱۸

ہارون نے محفل مے نوشی سجا رکھی تھی ــــ وزیر امیر بیٹھے تھے مسلمانوں کا خلیفہ کنیزوں کے ہاتھوں سے جام مے لے کر خم کے خم لنڈھا رہا تھا ــــ کہ بُہلُول بھی وہاں آ پہنچا ــــ اس نے خلیفہ کی حرکتوں کو خاموش نگاہوں سے دیکھا تو ہارون کو اس کی نصیحتیں یاد آئیں ــــ نشے کی ترنگ میں اس نے سوچا کہ اس سے پہلے کہ



Marfat.com

بُہلُول کوئی ایسی بات کہہ دے ۔۔ جو اس کا سر جھکا دے ۔۔ وہ پہل کرے ۔۔ اس نے بُہلُول کو دیکھا اور بولا ۔۔

"بُہلُول ۔۔ میرے ایک سوال کا جواب دو گے"۔۔

"میں تیار ہوں"۔۔ بُہلُول نے جواب دیا۔

"بُہلُول ۔۔ یہ بتاؤ کہ اگر کوئی شخص انگور کھا رہا ہو تو کیا حرام ہے"۔۔؟ ہارون نے سوال کیا ۔۔

"نہیں ۔۔ بالکل نہیں"۔۔ بُہلُول نے کہا ۔۔

"اگر وہ انگور کھا کر پانی پی لے ۔۔ تو"۔۔؟ ہارون بولا۔

"کوئی حرج نہیں"۔۔ بُہلُول نے بتایا ۔۔

"اب یہی شخص انگور کھانے اور پانی پینے کے بعد دھوپ میں بیٹھ جائے تو پھر"۔۔؟؟

"کوئی مضائقہ نہیں۔۔ جتنی دیر چاہے بیٹھے"۔۔ بُہلُول نے جواب دیا ۔۔

"تو پھر بُہلُول ۔۔ تم خود ہی بتاؤ کہ یہی انگور اور پانی ۔ کچھ عرصہ دُھوپ میں رکھ دیے جائیں ۔۔ تو حرام کیوں ہو جاتے ہیں؟" ہارون نے بڑے فخر سے اپنا فلسفہ بیان کیا۔

"اگر اجازت ہو تو میں بھی خلیفہ سے چند سوال کرلوں ۔۔ امید ہے ان ہی سوالات میں خلیفہ کو اپنے سوال کا جواب بھی مل جائے گا"۔۔ بُہلُول نے اطمینان سے کہا ۔۔



Marfat.com

"اجازت ہے" ___ ہارون جھومتا ہوا بولا ۔

بہلول بولا ___ "کیا عالی جاہ بتائیں گے کہ اگر کسی آدمی کے سر پر تھوڑی سے مٹی ڈال دی جائے ___ تو کیا اسے کوئی نقصان پہنچے گا" ___ ؟

"نہیں" ___ خلیفہ نے فوراً جواب دیا ___

"اس کے بعد اس کے سر پر تھوڑا سا پانی ڈال دیں ___ تو کیا اس شخص کو کوئی تکلیف ہوگی" ___ ؟

"نہیں ___ بالکل نہیں" ___ ہارون بولا ۔

"لیکن ___ !! بہلول نے اسے متوجّہ کیا ___ " اگر اس مٹی اور پانی کو ملاکر اینٹ بنالی جائے اور وہ اس شخص کے سر پر ماری جائے ___ تو کیا کوئی نقصان ہوگا" ___ ؟

"تم بھی عجیب باتیں کرتے ہو بہلول" ___ خلیفہ ہنسا ___ "اس کا تو سر پھٹ جائے گا" ___

"تو پھر عالی جاہ ___ غور فرمائیں تو انھیں معلوم ہوگا کہ جس طرح مٹی اور پانی مل کر انسان کا سر پھوڑ سکتے ___ اسی طرح انگور اور پانی مل کر بھی ایسی چیز بنا دیتے ہیں ___ جو حرام اور ناپاک ہے ___ جس کے پینے سے انسان کی عقل ماری جاتی ہے ۔ اسے بُرے بھلے کی تمیز نہیں رہتی ___ اسی لیے اسلام نے اس کے پینے والے پر سزا واجب کی ہے" ___



Marfat.com

ہارون کا نشہ ہرن ہوگیا — وہ مُضطرِب ہوکر اُٹھا اور پشیمانی سے بولا —

"شراب کی یہ محفل برخواست کی جاتی ہے" —

ایک روز ہارون حمام گیا — تو بہلُول بھی ہمراہ تھا — ہارون کو مذاق سوجھا — تو بہلُول سے بولا — "بہلُول — اگر میں غلام ہوتا — تو میری کیا قیمت لگتی" — ؟

بُہلُول نے بہت مزے سے کہا — "عالی جاہ — صرف پچاس دینار — !!!

خلیفہ کو اس کی امید نہیں تھی — اس کا نازک شاہی مزاج بگڑا — "ہو نا تم دیوانے — انسان کی قدر و قیمت کا تو تمھیں اندازہ ہی نہیں — احمق جانتے ہو کہ یہ تہمد جو میں نے پہن رکھی ہے — پچاس دینار تو صرف اس کی قیمت ہے" —

"میں نے بھی تو صرف تہمد کی ہی قیمت لگائی ہے سرکار! ورنہ خلیفہ کی کوئی قیمت نہیں ہے" — بُہلُول نے ہنس کر کہا —

١٩

خلیفہ بڑے تزک و احتشام سے شکار پر روانہ ہوا — امیر وزیر ہمراہ تھے — غُلام تیر کمان اٹھائے ساتھ ساتھ چل رہے تھے —



Marfat.com

بہلول بھی موجود تھا۔ اچانک ایک ہرن نظر آیا۔ خلیفہ نے فوراً کمان اُٹھائی اور ہرن کا نشانہ لے کر تیر چھوڑا۔ لیکن نشانہ خطا گیا۔ ہرن چوکڑیاں بھرتا نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

"بہت خوب۔! بہت خوب۔!!! سُبحَانَ اللہ"۔!! بہلول نے بے ساختہ داد دی۔

خلیفہ کو ناگوار گزرا۔ غُصّے سے بولا۔" بہلول۔ تُو میرا مذاق اڑا رہا ہے"۔

"نہیں عالی جاہ۔ یہ ناچیز تو ایسی جسارت کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا"۔ بہلول نے عاجزی سے کہا۔

"تو پھر یہ داد کس کو دے رہے تھے"۔؟ ہارون نے درشتی سے پوچھا۔

"جہاں پناہ۔ میں نے ہرن کو داد دی ہے کہ وہ آپ کے تیر سے کتنی خُوب صورتی سے بچا ہے"۔

## ۲۰

بہلول اکثر قبرستان میں بیٹھا رہتا تھا۔ ایک روز ہارون کا اسی طرف سے گزر ہوا۔ بہلول پر نگاہ پڑی۔ تو سواری ٹھہرائی اور بولا۔ بہلول۔ یہاں کیا کر رہے ہو"۔؟

"میں ایسے لوگوں کی ملاقات کو آیا ہوں۔ جو نہ لوگوں کی

غیبت کرتے ہیں۔۔۔ نہ مجھ سے کوئی امید یا توقع رکھتے ہیں اور نہ کسی کو کوئی تکلیف دیتے ہیں"۔۔۔ بہلول نے وضاحت کی۔

ہارون نے گہرا سانس لیا ۔۔۔ "بہلول کیا تم مجھے پُل صراط سے گزرنے اور اُس دُنیا میں سوال وجواب کی کچھ خبر دے سکتے ہو؟"

"یقیناً۔۔۔ لیکن اس کے لیے تھوڑا اہتمام کرنا ہوگا۔۔۔ کیا عالی جاہ اس کا انتظام کر دیں گے"۔۔۔؟ بہلول نے کہا ۔

"ہاں ۔ ہاں ۔ تم بتاؤ۔۔۔ میں ابھی حکم دیتا ہوں"۔۔۔ ہارون نے جواب دیا۔۔۔

"پھر عالی جاہ ۔ اپنے ملازموں کو حکم دیں کہ وہ یہاں آگ جلائیں ۔۔۔ اس پر ایک بڑا توا رکھیں ۔۔۔ اس توے کو گرم ہو کر سُرخ ہو جانے دیں"۔۔۔ بہلول نے بتایا ۔۔۔

"بہلول کی فرمائش پوری کی جائے"۔۔۔ ہارون نے فرمانِ شاہی جاری کیا ۔۔۔

مُلازموں نے فوراً آگ جلائی۔۔۔ توا لایا گیا اور گرم ہونے کے لیے آگ پر رکھ دیا گیا۔۔۔ لوگوں کی نظریں اسی جانب تھیں اور حیرت سے سوچ رہے تھے کہ اس سے بہلول کا کیا مقصد ہے ۔۔۔ یہاں تک کہ توا خوب گرم ہو گیا ۔۔۔

بہلول نے کہا ۔ عالی جاہ ۔۔۔ پہلے میں اس توے پر ننگے پاؤں کھڑا ہوں گا اور اپنا تعارُف کراؤں گا ۔۔۔ یعنی میرا نام کیا



Marfat.com

ہے — میرا لباس کیا ہے اور میری خوراک کیا ہے — اس کے بعد اسی طرح آپ بھی توے پر کھڑے ہو کر اپنا تعارف کرائیں"۔

ہارون کو کچھ تامّل تو ہوا — لیکن اس نے منظور کر لیا اور بُہلُول سے بولا — "چلو — تم پہل کرو" —

بُہلُول تیزی سے توے پر کھڑا ہو گیا اور جلدی سے بولا۔ "بُہلول، خرقہ، جَو کی روٹی اور سِرکہ" — یہ تین لفظ کہہ کر وہ جھٹ توے سے نیچے اُتر آیا — ان چند لمحوں میں اس کے پیر جلنے سے محفوظ رہے —

اب ہارون کی باری آئی — وہ توے پر چڑھا — اور شاہی اَلقاب کے ساتھ ابھی اپنا نام بھی نہیں بتا پایا تھا کہ اس کے پیر جلنے لگے — وہ گرتا پڑتا توے سے نیچے اُتر آیا اور بولا — "بُہلُول — تم نے مجھے کس عذاب میں ڈال دیا تھا" —

بُہلُول مسکرایا — "آپ نے ہی تو فرمائش کی تھی کہ آپ کو قیامت کے سوال و جواب کے بارے میں بتایا جائے — تو آپ نے دیکھا — کہ گرم توے پر قدم رکھنا کتنا مشکل ہے — اسی طرح جو لوگ خُدا پرست ہیں — دُنیا کے جاہ و حَشَم سے دُور ہیں — لالچ اور طَمع نہیں رکھتے — وہ تو پل صراط پر سے آرام کے ساتھ گزر جائیں گے — اور جو دُنیاوی شان و شوکت میں ڈوبے ہوئے ہیں انھیں اسی طرح عذاب سے گزرنا ہو گا جس طرح ابھی آپ کو محسوس ہوا"۔



Marfat.com

## ۲۱

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز ہارون کا وزیر فضل بن ربیع ایک راستے پر گزر رہا تھا ـــ دیکھا کہ بہلول ایک طرف بیٹھا کچھ سوچ رہا ہے ـــ فضل نے اس کا نام لے کر اُسے پکارا ـــ "بہلول ـــ کیا سوچ رہے ہو" ـــ؟

بہلول نے چونک کر سر اٹھایا ـــ دیکھا کہ فضل بن ربیع کھڑا ہے ـــ بولا ـــ "تیرے انجام کے بارے میں سوچ رہا ہوں"۔

فضل چونک گیا ـــ "کیوں ـــ خیریت تو ہے بہلول"ـــ؟

"سارے وزیر ایک جیسے ہی ہوتے ہیں ـــ اس لیے ان کا انجام بھی ملتا جلتا ہی ہوتا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں تیرا بھی انجام جعفر برمکی کا سا نہ ہو" ـــ

فضل کانپ گیا اور بولا ـــ "بہلول میں نے جعفر برمکی کے بارے میں سُنا تو ہے ـــ لیکن دوسرے لوگوں کی زبانی ـــ نہ جانے اس میں کتنا جھوٹ ہے اور کتنا سچ ـــ میں چاہتا ہوں کہ تو مجھے اس کے بارے میں بتا کہ آخر ہارون نے اس کے قتل کا حکم کیوں دیا تھا ـــ ہوسکتا ہے اس میں میرے لیے بھی کوئی سبق ہو" ـــ

بہلول نے کہا ـــ "تو پھر بیٹھ جا اور کان دھر کر سُن" ـــ

فضل بیٹھ گیا اور بہلول نے کہنا شروع کیا — "تم جانتے ہو نا کہ منصور کے بیٹے مہدی کے زمانے میں خالد برمکی کا بیٹا یحییٰ برمکی ہارون رشید کا کاتب مقرر ہوا تھا" —

فضل نے ہنکارا بھرا — "ہاں — میں نے یہ بھی سنا ہے کہ ہارون یحییٰ اور اس کے بیٹے جعفر کی لیاقت دیکھ کر انھیں بہت پسند کرنے لگا تھا" —

"بادشاہ کی پسند و ناپسند ہمیشہ زوال کا باعث بنتی ہے ہارون کو جعفر برمکی کے ساتھ اتنی محبّت ہوگئی کہ اس نے اپنی ہمشیرہ عباسہ کا نکاح جعفر برمکی سے کر دیا — لیکن اسے یہ بھی تاکید کر دی کہ وہ عباسہ کو اپنی بیوی نہ بنائے — اور خلیفہ کی بہن سمجھ کر اس پر دست درازی کی کوشش نہ کرے — جعفر برمکی نے قول تو دے دیا — لیکن اس پر پورا نہ اُتر سکا — اس کی اطلاع ہارون کو بھی ہوگئی — اور اس کی محبّت دشمنی میں بدل گئی" —

اس نے اپنے غلام مسرور سے کہا — "آج تمھارے سپرد ایک اہم کام ہے — جس کی تکمیل ہر صورت میں ہونی چاہیے" —

مسرور نے سرِ تسلیم خم کیا تو ہارون بولا — آج رات جعفر برمکی کا سر کاٹ کر ہماری خدمت میں پیش کرو" —

مسرور ہک بک رہ گیا — اس کی زبان گنگ ہوگئی اور اس کا سر جھک گیا — اس کے چہرے پر تشویش کے آثار دیکھ کر ہارون



Marfat.com

نے کرخت لہجے میں کہا ـــــ "مسرور۔ تو پریشان کیوں ہوگیا ہے کس سوچ میں پڑ گیا ہے" ـــــ؟

مسرور نے ڈرتے ڈرتے کہا ـــــ حضور۔ یہ امرِ عظیم ہے سوچتا ہوں کہ کاش آپ نے اس کام کے لیے مجھے منتخب نہ کیا ہوتا" ـــــ

"تو گویا ـــ تو اپنی موت کو آواز دینا چاہتا ہے ـ اور ایسی موت جس پر پرندے بھی آنسو بہائیں" ـــ ہارون نے غضبناک لہجے میں کہا ـــ

تو مسرور کے پاس اس کے سوا چارۂ کار نہیں تھا کہ اس کے حکم کی تعمیل کرے ـــ وہ سر جھکائے ہوئے جعفر برمکی کے یہاں پہنچا اور اسے تمام ماجرا کہہ سنایا ـــ

جعفر برمکی بے حد پریشان ہوا ـــ اس کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی ـــ لیکن اُس نے امید کا سہارا لیا اور مسرور سے بولا ـــــ "مسرور۔ کیا خبر کہ خلیفہ نے یہ حکم شراب کے نشے میں دیا ہو ـــ اور جب وہ ہوش میں آئے ـــ تو اسے پچھتاوا ہو اس لیے میری مان اور خلیفہ کے پاس جا ـــ اور اسے اطلاع دے دے کہ تُو نے مجھے قتل کر دیا ہے ـــ اگر وہ افسوس کا اظہار نہ کرے تو تجھے اختیار ہے ـــــ شوق سے آکر میرا سر کاٹ لے"۔

مسرور خلیفہ کی طبیعت سے واقف تھا ـــ وہ اس کے حکم

سے سرتابی کر کے خود مصیبت میں گرفتار نہیں ہونا چاہتا تھا۔ وہ جعفر سے بولا — "آپ میرے ہمراہ ہارون کے محل تک چلیں ہوسکتا ہے آپ کی محبّت خلیفہ کو اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور کر دے"

جعفر کو مجبوراً اُس کی بات ماننا پڑی — اس کے دل میں امید کی تھوڑی سی جو رمق باقی تھی — وہ اس کے سہارے مسرور کے ساتھ چل پڑا — مسرور نے جعفر کو پردے کے پیچھے کھڑا کیا اور خود لرزتا کانپتا خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا —

اُسے دیکھتے ہی ہارون نے کہا — "مسرور — کیا تم نے میرے حُکم کی تعمیل کی ہے" —

مسرور گھبرا گیا — اور جلدی سے بولا — "عالی جاہ — جعفر برمکی میرے ساتھ آیا ہے — وہ پردے کے پیچھے کھڑا ہے — وہ —

"مسرور یاد رکھ کر — اگر تُو نے میرے حُکم کی تعمیل میں ذرّہ برابر بھی سُستی کی — تو جعفر سے پہلے تیرا سر اُڑتا ہوا نظر آئے گا" —

مسرور کو اپنی جان پیاری تھی — اُس نے لپک کر پردہ اُٹھایا اور تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ وجیہ وحسین نوجوان کا سر تن سے جُدا ہو گیا — پھر اس نے اس جوانِ رعنا کا سر ہاتھ میں لیا — جو شرافت اور دانشمندی کی تصویر تھا — جس کی فیّاضی

اور سخاوت سب سے بڑھی ہوئی تھی۔ اُسے اپنے سر پر رکھا اور ہارون کے سامنے پیش کر دیا۔"

"بے رحم خلیفہ کو اس پر بھی تسلّی نہیں ہوئی اور اس نے حکم دیا کہ برمکیوں کے پورے خاندان کا نام و نشان مٹا دیا جائے ان کا مال و اسباب قُرق کر لیا جائے۔ جعفر کی لاش بغداد کے قلعے پر لٹکا دی گئی اور چند دن بعد اُسے جلا دیا گیا۔

"اے فَضْل۔!!! وزارت کا یہی انجام ہوا کرتا ہے۔ اِس لیے محتاط رہو اور عوام کی بھلائی کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھو۔"

فَضْل کانپ گیا اور پریشانی سے بولا۔ بُہلُول مجھے سلامتی کی دُعا دو"۔

Marfat.com

## ۲۲

فَضْل بن ربیع نے بغداد میں ایک مسجد کی بنیاد ڈالی۔ وہ اپنے خرچ پر اُسے بنواتا رہا۔ جب تعمیر مکمل ہو گئی۔ تو مسجد کے دروازے پر کتبہ لگانے کی باری آئی۔ فَضْل بھی اس موقع پر آیا۔ اس سے پُوچھا گیا کہ۔ اس کتبے پر کونسی عبارت لکھوائی جائے۔؟

"ظاہر ہے اس پر تو میرا ہی نام لکھا جائے گا"۔ فَضْل نے بڑے فخر سے کہا۔

بُہلُول قریب ہی کھڑا تھا — وہیں سے پُکار کر بولا —
"حضرت فضل بن ربیع — کیا آپ اِس دیوانے کو یہ بتانے کی زحمت گوارا فرمائیں گے کہ آپ نے یہ مسجد کِس کے لیے بنوائی ہے؟"
"یہ خُدا کا گھر ہے — اسے میں نے اللہ کی خاطر بنایا ہے" — فضل نے جواب دیا —
بُہلُول مسکرایا — آپ کا فرمانا بجا ہے — کہ یہ آپ نے اللہ کے لیے بنوائی ہے — تو پھر اس پر اپنا نام کیوں لکھوا رہے ہیں" — ؟
فضل نے غصّے سے اس کی طرف دیکھا — "کیوں میں اپنا نام کتبے پر کیوں نہ لکھواؤں — آخر لوگوں کو بھی تو معلوم ہونا چاہیے کہ اِس مسجد کا بنانے والا کون ہے" —
"تو پھر میرا نام لکھوا دو — لکھوادو کہ اِس مسجد کا بانی بُہلُول ہے" — بُہلُول نے ہنس کر کہا —
"عجیب دیوانے ہو تم — بھلا تمھارا نام لکھوانے کی کیا تُک ہے" — اس نے ناگواری سے کہا —
"چلو نہ سہی — میرا نام نہ لکھواؤ — اپنا ہی نام لکھوالو تاکہ تمھاری شہرت اور نیک نامی ہو — لیکن پھر ثواب کا خیال اپنے دل میں نہ لانا" — بُہلُول یہ کہتا ہوا آگے بڑھ گیا —
فضل کا سر جُھک گیا — وہ ندامت سے بولا — "بُلاؤ



Marfat.com

بُہلُول کو — اور جو کچھ وہ کہتا ہے — کَتبے پر وہی لکھ دو"—
لوگ بُہلُول کے پیچھے دوڑے اور اس سے پوچھنے لگے کہ کتبے پر کیا لکھا جائے تو وہ بولا — "قرآن پاک کی آیت سے بہتر اور کچھ نہیں — جو اس کَتبے پر کَندہ کیا جائے"—
فَضل نے بھی اس کی تائید کی اور مسجد کے کتبے پر آیاتِ قرآنی لکھوائی گئیں —

## ۲۳

ایک اعرابی کے اُونٹ کو کھُجلی کی بیماری لاحق ہوگئی — لوگوں نے مشورہ دیا کہ اس پر ارنڈی کے تیل کی مالش کرے اَعرابی اُونٹ پر سوار ہوا اور شہر کی جانب روانہ ہوگیا تاکہ ارنڈی کا تیل خرید لائے —
راہ میں بُہلُول کو دیکھا — تو اس نے اپنا اُونٹ ٹھہرالیا — نیچے اُترا اور اسے سلام کرکے بولا — "میں عجیب مصیبت میں گرفتار ہوگیا ہوں — میرے اُونٹ کو خارش ہوگئی ہے — لوگوں نے تو ارنڈی کے تیل کی مالش کرنے کا مشورہ دیا ہے میں ارنڈی کا تیل لینے ہی جارہا تھا — تمھیں دیکھا — تو مجھے خیال آیا کہ تمھاری دُعا میں تو بڑا اثر ہے — اگر تم میرے اُونٹ پر دم کردو — تو اسے شِفا ہوجائے گی"—



Marfat.com

بُہلُول مسکرایا — "صِرف میری دُعا میں تو اِتنی تاثیر نہیں ہے کہ اِتنا بڑا اُونٹ اس سے شِفایاب ہو جائے — ہاں اگر تم ارنڈی کا تیل لے آؤ — تو میں اس پر دُعا دم کر دوں گا — تم وہ تیل استعمال کرنا — تو امید ہے کہ کام بن جائے گا" —

بات اس شخص کی سمجھ میں آ گئی — وہ شہر سے تیل خرید لایا — بُہلُول نے اس پر دُعا دم کر دی — کچھ روز کی مالش سے اس کا اُونٹ تندرست ہو گیا —

## ۲۴

بُہلُول کا ایک دوست گیہوں پسوا کر واپس آ رہا تھا کہ اس کا گدھا لنگڑانے لگا — اس نے گدھے کو دو تین چھڑیاں لگا کر آگے دھکیلنا چاہا — لیکن وہ ٹس سے مَس نہ ہوا اور بالآخر زمین پر گر پڑا — قریب ہی وہ خستہ حال مکان تھا — جہاں بُہلُول ان دنوں مقیم تھا — اس شخص نے دروازہ کھٹکٹایا اور آواز دی

"بُہلُول بھائی — ! بُہلُول بھائی — ذرا مجھے اپنا گدھا تو دے دو — میرا گدھا تو آدھے رستے میں جواب دے گیا اور مجھے یہ آٹا گھر پہنچانا ہے" —

بُہلُول اس کی آواز پہچانتا تھا — وہ اس کی عادت سے بھی واقف تھا کہ وہ جانور کی صحیح نگہداشت نہیں کرتا تھا اور ان



Marfat.com

سے بے رحمی کا سلوک کرتا تھا۔۔ اِس لیے وہ اپنا گدھا اسے دینا نہیں چاہتا تھا۔۔ وہ باہر نکلا اور اس شخص سے بولا۔۔ "یار۔۔ بڑا افسوس ہے کہ میرا گدھا۔۔ کوئی مانگ کر لے گیا ہے۔۔ اِس لیے اِس وقت تو تمھارے کام نہیں آسکتا"۔۔

ابھی بُہلُول کے اَلفاظ اس کے منہ میں ہی تھے کہ گھر کے اندر سے گدھے کی ڈھینچوں۔۔ ڈھینچوں کی آواز سنائی دینے لگی۔ وہ شخص ہوشیار ہوا اور شکوے کے انداز میں بولا۔۔ "اچھا بُہلول بھائی۔۔ تم بھی اچھے دوست ہو۔۔ تمھارا گدھا تو گھر میں موجود ہے اور تم کہتے ہو کہ اسے کوئی مانگ کر لے گیا ہے"۔۔

"اور تم بھی اچھے دوست ہو"۔۔ بُہلُول نے اسی کے لہجے میں کہا۔۔ "میرا تمھارا پچاس سال کا ساتھ ہے اور تم میری بات پر یقین نہیں کر رہے۔۔ اور گدھے کی بات ماننے پر تیار ہو"۔۔

## ۲۵

بُہلُول حمام کرنے گیا۔۔ تو وہی اپنی گُدڑی لپیٹے ہوئے تھا۔۔ اس کی پاپوش بھی بوسیدہ تھی اور لباس بھی عُمدہ نہیں تھا۔۔ حمام کے حمامیوں نے اس کی جانب بالکل توجّہ نہیں دی خاصی دیر بعد اس کی باری آئی۔۔ تو بھی انھوں نے بُہلُول کی کوئی



Marfat.com

خاص پروا نہیں کی اور اس کے حسبِ منشا نہانے کا کیسہ اس کے بدن پر نہیں رگڑا۔
بُہلُول فارغ ہو چکا — تو باہر آیا — اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور دس دینار نکال کر حمام کے مالک کی ہتھیلی پر رکھ دیئے —

حمام کا مالک اُجرت سے بہت زیادہ رقم دیکھ کر قدرے نادم ہوا کہ اس نے بُہلُول کے ساتھ لاپروائی برتی — بُہلُول کچھ کہے بغیر حمام سے باہر نکل آیا —

اگلے ہفتے وہ پھر حمام کرنے گیا — تو اسے دیکھتے ہی حمامی دوڑے ہوئے آئے اور اسے ہاتھوں ہاتھ اندر لے گئے اور بڑے اَدب سے اسے غسل کرنے میں مدد دی —

بُہلُول فارغ ہو کر باہر آیا — تو اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک دینار مالک کی ہتھیلی پر رکھ دیا — وہ غصّے سے لال بھبوکا ہو گیا — اس نے دینار دُور پھینک دیا اور درشتی سے بولا —
"حضرت آپ ہوش میں تو ہیں — حمام کرنے کی یہ اُجرت" —؟!

"قبلہ — اس مرتبہ حمام کرنے کی اُجرت تو میں پچھلے ہفتے ہی آپ کی خدمت میں پیش کر چکا ہوں — یہ تو پچھلے ہفتے کی اُجرت ہے — جو میں نے اب ادا کی ہے — تاکہ آپ کو احساس ہو کہ گاہکوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرنا چاہیے" —

## ۲۶

بغداد کے شریر لڑکے "پاگل ہے — پاگل ہے" کا شور مچاتے ایک شخص کے پیچھے دوڑتے جا رہے تھے — وہ پریشان حال شخص بار بار مُڑ کر انھیں منع کرنے کی کوشش کرتا — لیکن وہ کسی طور نہیں مانتے تھے — کوئی اُسے پتّھر مارتا تھا — کوئی اُس کے کپڑے کھینچتا تھا — کوئی پاگل پاگل کہہ کر اُسے چھیڑتا تھا — وہ انھیں منع کر کر کے تھک گیا — تو اس نے ہاتھ جوڑ دیئے اور ان ننھے شیطانوں سے بولا — "خُدا کے لیے میرا پیچھا چھوڑ دو — میں پاگل نہیں ہوں میں پاگل نہیں ہوں — اس کی آواز رُندھ گئی اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے —

لڑکے کِھلکھلا کر ہنس پڑے — اُن میں سے ایک شریر بولا "سارے ہی پاگل اِسی طرح کہتے ہیں" —

دُوسرے نے لقمہ دیا — "تم تو شکل سے ہی پاگل نظر آتے ہو اور پھر بھی کہتے ہو کہ میں پاگل نہیں" —

"پاگلوں کے سر پر سینگ تو نہیں ہوتے" — کوئی اور بولا اور سب اسے چھیڑنے اور تنگ کرنے لگے —

"ٹھہر جاؤ تم — شیطان کے چیلو — میں ابھی تمھیں سیدھا کرتا ہوں" — ایک کڑک دار آواز سنائی دی — تو لڑکوں نے

مُڑکر دیکھا ــ

بُہلُول اپنا عصا لہراتا چلا آتا تھا ــ "تم لوگوں کو شرم نہیں آتی ایک شریف آدمی کو تنگ کرتے ہو" ــ وہ غصّے سے بولا ــ "تمھیں ذرا خوفِ خُدا نہیں ہے ــ بچارے اجنبی کو پریشان کر کے رکھ دیا ــ چلو ــ بھاگو ــ یہاں سے ورنہ" ــ !!!

اس نے دانت پیس کر لاٹھی اُٹھائی ــ تو لڑکے سر پہ پیر رکھ کر بھاگے ــ

اس شخص کی جان میں جان آئی ــ اس نے اپنا لباس درست کیا اور ہانپتا ہوا بولا ــ "آپ کی بہت مہربانی ــ اگر آپ نہ آتے تو یہ شریر لڑکے مجھے سچ مُچ ہی پاگل کر دیتے" ــ اس کی آنکھیں بِھیگ گئیں ــ

بُہلُول نے اس کی جانب دیکھا ــ وہ شکل وصورت اور لباس سے اجنبی معلوم ہوتا تھا ــ اس کے چہرے پر پریشانی اور ہَراس تھا ــ بُہلُول نے ہمدردی سے پوچھا ــ "بھائی ــ تم اجنبی معلوم ہوتے ہو ــ ہمارے اِس شہر نے تم پر جو ظُلم کیا ہے ــ کچھ تو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے ــ اور کچھ تم سُنا دو کہ جس نے تمھاری آنکھوں میں آنسو بھر دیے ہیں" ــ

اس شخص نے ایک آہ بھری ــ "آپ درست فرماتے ہیں ــ اس شہر نے تو مجھے پاگل بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ــ میں



Marfat.com

چند روز پہلے ہی یہاں وارد ہوا ہوں — میرے پاس کچھ جواہرات اور سونے کے سکّے تھے — وہی میری پُونجی تھی اور وہی زادِ سفر۔ میں نے اس خوف سے کہ کہیں اجنبی شہر میں لُٹ نہ جاؤں — وہ جواہرات ایک عطّار کے پاس امانت رکھوا دیئے تھے — مگر افسوس کہ آج جب میں نے اس سے اپنی امانت کا مطالبہ کیا تو وہ مُکر گیا — اس نے مجھے بُرا بھلا کہا اور شریر لڑکوں کو یہ کہہ کر میرے پیچھے لگا دیا کہ میں پاگل ہوں" — اس کے آنسو بہہ نکلے —

بُہلُول نے اُسے تسلّی دی — "بھائی — مجھے بہت افسوس ہے کہ اس شہر میں تمھارے ساتھ ایسا سُلوک ہوا ہے — لیکن تم فکر نہ کرو — تمھاری اَمانت تمھیں ضرور ملے گی" —

"مجھے یقین تو نہیں آتا — وہ عطّار حد درجہ چالاک اور مکّار ہے — لیکن امید پر دنیا قائم ہے — مایوسی کُفر ہے — اس لیے میں بھی اپنی ٹوٹی آس پھر جوڑ لیتا ہوں — اگر آپ میری جمع پونجی مجھے دلوا دیں — تو میں عمر بھر آپ کو دُعائیں دوں گا" — اجنبی نے کہا —

"بھائی تم نے سچ کہا کہ مایوسی کُفر ہے — تم فکر نہ کرو — تمھاری اَمانت تمھیں ضرور ملے گی۔ بُہلُول نے بڑے یقین سے کہا۔

"خدا آپ کا بھلا کرے" — اجنبی بولا —



Marfat.com

"اچھا اب تم اس طرح کرو کہ مجھے اس عطّار کا پتہ بتادو
کل اسی وقت تم پھر اس عطّار کی دکان پر آنا اور اس سے اپنی
امانت کا مطالبہ کرنا — بُہلُول نے اسے ہدایت دی —
"نہیں جناب — اب میں اس مکّار کی دکان پر نہیں جاؤں گا
پہلے ہی اس نے میرے ساتھ کیا کچھ نہیں کیا" — اجنبی نے گھبرا کر کہا
"پوری بات تو سُن لو یار — تمھیں اِس قدر گھبرانے کی ضرورت
نہیں — میں اس کی دکان پر پہلے سے موجود ہوں گا — یہ میرا
ذمّہ کہ وہ تمھیں کچھ نہیں کہے گا" — بُہلُول نے زور دے کر کہا —
اگلے روز بُہلُول اس عطّار کی دکان پر پہنچا — اس کے ہاتھ
میں ایک تھیلی تھی — وہ اُسے سلام کر کے بولا — "جناب — میں
کچھ عرصے کے لیے خُراسان جا رہا ہوں — دُور کا سفر ہے — خُدا
معلوم واپس آؤں یا نہ آؤں — راہ میں چور ڈاکوؤں کا بھی
خطرہ ہے — یہ میری جمع پونجی — کچھ جواہرات اور تیس ہزار اشرفیاں
ہیں — آپ انھیں میری امانت سمجھ کر رکھ لیں — اگر میں تین ماہ
بعد واپس آگیا — تو اپنی امانت لے لوں گا — اگر مجھے واپس آنا
نصیب نہ ہوا — تو آپ اِس رقم سے کوئی مسجد بنوادیں" —
بُہلُول نے نہایت سنجیدگی سے کہا۔
عطّار نے تھیلی ہاتھ میں لی — اس کا بوجھ محسوس کر کے وہ
دل ہی دل میں خُوش ہوا اور بولا — "جناب — آپ کا کہا سَر



Marfat.com

آنکھوں پر — آپ بدشگونی کی باتیں نہ کریں — اِنشاءَ اللہ آپ ضرور واپس آئیں گے اور اپنی اَمانت اسی طرح محفوظ پائیں گے۔"

"میں آپ کا بہت مُتشکّر ہوں — آپ نے میری پریشانی دُور کردی ہے" — بُہلُول نے تھیلی اس کے حوالے کردی —

اُسی وقت وہ اجنبی بھی دکان پر پہنچ گیا اور بڑی لجاجت سے بولا "جناب! میں نے جو امانت آپ کے پاس رکھوائی تھی — براہِ کرم اُسے عِنایت فرما دیجیے" —

عطّار سوچنے لگا کہ اسے کیا جواب دے — اگر وہ انکار کرتا تو بُہلُول مشکوک ہوسکتا تھا — کیا خبر وہ اپنی امانت واپس لے جائے اور کسی دُوسرے کے پاس رکھوا دے — بُہلُول کی تھیلی اس کی تھیلی سے زیادہ وزنی ہے — بُہلُول خلیفہ کا رشتہ دار بھی ہے — اس کو اکثر و بیشتر خلیفہ سے نذرانے ملتے رہتے ہیں — یقیناً اس کے جواہرات زیادہ قیمتی ہوں گے — یہ سوچ کر اس نے اپنے مُلازم سے کہا کہ "وہ اجنبی کی تھیلی لاکر اسے دے دے"۔

اُس شخص نے تھیلی لی اور دُعائیں دیتا ہوا چلا گیا — بُہلُول بھی عطّار کو خُدا حافظ کہہ کر رخصت ہوگیا — عطّار نے بیقراری سے وہ تھیلی کھولی تاکہ اس کی مالیت کا اندازہ کرسکے — یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں کُھلی کی کُھلی رہ گئیں کہ تھیلی میں لوہے اور کانچ کے ٹکڑے بھرے ہوئے تھے۔



Marfat.com

بُہلُول بازار سے گزر رہا تھا کہ ایک شخص نے دامن پکڑ لیا۔ بُہلُول نے اس کی طرف دیکھا — "کیا بات ہے بھائی — مجھے کیوں روکا ہے" —؟

وہ پریشانی سے بولا — "جناب شیخ بُہلُول — خُدا کے لیے میری مدد کیجیے — ورنہ میں بے موت مارا جاؤں گا" —

"کیوں خیریت تو ہے" — بُہلُول نے پوچھا۔

"بس خیریت ہی تو نہیں ہے — میری اس زبان نے آج مجھے مروا دیا ہے — میں نے اپنی موت کا سامان خُود اپنے ہاتھوں کیا ہے" — وہ تأسّف سے کہنے لگا —

"بتاؤ تو سہی کہ کیا ہوا ہے" —؟ بُہلُول نے اِستِفسار کیا

"کیا بتاؤں جناب — اپنی حماقت کا حال اپنی زبان سے کس طرح کہوں — دراصل ہوا یُوں کہ حاکِم کُوفہ کی خدمت میں کسی نے ایک بے حد خوب صورت گدھا پیش کیا — سب لوگ اس کی تعریف کرنے لگے — کوئی کہتا تھا کہ یہ بہت اعلیٰ نسل کا گدھا ہے — کوئی کہتا تھا کہ اسے خُوب سدھایا گیا ہے — کوئی کہتا تھا کہ یہ بہت چاق و چوبند اور مستعد ہے۔ میرے مُنہ سے کہیں نکل گیا کہ یہ گدھا تو اتنا دانشمند ہے کہ



Marfat.com

اسے پڑھایا جا سکتا ہے"۔۔۔

بس میرا اتنا کہنا تھا کہ حاکمِ کوُفہ نے میری بات پکڑلی۔ میرے مخالفوں نے اسے اور ہوا دی ۔۔۔ یہاں تک کہ حاکمِ کوُفہ نے مجھے حکم دے دیا۔۔ کہ میں گدھے کو پڑھاؤں اور اپنا قول سچ کرکے دکھاؤں ۔۔۔ اگر میں اِس میں کامیاب ہوگیا۔۔۔ تو مجھے اِنعام واکرام دیا جائے گا۔۔۔ اور اگر میں کامیاب نہ ہوا۔۔۔ تو میری گردن ماردی جائے گی ۔۔۔ میں سخت مُصیبت میں ہوں بھائی بُہلُول ۔۔۔ میری جان پر بنی ہے ۔۔۔ خُدا کے لیے کوئی صورت پیدا کرو کہ میں بچ جاؤں"۔۔۔

بُہلُول بولا ۔۔"بھائی غم نہ کر۔۔۔ میں تجھے ایک ترکیب بتا دوں گا۔۔۔ آگے جو اللہ کو منظور"۔۔۔

مُقررہ مدّت بعد حاکمِ کوُفہ نے اسے طلب کیا۔۔۔ وہ گدھے کو لے کر اس کے دربار میں پہنچا۔۔۔ سارا دربار بھرا ہوا تھا اور لوگ بڑے شوق سے دیکھ رہے تھے کہ ۔۔۔ پڑھا لکھا گدھا۔۔۔ کیوں کر اپنے فن کا مظاہرہ کرتا ہے ۔۔۔

اُس شخص نے گدھے کے سامنے کتاب رکھی ۔۔ گدھا صفحے اُلٹنے لگا ۔۔۔ آہستہ آہستہ وہ تمام صفحے اُلٹ گیا اور جب کتاب بند کر چکا ۔۔۔ تو اُس نے زور سے پکارا ۔۔۔ ڈھینچوں ۔۔۔! ڈھینچوں ۔۔۔!! ڈھینچوں ۔۔۔!!!



Marfat.com

حاضرین اور حاکم حیران رہ گئے ــــ انھوں نے تسلیم کرلیا کہ گدھا تمام کتاب پڑھ چکا ہے اور اپنی زبان میں اس کا اعلان کر رہا ہے ــــ حاکم نے اس شخص کو بھاری اِنعام واکرام دیا ــــ وہ خوش خوش واپس آیا اور بُہلُول کی خدمت میں پہنچا ــــ

"جناب شیخ بُہلُول ــــ یہ اِنعام واِکرام ــــ یہ سب آپ کا حق ہے ــــ اگر آپ مجھے وہ ترکیب نہ بتاتے تو میں اپنی جان سے بھی جاتا" ــــ

"نہیں بھائی ــــ یہ اِنعام واِکرام تمھیں ہی مُبارک ہو ــــ میں نے تو صرف ترکیب بتائی تھی ــــ گدھے کے ساتھ محنت تو تم نے کی" ــــ بُہلُول نے بے نیازی سے کہا ــــ

قریب ہی کھڑا ہوا ایک شخص بولا ــــ "بھائی وہ ترکیب کیا ہے ــــ جس نے گدھے کو ساری کتاب پڑھوا دی" ــــ ؟

وہ شخص ہنسا اور بولا ــــ "اب تو میری جان بچ گئی ہے سو اس ترکیب کو بتا دینے میں کوئی حرج نہیں ــــ کہ جس کو اپنے گدھے کو پڑھوانا ہو ــــ وہ اس طریقے سے پڑھاتے" ــــ

"ہاں بھائی بتاؤ ــــ دوسرا شخص پوچھنے لگا ــــ

"سُنو بھائی ــــ وہ کتاب جو گدھے کو پڑھانی ہو ــــ اس کے درمیان جَو رکھ دو ــــ گدھے کو دن بھر بھوکا رکھو ــــ اور شام کو وہی کتاب اس کے سامنے رکھ دو ــــ بھوکا گدھا کتاب کے صفحے



Marfat.com

اُلٹتا جائے گا اور جَو کھاتا جائے گا ــــ اِس طرح آٹھ دس دن یہ عمل دُہراؤ گے ــــ تو گدھا اس کا عادی ہو جائے گا کہ اس کی خوراک کتاب کے صفحوں کے درمیان ہے ــ اب جس وقت بھی گدھے سے کتاب پڑھوانے کا مُظاہرہ کروانا ہو ــ تو اُسے بھوکا رکھو ــ اور کتاب کے درمیان جَو بھی نہ رکھو ــ اب گدھا یہی سمجھے گا کہ صفحوں کے درمیان جَو رکھے ہوتے ہیں ــــ وہ بھوک سے بے تاب ہو کر صفحے اُلٹتا جائے گا ــ آخری صفحے تک جب اسے جَو نہیں ملیں گے ــــ تو وہ ڈھینچوں ــ ڈھینچوں کر کے اِعلان کر دے گا کہ اُس نے ساری کتاب پڑھ لی ہے ''ــــ

## ۲۸

ایک کارواں سرائے میں بھٹیارے اور ایک ہندوستانی سوداگر کا جھگڑا ہو رہا تھا ــــ دونوں میں زبردست تُو تُکار ہو رہی تھی ــــ باقی مسافِر جو سرائے میں ٹھہرے ہوتے تھے ــ انھوں نے آکر پوچھا کہ کیا مُعاملہ ہے ــــ ؟ بھٹیارے نے غصّے سے کہا ''دیکھیے جناب ــ یہ عجیب شخص ہے کہ کھانا کھالیا اور قیمت ادا کرتے ہوئے اسے موت آتی ہے ــــ ہم یُوں ہی مُفت خوروں کے پیٹ بھرنے لگے ــ تو کل کو بھیک مانگتے پھریں گے'' ــ
ایک مُسافر نے سوداگر کی طرف دیکھا ''جناب ــ آپ



Marfat.com

خاصے معقول اور آسودہ حال نظر آتے ہیں — آخر آپ اس غریب آدمی کے پیسے کیوں نہیں ادا کر دیتے "—

"قبلہ میں تو پیسے دینے کے لیے تیار ہو۔ بلکہ میں نے تو اس کے ساتھ یہ بھلائی کی کہ اسے پچھلے کھانے کے پیسے بھی ادا کرنا چاہتا ہوں — جو میں اِتّفاقاً بھول گیا تھا — لیکن یہ کچھ اور ہی حساب بتا رہا ہے — یُوں لگتا ہے — جیسے سارے ہی مسافروں کے کھانے کی قیمت یہ مجھ سے وصول کرنا چاہتا ہے"۔

سوداگر نے اپنا موقف بیان کیا —

"بھلائی کِس بات کی" — بھٹیارہ تُنک کر بولا — "ایک تو پہلے رقم ہی ادا نہیں کی۔ اُسی کا مجھ پر اِحسان جتلاتے ہو — کھانا کھایا ہے — تو قیمت بھی ادا کرو — اور خوامخواہ جھگڑا نہ بڑھاؤ"—

تکرار بڑھی — تو کوئی قصبے کے مُقدّم کو بھی بُلا لایا —

اس نے دونوں سے کل واقعہ بیان کرنے کو کہا —

سوداگر بولا — "جناب — ! مُعاملہ یہ ہے — کہ پچھلے سال بھی میں اسی سرائے میں ٹھہرا تھا — میں نے کھانے میں ایک مُرغی اور چند انڈے کھائے تھے — مگر جلدی میں ہونے کی وجہ سے میں اس کی قیمت ادا نہیں کر سکا — میں نے سوچا کہ اگلے سال ادا کر دوں گا — اب میں نے اس سے اس کھانے کا حساب پوچھا ہے — تو ایک ہزار دینار مانگتا ہے — آپ ہی اِنصاف سے

بتائیے کہ کیا ایک مُرغی اور چند انڈوں کی قیمت ایک ہزار دینار ہوتی ہے"۔؟

مُقدّم نے بھٹیارے سے کہا۔"کیوں صاحب۔ آپ اِس سلسلے میں کیا کہتے ہیں"۔؟

بھٹیارے نے گلا صاف کیا اور بڑے ٹھسے سے بولا۔ "جناب عالی۔ ابھی تو میں نے بڑی فیاّضی سے کام لیا ہے۔ کہ کہیں کوئی گڑبڑ نہ ہو اور میں کسی کا دین دار نہ بنوں۔ آپ ذرا انصاف سے غور فرمائیں۔ کہ ان حضرت نے پچھلے سال بڑے مزے سے ایک مُرغی اور چھ انڈے ڈٹ کر کھائے تھے۔ اب اگر وہ مُرغی زندہ ہوتی اور میں وہی چھ انڈے اس کے نیچے رکھ دیتا۔ تو ان میں سے چوزے نکل آتے۔ وہ چُوزے بڑے ہو کر انڈے دیتے۔ تو میں ان سے بھی چُوزے نکلواتا۔ آپ عقلمند ہیں، خُود ہی حساب لگالیں کہ ایک سال میں وہ مُرغی اور چھ انڈے۔ ہزاروں مُرغیوں اور چُوزوں میں بدل جاتے۔ یہ سارا منافع محض اس وجہ سے میرے ہاتھوں سے نکل گیا کہ ان حضرت نے وہ مرغی اور انڈے کھالیے تھے۔ اب میں نے اسی حساب سے قیمت صرف ایک ہزار دینار لگائی ہے۔ تو انھیں ادا کرتے ہوئے تکلیف ہوتی ہے۔ اور مجھ سے جھگڑا کرنے پر تُل گئے ہیں"۔

مُقدَّم بھٹیارے کا دوست تھا ۔ اِس لیے اس نے فیصلہ بھٹیارے کے حق میں دے دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ بھٹیارے کو ایک ہزار دینار ادا کرے ۔

سوداگر بچارہ بہت پریشان تھا کہ اتنی رقم کہاں سے ادا کرے کہ مُسافروں میں سے ایک شخص بولا ۔ "حضرات ۔ اگر کوئی مجھے ایک تیز رفتار سواری مُہیّا کر دے ۔ تو میں ابھی بغداد سے قاضی کو لے کر آتا ہوں ۔ پھر وہ جو فیصلہ کر دے ۔ اسے مان لیا جائے" ۔

باقی مُسافروں نے اس کی حمایت کی ۔ سوداگر بولا "بھائی آپ میرا خچّر لے جائیں ۔ یہ بہت تیز رفتار ہے ۔ اور خُدا کے لیے قاضی صاحب کو لے کر آئیں ۔ یہ قصبہ تو اندھیر نگری ہے ۔ میں اِتنی رقم اِس کو ادا کر دوں ۔ تو کیا خُود بھیک مانگ کر اپنے ملک واپس جاؤں ۔ خُدا آپ کا بھلا کرے ۔ میری مدد کیجیے" ۔

اُس شخص نے خچّر لیا اور برق رفتاری سے بغداد کی سمت روانہ ہو گیا ۔ شہر چند کوس کے فاصلے پر تھا ۔ وہ جلد ہی واپس آ گیا اور بولا ۔ "قاضی صاحب کچھ مصروف تھے ۔ انھوں نے آدھے گھنٹے تک آنے کا وعدہ کیا ہے ۔ آپ لوگ انتظار کیجیے" ۔

ایک ۔ ایک کر کے منٹ گِنے جانے لگے ۔ لوگ بے چینی



Marfat.com

سے اس راستے کی طرف دیکھنے لگے ۔۔ جس طرف سے قاضی صاحب کو آنا تھا ۔۔ آدھا گھنٹہ گزرا ۔۔ پھر ایک گھنٹہ ہوا ۔۔ لوگوں کی بے چینی بڑھی ۔۔ سوداگر کی پریشانی کا ٹھکانہ نہیں تھا اور بھٹیارا مُونچھوں کو تاؤ دیتا ۔۔ خُوش خُوش پھر رہا تھا ۔۔ وقت اور گزرا ۔۔ اور ڈیڑھ گھنٹہ ہوگیا ۔۔

اچانک بغداد کی طرف سے آنے والے راستے پر ایک ٹوپی نظر آئی ۔۔ پھر گدڑی میں لپٹا ایک درویش نمودار ہوا ۔
"قاضی صاحب آگئے ۔۔ قاضی صاحب تشریف لے آئے" ۔ اس مُسافر نے خُوشی سے نعرہ مارا ۔۔

لوگ اِحتراماً اُٹھ گئے اور اُنھوں نے حیرت سے اس درویش کو دیکھا جس کا نام بہلُول تھا ۔۔ وہ اپنے گدھے سے اُترا اور اپنا عصا ٹیکتا درمیان میں آبیٹھا ۔۔ اور بولا ۔۔ "حضرات! میں مَعذِرَت خواہ ہوں کہ مجھے یہاں پہنچنے میں تاخیر ہوگئی ۔ مجھے اس جھگڑے کی اطلاع مل گئی تھی ۔ مگر میں جلدی نہیں آسکتا تھا ۔۔ دراصل میں مقدموں کے فیصلے کرنے کے علاوہ ۔۔ کاشت کاری بھی کرتا ہوں ۔۔ آج جب آپ کا پیغام مجھے ملا تو میں گیہوں کے بیج اُبال رہا تھا ۔۔ کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ گیہوں کے بیج اُبال لیے جائیں ۔۔ تو پیداوار اچھی ہوتی ہے ۔۔ بس وہ بیج اُبالتے اُبالتے ہی مجھے اِتنی دیر ہوگئی ۔۔ میں ایک بار



Marfat.com

پھر آپ سے مُعافی کا خواستگار ہوں" —

مُقدَّم اور حاضرین حیران ہوئے — بھٹیارے نے غُصے سے کہا — "جناب — آپ کیسے قاضی ہیں — جو گیہوں کے بیجوں کو اُبال کر بوتے ہیں — آپ نے مقدّمے کا فیصلہ کیا کرنا ہے" —

"کیوں نہیں جناب — میں بالکل درست فیصلہ کروں گا اِنشَاءَ اللہ — اور گیہوں اُبالنے پر آپ کو تعجّب کیوں ہے —؟ آپ کے یہاں تو بُھنی ہوئی مُرغیاں بھی انڈوں پر بیٹھتی اور چُوزے نکالتی ہیں — تو اُبلے ہوئے گیہوں کیوں نہ ہرے ہونگے"

لوگ چونک گئے — مُقَدَّم بھی اپنی جانبداری پر شرمندہ ہوا اور بولا — "سُبحَانَ اللہ — حُضور آپ نے تو بات ہی بات میں فیصلہ کردیا" —

" نہیں ابھی فیصلہ ہونا باقی ہے — اور وہ یہ ہے کہ بھٹیارا اور سوداگر اپنے دل سے رنجش نکال دیں اور دونوں گلے مِلیں — اور بھٹیارا آئندہ بُھنی ہوئی مُرغیوں کی اولادوں کی قیمت مُسافروں سے نہ وصول کیا کرے" —

## ۲۹

شیخ جُنید بغدادی — بغداد کی گلیوں میں اپنے مُرِیدوں کے ہمراہ چلے جارہے تھے — اچانک انھوں نے مُڑکر کہا —



Marfat.com

"آؤ صحرا کی جانب کہ مجھے وہاں کسی سے ملنا ہے۔"

مُریدوں کو حیرت ہوئی ــــ لیکن ان میں سُوال کرنے کی جُرأت نہیں تھی ــــ وہ خاموشی سے ان کے عقب میں چلتے گئے دیکھا کہ اینٹ کے سرہانے پر سر رکھے ایک درویش محوِ استراحت ہے ــــ وہ اپنے آپ میں اس قدر مگن تھا کہ اسے شیخ اور اس کے مُریدوں کے قدموں کی چاپ بھی سُنائی نہیں دی ــ

شیخ نے ادب سے سلام کیا ــــ "حضرت بُہلُول ــــ میرا سلام قبول فرمائیے۔"

بُہلُول نے نگاہ اُٹھائی ــــ سلام کا جواب دیا اور بولا ــ

"تم کون ہو ــــ؟"

"حُضُور ــــ میں جُنید بغدادی ہوں" ــــ شیخ نے اپنا تعارُف کرایا ــــ

"اچھا ــــ میں سمجھا ــــ تم ہی اَبُوالقَاسِم ہو ــــ بُہلُول نے سُوال کیا ــــ

"جی ــــ آپ درست سمجھے" ــــ شیخ نے ادب سے کہا ــ

"سُنا ہے ــــ تم لوگوں کو رُوحانی تعلیم دیتے ہو ــــ؟"

بُہلُول نے پوچھا ــــ

"جی ہاں ــــ یہ ناچیز اپنی سی کوشش کرتا ہے" ــــ شیخ نے عاجزی سے جواب دیا ــــ



Marfat.com

"لوگوں کو تو تم رُوحانی تعلیم دیتے ہو — کیا تمھیں کھانا کھانے کا طریقہ معلوم ہے"— ؟ بُہلُول نے پُوچھا—

شیخ چونکے اور پھر سنبھل کر بولے — "میں بِسْمِ اللّٰہ کہہ کر شروع کرتا ہوں — اپنے سامنے سے کھاتا ہوں — چھوٹے چھوٹے لُقمے لیتا ہوں — دائیں طرف مُنہ میں رکھتا ہوں — آہستگی سے چبَاتا ہوں — کھانے میں شریک لوگوں کے نوالے نہیں گِنتا — کھانا کھاتے ہُوئے اللّٰہ کی حَمد کرتا ہوں اور — کھانا شروع کرنے سے پہلے اور ختم کرنے کے بعد اپنے ہاتھ دھوتا ہوں"

"واہ بھائی — کیا کہنے" — بُہلُول سر جھٹک کر اُٹھا اور اپنا دامن جھاڑ کر بولا — "تم تو خَلقَت کے مُرشِد بنے پھرتے ہو — اور تم کو ابھی تک کھانا کھانا بھی نہیں آتا" — اُس نے اتنا کہا اور آگے بڑھ گیا —

شیخ کے مُریدوں کو اس کا اس طرح کہنا بہت ناگوار معلوم ہوا — ان میں سے ایک غصّے سے بولا — پیر و مُرشِد — یہ بُہلُول تو بالکل پاگل ہے — آپ اس کی بات کا خیال نہ کریں"—

شیخ نے سر ہلایا — "یہ پاگل ضرور ہے — مگر ہزار دانشمندوں پر بھاری ہے — اَصل حقائق اِسی کے پاس ہیں — آؤ چلو — اس سے ہمیں بہت کچھ سیکھنا ہے" —

مُرید بادلِ نخواستہ شیخ کے ساتھ چل پڑے — بُہلُول اپنی



Marfat.com

دُھن میں مست چلتا چلا گیا ــ شیخ نے اسے نہ پُکارا نہ روکا ــ یہانتک کہ وہ ایک ویرانے میں جا بیٹھا ــ

شیخ مُحتاط قدموں سے اس کے قریب پہنچے اور اسے پھر سلام کیا ــ

بُہلُول نے نگاہ اُٹھائی ــ "تم کون ہو ــ؟"

"میں شیخ بغدادی ہوں ــ جو کھانا کھانا بھی نہیں جانتا" انھوں نے اِعتراف کیا ــ

بُہلُول نے بے نیازی سے کہا ــ "کھانا کھانا تو تم کو آتا نہیں ــ کیا بات کرنا آتا ہے ــ؟؟"

"جی ــ میرا خیال ہے کہ میں کسی حدتک بات کرنی جانتا ہوں" ــ شیخ نے جھجک کر جواب دیا۔

"سُبحَانَ اللہ ــ !!! بتاؤ ــ تم کِس طرح گفتگو کرتے ہو ــ؟" بُہلُول نے پوچھا ــ

"میں اِعتِدال کی حدتک بات کرتا ہوں ــ بے موقع اور بہت زیادہ نہیں بولتا ــ سامِعین کی عَقل اور سمجھ کے مطابق گفتگو کرتا ہوں ــ دُنیا والوں کو اللہ اور اس کے رَسُول کی طرف بُلاتا ہوں ــ میں اتنا نہیں بولتا کہ سُننے والے بیزار ہو جائیں ــ میں اپنی گُفتگو میں ظاہری اور باطِنی عُلوم کی باریکیوں کا لحاظ بھی رکھتا ہوں" ــ شیخ نے کوشش کی اِس مرتبہ کوئی کسر نہ رہ جائے۔



Marfat.com

"عجیب شخص ہو تم" — بُہلُول بیزاری سے اُٹھ کھڑا ہوا —
"کھانا کھانا تو درکنار — تم کو تو بات کرنے کی بھی تمیز نہیں" —
اس نے اپنا دامن جھٹکا اور آگے بڑھ گیا —

مُریدوں کو سخت ناگوار گزرا — انھوں نے گھُور کر دُور جاتے ہوئے بُہلُول کی طرف دیکھا اور غصّے سے بولے — "یا شیخ — یہ دیوانہ کِس قدر گُستاخ ہے — اس کو آپ کے عِلم اور مرتبے کا کیا اندازہ اسے اپنے حال پر چھوڑیے اور تشریف لے چلیے" —

"نہیں" — شیخ بغدادی نے کہا — "یہ دیوانہ — دانائی کا خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے — اور مجھے اسی کی حاجت ہے — آؤ میرے ساتھ" —

وہ پھر بُہلُول کے پیچھے چل دیے — کچھ دُور تک بُہلُول اپنے خیال میں مگن چلتا چلا گیا — پھر اس نے مُڑ کر دیکھا اور بولا —
"شیخ بغدادی — تم میرا پیچھا کیوں کر رہے ہو — نہ تم کو کھانا کھانا آتا ہے — نہ گفتگو کے آداب جانتے ہو — شاید سونے کا طور طریقہ بھی تم کو نہیں آتا ہوگا" —

"جیسا مجھے آتا ہے — میں آپ کو بتاتا ہوں" — شیخ نے ادب سے کہا —

"بتاؤ" — بُہلُول نے زمین پر بیٹھتے ہوئے کہا —
شیخ بھی بیٹھ گئے اور بولے — "میں جب عشاء کی نماز



Marfat.com

پڑھ کر اَوْرَاد و وَظائِف سے فارغ ہو جاتا ہوں ـــ تو سونے کے کپڑے پہن لیتا ہوں ـــ اور ان آداب کو جو رسول اللہؐ اور دین کے بزرگوں کے طفیل ہم تک پہنچے ہیں ـــ ملحوظِ خاطر رکھتا ہوں ـــ

"کمال ہے"۔ بُہلول نے کہا ـــ "ان حضرت کو تو سونا بھی نہیں آتا" ـــ اس نے اُٹھنا چاہا ـــ لیکن شیخ بغدادی نے دامن پکڑ لیا اور منّت کرنے لگے ـــ

"جناب شیخ بُہلول ـ خُدا کے لیے تشریف رکھیے اور مجھے وہ سب تعلیم کیجیے جو میں نہیں جانتا ـــ بلاشبہ آپ درست فرماتے ہیں کہ میں کچھ بھی نہیں جانتا" ـــ

بُہلول مسکرایا ـــ "شیخ ـ پہلے تم سب جاننے کا دعویٰ رکھتے تھے ـــ اِس لیے میں نے تم سے کنارا کیا ـ اب تم نے اپنی ناواقفیت کا اعتراف کر لیا ہے ـــ تو تم کو سکھانے میں کوئی حرج نہیں ـــ تو سنو" ـــ

"میں ہمہ تن گوش ہوں" ـــ شیخ بغدادی نے توجّہ سے کہا ـ

"تم نے کھانا کھانے کے آداب میں جو کچھ بیان کیا ـ وہ سب فروعات ہیں ـ جبکہ اُصول کی اہمیت مُسلّم ہے ـ تو کھانا کھانے کی اصل یہ ہے کہ جو کچھ کھایا جائے ـ وہ حلال اور جائز ہو ـــ اگر حرام غذا کو ایک ہزار آداب کے ساتھ بھی کھایا



Marfat.com

جاتے — تو وہ بے فائدہ ہے اور دل کی تاریکی کا سبب بنتا ہے۔"
بُہلُول نے بیان کیا —
"سُبْحَانَ اللہ —! آپ نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔"
جُنید نے کہا —
بُہلُول نے اپنی بات جاری رکھی — "بات کرنے میں سب سے پہلے قَلْب کی پاکیزگی اور نیت کا درست ہونا ضروری ہے اور وہ گفتگو خُدا کی خوشنودی کے لیے ہونی چاہیے — اگر کسی دُنیاوی کام کی غرض سے ہوگی — تو چاہے کیسے ہی الفاظ چُنے جائیں — وہ مُصیبت ہی مُصیبت ہے — اِس لیے خاموشی ہی میں عافیت ہے۔"
"سونے کے بارے میں جو کچھ تم نے بیان کیا — وہ بھی فرُوعات ہیں — اس کی اصل یہ ہے کہ سوتے وقت دل میں کسی بھی مُسلمان سے بُغْض، کینہ اور حَسَد نہ ہو — دِل میں دُنیا اور مالِ دُنیا کا لالچ نہ ہو — اور سوتے ہوئے خدا کی یاد دل میں ہو۔"
شیخ بغدادی نے بے ساختہ اُٹھ کر بُہلول کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔
اور اُسے دعائیں دیتے ہوئے رُخصت ہوئے — ان کے جو مُرید بُہلُول کو دیوانہ اور پاگل سمجھ رہے تھے — انھیں اپنے عمل پر خجالت و شرمندگی ہوئی اور انھوں نے نئے سرے سے اپنے قَلْب کی روشنی میں زندگی کو دیکھنا شروع کیا —



Marfat.com

عبداللہ مُبارک کے دل میں بُہلول سے مُلاقات کا شوق ہوا — کسی نے بتایا کہ وہ صحرا میں ملے گا — عبداللہ صحرا کی جانب روانہ ہوا — ایک جگہ اس نے بُہلول کو دیکھا کہ ننگے سر، ننگے پاؤں یا ھُو — یا ھُو پکار رہا ہے — وہ قریب گیا اور سلام کیا — بُہلول نے سلام کا جواب دیا —

عبداللہ مُبارک بولا — "یا شیخ — مجھے کچھ نصیحت کیجیے — مجھے بتائیے کہ زندگی کو گناہوں سے کس طرح پاک کروں — اپنے سرکش نفس سے کس طرح بازی لے جاؤں اور کیوں کر راہِ نجات اختیار کروں"؟ —

بُہلول نے سادگی سے کہا — "بھائی — جو خود عاجز اور پریشان ہے — اس سے کوئی دُوسرا کیا امید رکھ سکتا ہے — میں تو دیوانہ ہوں — تو جا کر کسی عقلمند کو تلاش کر۔ جو تیری فرمائش پُوری کر سکے" —

عبداللہ نے سینے پر ہاتھ رکھا — "بُہلول — اِسی لیے تو یہ ناچیز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہے کہ سچّی بات کہنے کی جُرأت تو صرف دیوانے ہی رکھتے ہیں" —

بُہلول نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور خاموش



Marfat.com

ہو گیا ـــ عبداللہ منّت خوشامد کرنے لگا ـــ جب اس نے بہت مجبور کیا ـــ تو بُہلول بولا ـــ

"عبداللہ ـــ میری چار شرطیں ہیں ـــ اگر تم قبول کر لو ـ تو میں تمہیں راہِ نجات دکھا دوں گا" ـــ

"بسر و چشم ـــ! چار کیا میں آپ کی چار ہزار شرطیں ماننے کو تیار ہوں کہ راہِ نجات تو اس میں سستی ہے" ـــ عبداللہ نے بے صبری سے کہا ـــ

"تو پھر سُن"۔ بُہلول کہنے لگا ـــ "میری پہلی شرط یہ ہے کہ جب تو کوئی گُناہ کرے یا خدا کے حُکم کی نافرمانی کرے ـــ تو اس کا رِزق بھی مت کھا" ـــ

عبداللہ گھبرایا ـــ "یہ کس طرح ممکن ہے کہ کوئی خُدا کا رِزق نہ کھائے" ـــ

بُہلول بولا ـــ "تو پھر عقلمند آدمی ـ خُدا کی بندگی کا دعویٰ بھی نہ کرو ـــ یہ کہاں کا انصاف ہے ـــ کہ جس کا کھاؤ اسی کی نمک حرامی کرو" ـــ

عبداللہ نے اعتراف کیا ـــ "آپ سچ فرماتے ہیں ـ دوسری شرط بیان کیجیے" ـــ

"دوسری شرط یہ ہے کہ جب تو کوئی گُناہ کرنا چاہے ـ تو خُدا کی زمین سے نکل جا ـ کہ یہ دُنیا محضرِ خُدا ہے ـــ بُہلول



Marfat.com

نے کہا ــــ

"اُفّ خدایا ــ ! یہ شرط تو بالکل ہی ناقابلِ عمل ہے۔ زمین کے سوا بندہ کہاں رہ سکتا ہے" ــــ عبداللہ مبارک چلّایا

بُہلول بولا ــــ "عبداللہ اتنا پریشان کیوں ہو رہا ہے ــ کیا تجھ میں ذرّہ برابر بھی اِنصاف نہیں ہے ــ کیا تیرے خیال میں یہ صحیح ہے کہ بندہ جس کے مُلک میں رہے ــ جس کا رِزق کھاتے اور جس کی بندگی کا دعویٰ کرے ــ اس کی نافرمانی بھی کرے" ــــ ؟

عبداللہ نادِم ہوا ــ "بُہلول بے شک آپ نے سچ فرمایا۔ اب تیسری شرط بھی بیان کیجیے" ــــ

بُہلول بولا ــــ "بھائی تیسری شرط یہ ہے کہ جب تو کوئی گناہ کرنے کا اِرادہ کرے ــ یا خُدا کی نافرمانی کرنا چاہے ــ تو کسی ایسی جگہ جاکر کر جہاں خُدا تجھے نہ دیکھ سکے ــ نہ ہی تیرے حال سے واقف ہو ــ جب تجھے کوئی ایسی جگہ مِل جاتے جہاں تجھے خُدا نہ دیکھے ــ تو پھر جو تیرا دل چاہے کر" ــــ

عبداللہ بے حد پریشان ہوا ــــ "جناب شیخ بُہلول ــ یہ شرط بھی ویسی ہی کٹھن اور ناقابلِ عمل ہے ــ خُدا تو حاضر و ناظِر ہے ــ وہ عَالِمُ الغَیب ہے ــ وہ سب کچھ جانتا اور دیکھتا ہے ــ تو پھر ایسی کون سی جگہ ہے جو اس سے پوشیدہ اور اوجھل ہے"



Marfat.com

"تو عبداللہ! جب تو یہ جانتا ہے ـــــ کہ وہ حاضر و ناظر ہے ـــــ تو پھر کیا کسی بندے کو زیب دیتا ہے کہ وہ خدا کی زمین پر رہے ـــــ اس کا رزق کھائے ـــــ اور اس کے سامنے ہی اس کی نافرمانی کرے اور پھر بھی اسے بندگی کا دعویٰ ہو ـــــ حالانکہ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں فرماتا ہے ـــــ یہ خیال نہ کرو کہ اللہ اس عمل سے غافل ہے ـــ جو ظالم کرتے ہیں" ـــــ

عبداللہ نے پشیمانی سے کہا ـــــ "بہلول میں لاجواب ہوں ـــــ اب آپ اپنی چوتھی شرط بیان کریں" ـــــ

بہلول کہنے لگا ـــــ "چوتھی شرط یہ ہے کہ جس وقت مَلَکُ الْمَوْت اچانک تیرے پاس آئے ـــ تاکہ خدا کے امر کو پورا کرے اور تیری رُوح قبض کر کے لے جائے تو تو اس گھڑی مَلَکُ الْمَوْت سے کہنا ـــــ " اے مَلَکُ الْمَوْت ـــــ ذرا تو ٹھہر ـــــ میں اپنے عزیزوں سے رُخصت ہولوں ـــــ اور وہ توشہ اپنے ساتھ لے لوں ـــــ جو آخرت میں میری نجات کا سبب ہو ـــــ پھر تو میری رُوح قبض کرنا" ـــــ

"مَلَکُ الْمَوْت کب کسی کو مُہلت دیتا ہے شیخ بہلول ـــــ یہ آپ نے کیسی کڑی شرط لگا دی ہے" ـــــ عبداللہ مبارک نے فریاد کی ـــــ

"تو پھر اے دانشمند ـــــ اِس دیوانے کی بات سُن ـــ جب تو



Marfat.com

جانتا ہے کہ مَوت سے کسی کو مفر نہیں ـــــ مَلکُ الموت کسی کو مُہلَت نہیں دیتا ـــ گناہوں کے بیچ میں کِسی وقت بھی ـــــ مَلکُ الموت سامنے آن کھڑا ہوتا ہے ـــ پھر ایک سانس کی بھی مُہلَت نہیں ملتی ـ جیساکہ خُداوندِ عالَم نے فرمایا ہے ـــــ "جس وقت مَوت آتے گی ـــ تو نہ گھڑی بھر کی دیر ہوگی، نہ جلدی" ـــــ تو لے عبداللہ ـــ! تو کب غفلت سے ہوشیار ہوگا ـــ؟ دیکھ غرُور سے دُور رہ اور آخرت کی فِکر کر ـــ لمبا سفر سامنے ہے اور عُمر بہت مختصر ہے ـــ جو کام اورعمَلِ خَیر آج ہوسکتا ہے ـــ وہ آج ہی کر لو ـــ کیا خبر تُو کل کو نہ دیکھ سکے ـــ جو وقت ہاتھ میں ہے وہی غنیمت ہے ـــ اعمالِ خیر کی صورت میں آج ہی آخرت کا توشہ اپنے ہمراہ لے لے ـــ ایسا نہ ہو کہ کل پچھتانا پڑے" ـــ

عبداللہ کا سر جُھکتا چلا گیا اور اس کی زبان گُنگ ہوگئی ـــ بُہلُول نے کہا ـــ "عبداللہ ـــ! تم نے خود ہی مجھ سے نصیحت کرنے کی فرمائش کی تھی ـــ جو تمھیں راہِ نجات دکھادے ـــ تم نے اب سر کیوں جھکا لیا ہے ـــ؟ تمھاری زبان پر تالا کیوں پڑگیا ہے تم آج میرے سامنے لاجواب ہوگئے ہو ـــ تو جب کل روزِ حشر تم سے پُوچھ گچھ ہوگی ـــ تو کیا جواب دو گے ـــ یہاں اِس دنیا میں ہی اپنا حساب صاف کرو ـ تاکہ کل کے خوف سے پناہ



Marfat.com

میں رہو"۔۔۔

عبداللہ نے جُھکا ہوا سر اُٹھایا اور سچّائی سے بولا ۔۔۔
"جناب شیخ بُہلُول ۔۔۔ میں نے آپ کی نصیحت کو دِل و جان سے سُنا ہے اور اُسے حرزِ جان بنالوں گا ۔۔۔ آپ نے مجھے اپنا مُرید بنالیا ہے ۔۔۔ لوگ تو آپ کو یوں ہی دیوانہ کہتے ہیں ۔۔۔ ورنہ کون نہیں جانتا کہ آلِ محمدؐ کی صُحبت اور محبّت نے آپ کو یگانۂ روزگار بنادیا ہے ۔۔۔ آپ پاگل نہیں ۔۔۔ آلِ محمدؐ کے دیوانے ہیں"۔۔۔

بُہلُول نے اپنی گُدڑی اُٹھائی اور یہ کہتا ہوا چل پڑا ۔۔۔
"بندے کو لازم ہے کہ جو کچھ کرے ۔۔۔ خُدا کے حکم سے کرے اور جو کچھ کہے سُنے خُدا کے حکم سے ۔۔۔ کیونکہ وہ بندگی کا دعویٰ رکھتا ہے ۔۔۔ اور خود کو خُدا کا بندہ کہتا ہے"۔۔۔

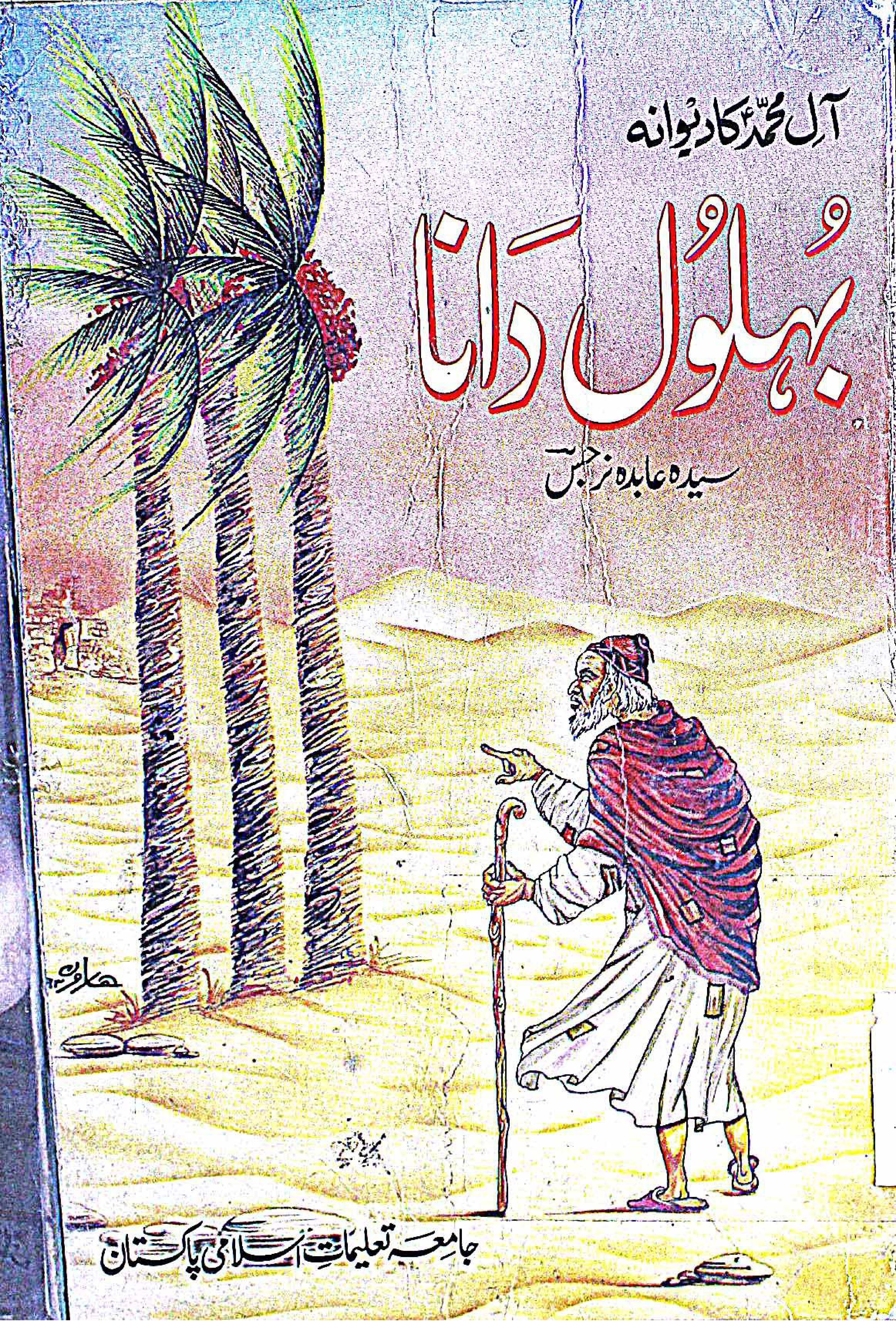
آلِ محمدؐ کا دیوانہ
بہلول دانا
سیدہ عابدہ نرجس
جامعہ تعلیماتِ اسلامی پاکستان

Marfat.com